حصۂ ۴ چہارم

بحار الانوار

مُلّا محمد باقر مجلسی رحمۃ اللہ

مترجم

ڈاکٹر محمد حبیب الثقلین النقوی

در حالات

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام

محفوظ بُک ایجنسی
امام بارگاہ مارٹن روڈ کراچی ۵
فون: ۴۲۴۲۸۶

فہرست تراجم اخبار و احادیث بحار الانوار

در حالات حضرت امام محمد باقر علیہ الصلوٰۃ والسلام

تاریخ اشاعت ــــــــ ۲۰ محرم الحرام ۱۴۰۶ ہجری

ناشر ــــــــ محفوظ بک ایجنسی کراچی

مصنف ــــــــ علامہ مجلسی علیہ الرحمۃ

مترجم ــــــــ ڈاکٹر محمد حبیب الثقلین النقوی

کتابت ــــــــ محمد یعقوب گونسل

مطبوعہ ــــــــ سندھ آفسٹ پریس کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پہلا باب

(۱) مقام و تاریخِ ولادت و شہادت

تاریخ ولادت کتاب اعلام الوریٰ میں بیان کیا گیا ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام یکم ماہِ رجب ۵۷ ہجری بروز جمعہ مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے اور بعض روایات سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ حضرت امام کی تاریخ ولادت ماہ صفر ۵۷ ہجری کی تیسری تاریخ ہے۔ مصباحین میں جناب جابر جعفی سے مروی ہے کہ آپ کی ولادت یکم ماہ رجب ۵۷ ہجری بروز جمعہ ہوئی (مصباح المتہجد ص۵۵)

تاریخِ وفات و مدّت عمر بیان کیا گیا ہے کہ ماہ ذی الحجۃ ۱۱۴ ہجری میں آپ کی وفات ہوئی اور عمر ستاون سال۔ اپنے جد بزرگوار حضرت امام حسین علیہ السلام کی زندگی میں چار سال اور اپنے پدر بزرگوار حضرت امام علی بن الحسین زین العابدین علیہ السلام کی حیات میں انتالیس سال گزارے۔

والدہ ماجد آپ کی والدہ ماجدہ اُمِّ عبداللہ دخترِ حضرت امام حسن علیہ السلام تھیں۔

مدّت امامت آپ کا زمانۂ امامت اٹھارہ سال رہا۔

سلاطین دورِ امامت آپ کا دورِ امامت ولید بن عبدالملک، سلیمان بن عبدالملک، عمر بن عبدالعزیز، یزید بن عبدالملک اور ہشام بن عبدالملک کے زمانہ حکومت میں گزرا اور اسی ہشام کے دورِ حکومت میں آپ کی وفات ہوئی۔ (اعلام الوریٰ ص۲۵۹)

وقتِ رحلت سے آگہی اور دوسرے جہاں سے تعلق

(۲) ═══ کتاب بصائر الدرجات میں سدیر سے منقول ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک دفعہ میرے پدر بزرگوار سخت بیمار ہو گئے جس سے ہم سب پریشان تھے کہ کہیں آخری وقت قریب نہ آگیا ہو۔ گھر والوں نے آپ کے سرہانے بیٹھ کر رونا شروع کر دیا۔ جب آپ نے انہیں دیکھا تو فرمایا کہ پریشانی کی بات نہیں ہے میں اس بیماری میں نہیں مروں گا۔ میرے پاس دو شخص آئے اور انہوں نے بتایا کہ اس بیماری میں میری موت واقع نہ ہوگی۔ امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ آپ تندرست ہو گئے اور بحمد للہ ایک مدت تک زندہ رہے اور ایسا لگتا تھا کہ آپ کو کوئی بیماری ہی نہ تھی۔ پھر ایک دفعہ مجھ سے ارشاد فرمایا کہ وہ دو اشخاص جو میری اس بیماری کی حالت میں آئے تھے انہوں نے مجھے بتا دیا تھا کہ میں فلاں روز وفات پاؤں گا۔ یہی ہوا کہ پدر بزرگوار نے ان دونوں کے بتائے ہوئے دن وفات پائی۔ (بصائر الدرجات جلد ۱ باب ۹ حدیث ۲)

(۳) ═══ بصائر الدرجات میں منقول ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ میں اپنے پدر بزرگوار کی وفات کے روز ان کی خدمت میں حاضر تھا تو آپ نے مجھے اپنے غسل و کفن اور قبر میں داخل کرنے کے بارے میں کئی وصیتیں فرمائیں۔ میں نے عرض کیا کہ میں تو آج آپ کو سب دنوں سے بہتر پاتا ہوں اور موت کے کوئی آثار نہیں ہیں۔ آپ نے فرمایا "بیٹا" کیا تم نے دیوار کے پیچھے سے میرے پدر بزرگوار حضرت علی بن الحسین علیہ السلام کی آواز نہیں سنی کہ فرماتے تھے "محمد" آنے میں جلدی کرو۔ (نفس المصدر جلد ۱ باب ۹ حدیث ۶)

یہی روایت کشف الغمہ میں بھی درج ہے۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۳۲۹)

وصال، وصیتِ قبر و جانشین

(۴) ═══ بصائر الدرجات میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے۔ حضرت فرماتے ہیں کہ اپنے پدر بزرگوار حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی رحلت کی شب آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ حضرت امام مناجات اور دعاؤں میں مصروف ہیں۔ آپ نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ میں ٹھہر جاؤں میں رکا رہا۔ جب مناجات سے فارغ ہوئے تو مجھ سے فرمایا "بیٹا" آج رات کو میرا انتقال ہو جائے گا اور یہی وہ شب ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رحلت فرمائی۔ امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مجھ سے میرے پدر بزرگوار نے فرمایا کہ ان کے پدر بزرگوار حضرت امام علی بن الحسین علیہ السلام شب رحلت میں میرے پاس ایک شربت لائے اور

مجھے پینے کا حکم دیا اور فرمایا بیٹا یہی وہ رات ہے جس میں میری رحلت ہو جائے گی۔ امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اسی شب میں میرے پدر بزرگوار دنیا سے رخصت ہوئے۔

(بصائر الدرجات جلد ۱ باب ۱ حدیث ۷)

(۵) ═══ کافی میں حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی رحلت کا وقت قریب آپہنچا تو فرمایا کہ جب میں دنیا سے انتقال کر جاؤں تو میری قبر کھودنا اور مجھے اس میں دفن کر دینا اگر تم سے کوئی یہ کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی قبر تیار کرائی تھی تو کہنے والا سچا ہے۔ (کافی جلد ۲ صفحہ ۱۶۶)

(۶) ═══ کافی میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ میرے پدر بزرگوار امام محمد باقر علیہ السلام نے ایک دن اپنی بیماری کے زمانہ میں مجھ سے فرمایا کہ بیٹا مدینہ کے قریش کو میرے پاس بلا لاؤ تاکہ میں انہیں گواہ بنا لوں چنانچہ میں نے قریش کے لوگوں کو بلایا اور پھر پدر بزرگوار نے مجھ سے فرمایا کہ جب میں رحلت کر جاؤں تو میرا غسل و کفن کرنا اور میری قبر کو چار انگل کے برابر اونچا رکھنا اور اس پر پانی چھڑک دینا۔ جب لوگ چلے گئے تو میں نے پدر بزرگوار کی خدمت میں عرض کیا کہ اس بارے میں آپ کا جو حکم ہوتا میں اسے ضرور بجا لاتا آپ نے یہ کس لیے چاہا کہ آپ لوگوں کو گواہ بنائیں تو ارشاد فرمایا بیٹا یہ اس لیے کہ میرے بعد کوئی نزاع نہ ہو۔

(نفس المصدر جلد ۳ صفحہ ۲)

وضاحت اس روایت میں جہاں غسل و کفن اور دوسرے امور کے بارے میں حضرت امام کی وصیت کا اظہار ہوتا ہے ایک خاص مقصود یہ تھا کہ لوگ اس سے آگاہ رہیں کہ امام کی تجہیز و تکفین امام ہی کیا کرتا ہے کوئی دوسرا نہیں اور یہ کہ امام جعفر صادق علیہ السلام آپ کے بعد آپ کے جانشین اور امام خلق ہیں جس کے بارے میں کسی طرح کا اختلاف نہ ہونے پائے۔ نیز یہ بھی معلوم ہو جائے کہ ایک امام کا اپنے بعد کے لیے وصیت کرنا اور اپنا جانشین مقرر کرنا دلائل امامت میں سے ہے۔

(۷) ═══ کافی میں جناب زرارہ وغیرہ سے منقول ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے اپنے ماتمی اخراجات کے لیے آٹھ سو درہم کی وصیت فرمائی اور آپ کے نزدیک ایسی وصیت سنت کا درجہ رکھتی تھی اس لیے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ اولاد جعفر کے لیے موت کے کھانے کا انتظام کرو چنانچہ لوگوں نے اس کام کو انجام دیا۔ (المصدر السابق جلد ۳ صفحہ ۲۱۷)

(۸) ═══ کافی میں ابو جعفر الغراء سے مروی ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی ایک داڑھ ٹوٹ گئی تھی تو آپ نے اسے مٹھی میں رکھ کر فرمایا الحمد للہ پھر اپنے فرزند امام جعفر صادق علیہ السلام سے ارشاد فرمایا کہ تم مجھے دفن کرو تو اسے بھی میرے ساتھ دفن کر دینا۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد

دوسری داڑھ بھی ٹوٹ گئی تو آپ نے اُسے بھی مٹھی میں لے کر الحمدللہ فرمایا اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہی وصیت کی کہ میرے ساتھ اسے بھی قبر میں دفن کر دینا (المصدر السابق جلد ۳ صفحہ ۲۱۷)

نسبی امتیاز

(۹) ــــ مناقب ابن شہر آشوب میں منقول ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام ہاشمیوں میں ہاشمی علویوں میں علوی اور فاطمیوں میں فاطمی تھے۔ اس لیے آپ وہ پہلی ہستی ہیں جن میں حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہما السلام دونوں کا خون شامل ہے۔ آپ کی والدہ ماجدہ ام عبداللہ حضرت امام حسن علیہ السلام کی صاحب زادی ہیں اور باعتبار اوصاف آپ تمام لوگوں میں سب سے زیادہ صادق سب سے زیادہ خوب رو اور سب سے زیادہ عطا کرنے والے اور سخی تھے۔ (مناقب بن شہر آشوب جلد ۴ صفحہ ۳۳۸)

(۱۰) ــــ دعوات الراوندی میں منقول ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ میری والدہ ماجدہ دیوار کے قریب تشریف فرما تھیں کہ اچانک دیوار گر پڑی اور ہم نے دھماکہ کی آواز سنی والدہ ماجدہ نے دیوار کی طرف ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا "نہیں نہیں! حق جناب مصطفٰےؐ کی قسم خدا نے تجھے گرنے کی اجازت تو نہیں دی" یہ الفاظ زبان سے نکلے ہی تھے کہ دیوار معلق رہ گئی یہاں تک کہ میری والدہ ماجدہ وہاں سے ہٹ گئیں اور حضرت امام نے راہ خدا میں ایک سو دینار اُن کی سلامتی کے صدقے میں دیئے۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے انہی جدہ ماجدہ کے بارے میں ایک دن یوں فرمایا کہ آپ صدیقہ تھیں اور اولاد حضرت امام حسن علیہ السلام میں کوئی اُن کا مثل و نظیر نہ تھا۔

امامؑ کے چند مخصوص احوال و کوائف

(۱۱) ــــ صاحب مناقب نے جناب امام کا اسم گرامی محمد اور کنیت صرف ابوجعفر بیان کی ہے اور یہ بتایا ہے کہ آپ کا لقب باقر علم ہے۔ آپ کی والدہ ماجدہ ام عبداللہ دختر حضرت امام حسن علیہ السلام تھیں اور بعض لوگوں نے آپ کو ام عبدہ کہا ہے۔ حضرت امام مدینہ میں منگل کے دن پیدا ہوئے یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ آپ کی ولادت کی تاریخ یکم ماہ رجب یا ماہ صفر کی تیسری تاریخ ۵۷ ہجری ہے۔

آپ کی وفات ماہ ذی الحجۃ اور ایک دوسرے قول کی بنا پر ربیع الثانی ۱۱۴ ہجری میں واقع ہوئی۔ اپنے جد بزرگوار اور پدر نامدار کی طرح آپ کی عمر ستاون سال ہوئی۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے اپنے جد امجد حضرت امام حسین علیہ السلام کی زندگی میں تین یا چار سال گزارے اور اپنے پدر بزرگوار جناب زین العابدین علیہ السلام کی زندگی میں مکمل چونتیس سال اور ۱۰ ماہ گزرے اور ایک قول کے مطابق انتالیس سال اور اپنے پدر بزرگوار کی رحلت کے بعد انیس سال یا اٹھارہ برس بقید حیات رہے یہ حضرت امام کی امامت کا زمانہ ہے۔

حکمرانانِ دورِ امامت

آپ کے دور امامت میں مندرجہ ذیل حکمراں گزرے۔

(۱۲) ــــ ولید بن عبدالملک سلیمان، عمر بن عبدالعزیز، یزید بن عبدالملک، ہشام بن عبدالملک ولید بن یزید اور ابراہیم بن ولید بن یزید اسی ابراہیم کے زمانہ حکومت میں امام نے رحلت فرمائی۔

ابوجعفر ابن بابویہ کہتے ہیں کہ ابراہیم بن ولید بن یزید نے آپ کو زہر سے شہید کیا۔ قبر مبارک جنت البقیع یا بقیع الغرقد میں ہے۔ (المصدر السابق جلد ۲ صفحہ ۳۴۰)

فیروز آبادی نے لغت "القاموس" میں لکھا ہے کہ غرقد بڑے تناور درخت کو کہتے ہیں یا وہ ایک بڑا افریقی درخت ہے جس کی مدینہ کے قبرستان میں کثرت ہے اس لیے لوگوں نے اسے بقیع الغرقد کا نام دے دیا ہے۔ (القاموس جلد ۱ صفحہ ۳۲۰)

(۱۳) ــــ کافی میں زرارہ سے منقول ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں پہاڑ کی چوٹی پر ہوں اور لوگ ہر طرف سے اس پر چڑھ رہے ہیں بہت سے لوگ اس پر پہنچے تو وہ ان کو لے کر آسمان کی طرف بلند ہونے لگا۔ یہ دیکھ کر لوگ دہشت کے مارے پہاڑ سے نیچے گرنے لگے اور اس پر صرف چند لوگ باقی رہ گئے اس طرح پانچ بار وہ آسمان کی طرف بلند ہوا لوگ اُس کے اوپر سے گرتے رہے اور یہی چند لوگ باقی بچ گئے۔ اُن بچنے والوں میں قیس بن عبداللہ عجلان بھی تھے۔ تقریباً پانچ سال نہ گزرے تھے کہ حضرت امام نے رحلت فرمائی۔ (کشف الغمہ میں بھی یہی نقل کیا گیا ہے رجال الکشی صفحہ ۱۵۵ کافی جلد ۸ صفحہ ۱۸۲)

(۱۴) کافی میں جناب ابوبصیر سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ایک شخص مدینہ سے کچھ میل دور تھا کہ وہ سو گیا اور اُس نے خواب میں دیکھا کہ کوئی اُس سے کہہ رہا ہے کہ جلدی کرو اور حضرت امام ابوجعفر علیہ السلام کی نماز جنازہ میں شریک ہو فرشتے انہیں بقیع میں غسل دے رہے ہیں۔ چنانچہ وہ شخص وہاں پہنچا تو پتہ چلا کہ حضرت امام ابوجعفر محمد باقر علیہ السلام رحلت فرما چکے ہیں۔ (الکافی جلد ۱ صفحہ ۴۶۸)

کفن کی واجب چیزیں اور مستحب پارچہ جات

(۱۵) ═══ کافی میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے۔ حضرت فرماتے ہیں کہ میرے پدر بزرگوار نے اپنی وصیت میں تحریر فرمایا کہ میں انہیں تین کپڑوں میں کفن دوں ایک تو وہ آپ کی یمنی چادر تھی جسے پہن کر آپ نماز جمعہ پڑھا کرتے رہے اور ایک اور کپڑا تھا اور ایک قمیض تھی۔ میں نے پدر بزرگوار سے عرض کیا کہ اس کو تحریر میں لانے کی کیا ضرورت ہے تو انہوں نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اس کا ڈر ہے کہ لوگ تم پر غالب آ جائیں اگر وہ یہ کہیں کہ حضرت امام کو چار یا پانچ کپڑوں کا کفن دو تو ایسا نہ کرنا میرے عمامہ باندھ دینا اور یہ سمجھ لینا کہ عمامہ کفن کا جزو نہ ہوگا کفن میں وہ پارچے شمار ہوتے ہیں جو جسم پر لپیٹے جائیں۔
(الکافی جلد ۳ صفحہ ۱۰۱)

(۱۶) ═══ امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ مجھ سے میرے پدر بزرگوار نے فرمایا اے جعفر تم میرے لیے میرے مال میں سے ان سوگوار عورتوں کو اتنا دے دینا کہ دس سال تک بمقام منیٰ منیٰ کے دنوں میں وہ میرا ماتم منائیں۔ (الکافی جلد ۵ صفحہ ۱۱۷)

(۱۷) ═══ کافی میں زرارہ سے منقول ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ کیا آپ نے امام حسین علیہ السلام کو دیکھا تھا تو جواب دیا کہ "ہاں" (کافی جلد ۱ صفحہ ۳۲۱)

اقوال درباره تاریخ ولادت وشہادت

(۱۸) ═══ بحوالہ روضۃ الواعظین حضرت امام کی ولادت منگل یا جمعہ کے دن ۳ ماہ صفر ۵۷ ہجری کو مدینہ میں ہوئی اور ماہ ذی الحجۃ یا ماہ ربیع الاول میں آپ کی شہادت واقع ہوئی اور ایک دوسرے قول کے مطابق ماہ ربیع الثانی میں ۱۱۴ ہجری یہ واقعہ ہوا اور اس وقت حضرت کی عمر ستاون سال تھی۔ (روضۃ الواعظین صفحہ ۲۴۸ مطبوعہ ایران)

بحوالہ کافی حضرت امام کی ولادت ۵۷ ہجری میں اور شہادت ۱۱۴ ہجری میں مدینہ میں ہوئی، وقت شہادت ستاون سال کی عمر تھی۔ امام زین العابدین علیہ السلام کے بعد انیس سال دو ماہ بقید حیات رہے۔ (کافی جلد ۱ صفحہ ۴۶۹، نفس المصدر جلد ۱ صفحہ ۴۷۲)

بحوالہ مصباح کفعمی حضرت کی ولادت پیر کے دن ۳ ماہ صفر ۵۹ ہجری مدینہ منورہ میں ہوئی اور ۷ ماہ ذی الحجۃ ۱۱۶ ہجری پیر کے دن شہادت پائی کل عمر ستاون سال کی ہوئی ہشام بن عبد الملک نے آپ کو زہر سے شہید کیا۔ (مصباح الکفعمی صفحہ ۵۲۱)

جناب مولف علیہ الرحمتہ تاریخ الغفاری کے حوالہ سے فرماتے ہیں کہ حضرت امام یکم ماہ رجب جمعہ کے دن پیدا ہوئے اور فصول المہمہ کے مطابق ۳ ماہ صفر ۵۷ ہجری آپ کی

تاریخ ولادت ہے اور ۱۱۷ ہجری سال شہادت۔ عمر اٹھاون سال ہوئی اور ایک دوسرے قول کے مطابق ساٹھ سال۔ ابراہیم بن ولید بن عبد الملک کے دور میں زہر دیئے جانے کی وجہ سے شہادت پائی۔ (الفصول المہمہ صفحہ ۱۹۶-۱۹۷)

بحوالہ شواہد النبوۃ حضرت امام ۳ ماہ صفر ۵۷ ہجری بروز جمعہ پیدا ہوئے اور بحوالہ دروس ۳ ماہ صفر ۵۷ ہجری پیر کے دن تاریخ ولادت بیان کی گئی ہے اور ۷ ذی الحجۃ ۱۱۴ ہجری پیر کے دن دنیا سے رحلت فرمائی (۱۱۴ ہجری بھی وارد ہوا ہے) والدہ ماجدہ اُم عبداللہ دختر حضرت امام حسن بن علی علیہ السلام ہیں۔ (الدروس صفحہ ۱۵۴ مطبوعہ ایران)

بحوالہ کشف الغمہ کمال الدین بن طلحہ کہتے ہیں کہ ۵۷ ہجری بتاریخ ۳ ماہ صفر مدینہ میں حضرت امام کی ولادت ہوئی یعنی شہادت امام حسین علیہ السلام سے تین سال پہلے پیدا ہوئے (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۳۱۸) ۱۱۷ ہجری میں رحلت فرمائی اور اس سے آگے کی تاریخ بھی بیان کی گئی ہے۔ تیس سال سے کچھ زیادہ اپنے پدر بزرگوار امام زین العابدین علیہ السلام کے ساتھ گزارے۔ قبر مبارک اپنے پدر بزرگوار اور ان کے عم نامدار امام حسن علیہ السلام کے قریب جنت البقیع مدینہ منورہ میں ہے۔

حافظ عبد العزیز الجنابذی نے حضرت امام کے بارے میں یوں کہا ہے کہ ابوجعفر محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم باقر کہ جنکی مادر گرامی اُم عبداللہ دختر امام حسن بن علی بن ابی طالب ہیں اور اُم عبداللہ کی والدہ قاسم بن محمد بن ابی بکر کی صاحبزادی ہیں اور امام محمد باقر علیہ السلام کثیر العلم شخصیت ہیں۔

حضرت جعفر بن محمد فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ جب کہ امام محمد باقر علیہ السلام جناب فاطمہ دختر امام حسین علیہ السلام سے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے اوقاف کے بارے میں مصروف گفتگو تھے تو میں نے حضرت کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ اس سال میری عمر کے اٹھاون سال پورے ہوگئے چنانچہ اسی سال حضرت کی رحلت ہوگئی۔

محمد بن عمر کہتے ہیں کہ حضرت امام نے ۱۱۷ ہجری میں رحلت فرمائی اور آپ کی عمر اٹھتر سال کی ہوئی۔ ایک دوسرا قول یہ ہے کہ آپ کی وفات ۱۱۸ ہجری میں ہوئی۔
نفس المصدر جلد ۲ صفحہ ۳۲۲

ابونعیم الفضل بن دکین نے کہا ہے کہ آپ کی وفات ۱۱۴ ہجری میں مدینہ منورہ میں ہوئی۔

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے

ارشاد فرمایا کہ جناب امیرالمومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام اٹھاون سال کی عمر میں شہید ہوئے اور امام حسین علیہ السلام بھی اسی عمر میں قتل کیے گئے اور امام زین العابدین علیہ السلام نے بھی اٹھاون سال کی عمر میں رحلت فرمائی اور میں بھی اٹھاون سال کا ہو چلا ہوں۔

(المصدر السابق جلد ۲ صـ۳۲۳)

محمد بن سنان کہتے ہیں کہ امام محمد باقر علیہ السلام شہادت امام حسین علیہ السلام سے تین سال پہلے پیدا ہوئے اور ۱۱۴ ہجری میں وفات کے وقت آپ کی عمر ستاون سال تھی اور آپ نے اپنے پدر بزرگوار امام زین العابدین علیہ السلام کے ساتھ چونتیس سال اور آٹھ ماہ کی مدت گزاری اور اپنے پدر بزرگوار کے بعد انیس سال بقید حیات رہے اور آپ کی عمر ستاون سال ہوئی ایک روایت میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ اپنے والد بزرگوار کے ساتھ اڑتیس سال رہے اور ۵۶ ہجری آپ کا سال ولادت ہے۔

(المصدر السابق جلد ۲ صـ۳۴۵)

دوسرا باب

حضرت امام کے "باقر" لقب کی وجہ تسمیہ

(۱) ——— عمر بن شمر سے منقول ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے جعفر جعفی سے پوچھا کہ امام محمد باقر علیہ السلام کو باقر کیوں کہا جاتا ہے تو انہوں نے جواب دیا اس لیے کہ انہوں نے علم کو پھیلایا اور اس کی نشر و اشاعت کی اور آپ کی ذات سے علم کی روشنی ہر طرف پھیل گئی۔

(علل الشرائع جلد ۱ صـ۲۳۳)

معانی الاخبار میں بھی یہ روایت اسی طرح بیان کی گئی ہے (معانی الاخبار صـ۶۵)

مولف ؒ فرماتے ہیں کہ ہم اس خبر کو آگے پیش کریں گے جس میں جناب جابر رضی اللہ عنہ نے حضرت امام سے اس طرح خطاب کیا کہ آپ درحقیقت باقر ہیں اور آپ ہی علوم کو اس طرح نشر فرمائیں گے جیسا کہ اُن کے پھیلانے کا حق ہے۔

(۲) ——— الارشاد میں جناب جابر بن عبداللہ سے منقول ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ تم زندہ رہو گے یہاں تک کہ تم میرے ایک فرزند سے ملو گے جو حسین علیہ السلام کی اولاد میں سے ہوگا اور جس کا نام محمد ہوگا وہ علم دین کو وسعت دے گا جب تم اس سے ملو تو اسے میرا سلام کہنا۔

(الارشاد صـ۲۸۰)

کشف الغمہ میں مذکور ہے کہ حضرت امام کا اسم مبارک محمد اور کنیت ابوجعفر تھی اور آپ کے تین القاب تھے "باقر العلم، شاکر اور ہادی" جن میں باقر بہت زیادہ مشہور ہے جس کی یہ وجہ ہے کہ آپ نے علم کو شگافتہ کیا اور اسے وسعت دی (کشف الغمہ جلد ۲ صـ۳۱۸)

فیروز آبادی نے القاموس میں لکھا ہے کہ بقر کے معنی شگافتہ کرنے اور وسعت دینے کے ہیں اور امام محمد باقر علیہ السلام کا باقر لقب اسی لیے ہوا کہ علم میں کمال کی حد پر پہنچے ہوئے تھے

نقش خاتم امامت

(۳) ——— امالی میں حسین بن خالد سے منقول ہے کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے

فرمایا کہ امام حسین علیہ السلام کی مہر اور انگشتری کا نقش "اِنَّ اللّٰہَ بَالِغُ اَمْرِہٖ" تھا اور امام زین العابدین علیہ السلام اپنے پدر بزرگوار امام حسین علیہ السلام کی انگشتری پہنتے تھے اور امام محمد باقر علیہ السلام نے بھی اپنے جد بزرگوار امام حسین علیہ السلام کی انگوٹھی پہنی جس پر وہی نقش کندہ تھا۔

(امالی الصدوق ص۴۵۸)

عیون الاخبار میں حضرت امام علی رضا علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام کی مہر اور انگشتری پر یہ الفاظ کندہ تھے۔

ظَنِّیْ بِاللّٰہِ حَسَن   وَبِالنَّبِیِّ الْمُؤْتَمَن

وَبِالْوَصِیِّ ذِی الْمِنَن   وَبِالْحُسَیْنِ وَالْحَسَن

کشف الغمہ اور تفسیر ثعلبی میں یہ روایت مذکور ہے (کشف الغمہ جلد ۲ ص۳۲۲)

مکارم الاخلاق کی کتاب اللباس میں امام جعفر صادق علیہ السلام کا یہ ارشاد منقول ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام کی انگوٹھی کا نقش "اَلْعِزَّۃُ لِلّٰہِ جَمِیْعًا" تھا۔ مکارم الاخلاق ص۱۰۱ کافی میں بھی یہی روایت بیان کی گئی ہے جس میں لفظ جمیعًا نہیں ہے

(الکافی جلد ۶ ص۴۷۳)

نفس المصدر اور تہذیب میں امام جعفر صادق علیہ السلام کا یہ ارشاد منقول ہے کہ میرے پدر بزرگوار کی مہر کا نقش اَلْعِزَّۃُ لِلّٰہِ جَمِیْعًا تھا۔

(نفس المصدر جلد ۶ ص۴۷۳ تہذیب جلد ۱ ص۳۲)

حضرت امام کا حلیہ مبارک

(۴) فصول المہمہ میں بیان کیا گیا ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام کا چہرہ درمیانی گندمی رنگ کا تھا

(الفصول المہمہ ص۱۹۷)

تیسرا باب

فضائل ومناقب

بزبان جناب جابر بن عبداللہ انصاری

(۱) امام صدوقؒ میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک روز جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے جابر بن عبداللہ انصاری سے فرمایا کہ تم زندہ رہوگے یہاں تک کہ تم میرے فرزند محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب (علیہم السلام) سے ملاقات کرلو جو توریت میں باقر کے لقب سے مشہور ہیں جب تم اُن سے ملو تو میرا سلام پہنچانا چنانچہ جناب جابر امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ جناب محمد جو ابھی نو عمر تھے۔ اپنے پدر بزرگوار کے پاس بیٹھے ہوئے ہیں یہ دیکھ کر جناب جابر نے اِن صاحبزادے سے کہا ذرا قریب تو آیئے پھر کہنے لگے ذرا پیٹھ پھیریے۔ دیکھ کر جابر کہنے لگے رب کعبہ کی قسم آپ میں تو جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی عادتیں اور خصلتیں پائی جاتی ہیں۔ اس کے بعد جناب جابر نے امام زین العابدین علیہ السلام سے دریافت کیا کہ یہ صاحبزادے کون ہیں تو امام نے فرمایا کہ یہ میرے فرزند اور میرے بعد امر امامت کے وارث محمد باقر ہیں۔ یہ سُن کر جابر کھڑے ہوگئے اور امام محمد باقر کے قدموں میں گر پڑے اور انہیں بوسہ دیا۔ پھر کہنے لگے کہ فرزند رسول میں آپ کے قربان جاؤں اپنے جد بزرگوار کا سلام لیجئے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو سلام کہا ہے امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ یہ سُن کر پدر بزرگوار کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور فرمایا اے جابر جب تک آسمان و زمین باقی ہیں میرے نانا کو میرا سلام پہنچے تم نے مجھے سلام پہنچایا لہٰذا تم پر بھی میرا سلام ہو۔ (امالی صدوق ص۲۵۳)

امالی ابن شیخ طوسی میں منقول ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جابر بن عبداللہ میرے پاس آئے جب کہ میں حلقہ درس و تدریس میں بیٹھا ہوا تھا تو جابر

مجھ سے کہنے لگے کہ ذرا شکم مبارک سے کپڑا تو ہٹایئے چنانچہ میں نے کپڑا ہٹایا تو انہوں نے اپنا سینہ میرے سینے سے ملا دیا اور کہا کہ مجھے جناب رسالتمآب صلی اللہ وآلہ وسلم کا حکم ہے کہ میں آپ کو اُن کا سلام پہنچاؤں۔ (امالی ابن شیخ طوسی صـ۴۷)

امالی شیخ طوسی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے اُن کے پدر بزرگوار امام محمد باقر علیہ السلام کا یہ قول نقل کیا گیا ہے کہ ایک دفعہ ہم جابر بن عبداللہ انصاری کے پاس پہنچے اور وہ نابینا ہو چکے تھے جب اُن کے قریب آئے تو انہوں نے ہماری قوم کے بارے میں دریافت کیا وہ بھی میرے قریب آگئے تو میں نے کہا کہ میں محمد بن علی الحسین (علیہ السلام) ہوں تو انہوں نے اپنا ہاتھ میرے سر کی طرف بڑھایا اور اوپر کی قیمض اور نیچے کا کپڑا نبیان وغیرہ اتارا پھر میرے سینہ پر اپنا ہاتھ رکھا اور کہا کہ مرحبا بک واھلاً اے بھتیجے جو کچھ پوچھنا چاہو پوچھو تو میں نے ان سے کچھ باتیں دریافت کیں پھر نماز کا وقت آگیا تو جناب جابر ایک بُنا ہوا کپڑا اوڑھ کر کھڑے ہوئے جب انہوں نے اسے اپنے دوش پر ڈالا تو اس کے چھوٹے حصّہ کی طرف سے اس کے کنارے ڈال دیئے اور اُن کی ردا اُن کے پہلو میں کھونٹی پر پڑی ہوئی تھی انہوں نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی تو میں نے اُن سے کہا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ آلہ وسلم کے حج وعمرہ کے بارے میں تو بتایئے تو انہوں نے ہاتھ سے اشارہ کیا اور نو دفعہ اسے بند کیا۔ (امالی شیخ طوسی صـ۲۵۶)

توضیح: مطلب یہ ہے کہ اس کے باوجود ردا ان کے پہلو کے قریب تھی لیکن انہوں نے اسے نہیں اوڑھا اور اس بنے ہوئے کپڑے کو کافی سمجھا۔ رہا یہ کہ ساتھ میں نماز ادا کی تو اس سے مقصود یہ ہے کہ حضرت امام نے نماز میں امامت فرمائی۔ اس میں قدرے اشکال ہے ہوسکتا ہے کہ اُن کا لحاظ کیا ہو اور حضرت امام اور جابر نے برابر کھڑے ہو کر نماز ادا کی ہو اور ایسا بھی ممکن ہے کہ حضرت امام نے انکی بزرگی اور اُن کے صحابی رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم ہونے کو پیش نظر رکھا ہو اس لیے کہ امام معصوم کسی غیر معصوم کی اقتدا نہیں کرتا ائمہ اہل بیت خواہ چھوٹے ہوں یا بڑے سب ایک حیثیت رکھتے ہیں۔

حضرت امام باقر العلوم ہیں

(۲) ═══ عمرو بن شمر کی روایت باب دوم میں بیان کی جا چکی ہے جس میں جابر بن یزید جعفی نے اس سوال پر کہ امام محمد باقر کو باقر کیوں کہا جاتا ہے یہ جواب دیا کہ حضرت امام کو باقر اس لیے کہا جاتا ہے کہ آپ ہی نے علوم کو نشر کیا اور انہیں ہر طرف پھیلایا اسی ضمن میں وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہٗ نے بیان کیا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم

یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ اے جابر تم اس وقت تک زندہ رہو گے کہ فرزند محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب (علیہ السلام) سے جن کا نام توریت میں باقر مشہور ہے ملاقات کرو جب اُن سے ملنا تو میرا سلام کہہ دینا۔ ایک دفعہ جناب جابر حضرت امام سے مدینہ کے ایک راستہ میں ملے تو پوچھنے لگے کہ اے صاحبزادے آپ کون ہیں تو جواب دیا کہ میں محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب ہوں تو جابر کہنے لگے کہ ذرا آگے بڑھیے تو آپ آگے بڑھے پھر بولے ذرا پیچھے ہٹیے تو آپ پیچھے کی طرف ہٹے جابر کہنے لگے کہ رب کعبہ کی قسم ان میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام عادتیں پائی جاتی ہیں پھر کہا بیٹا آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلام کہا ہے یہ سُن کر حضرت امام نے جواب میں فرمایا کہ جب تک آسمان و زمین قائم ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر میرا بھی سلام ہو اور تمھیں بھی میرا سلام کہ تم نے مجھے سلام پہنچایا اس کے بعد جناب جابر نے تین بار اے باقر اے باقر اے باقر کہا بے شک آپ ہی باقر ہیں آپ ہی علم کو وسعت دیں گے اس کے بعد جناب جابر حضرت امام کی خدمت میں آتے رہے اور آپ کے سامنے بیٹھتے تھے اور حضرت امام انہیں تعلیم دیتے تھے جب کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث کے بیان کرنے میں ان سے مغالطہ ہوتا تو حضرت امام انہیں صحیح بات بتلاتے اور اسے یاد دلا دیتے تھے اور جناب جابر اسے تسلیم کرتے تھے اور آپ ہی کے ارشادات کا اعتراف کرتے تھے اور یہی کہتے رہے کہ اے باقر اے باقر اے باقر میں خدا کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ آپ بچپن ہی میں علم و حکمت سے سرفراز ہو چکے ہیں۔ (علل الشرائع جلد ۱ صـ۲۲۳)

مولف رہ فرماتے ہیں کہ اسی طرح کی بہت سی روایات و اخبار حضرات ائمہ اثنا عشر کے بارے میں وارد ہوئی ہیں۔

(۳) ═══ خرائج میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب جابر بن عبداللہ انصاری آخری صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے جو زندہ تھے اور ہم اہل بیت کے بڑے عقیدت مند تھے مسجد نبوی میں عمامہ اوڑھ کر تشریف فرما ہوتے تو باقر باقر پکارتے تھے یہ دیکھ کر اہل مدینہ کہا کرتے کہ جابر کو ہذیان ہو گیا ہے اور یہ بہکی بہکی باتیں کرنے لگے ہیں جس کے جواب میں وہ فرماتے کہ خدا کی قسم مجھے ہذیان نہیں ہوا میں نے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ جابر تم اس مرد سے ملو گے جس کا نام میرے نام پر ہوگا اور جس کی عادتیں اور خصلتیں میری جیسی ہوں گی وہ علم کو پوری طرح پھیلائے گا یہی وجہ ہے کہ میں اس طرح پکارتا رہتا ہوں۔

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اسی دوران میں ایک دن جناب جابر مدینہ کے راستہ میں رک کر کھڑے ہو گئے ادھر سے امام محمد باقر علیہ السلام گزرے جب ان پر جابر رضی اللہ عنہٗ

کی نظر پڑی تو کہنے لگے اے صاحبزادے ذرا آگے بڑھیے حضرت امام آگے بڑھے پھر کہا ذرا پیچھے ہٹیے آپ پیچھے ہٹے تو جابر کہنے لگے کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں جابر کی جان ہے یہ تو سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادات اور خصلتیں ہیں یہ فرمایئے کہ آپ کا نام کیا ہے تو امام نے فرمایا کہ میرا نام محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب ہے یہ سُن کر جابر نے آپ کے سر مبارک کا بوسہ لیا اور کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ کے جد بزرگوار رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو سلام کہا ہے حضرت امام نے فرمایا کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کو میرا سلام پہنچے اس کے بعد حضرت امام باقر علیہ السلام اپنے پدر بزرگوار کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ساری بات سنائی آپ متحیر ہوئے اور فرمایا بیٹا کیا جابر نے ایسی بات کی تو عرض کیا ہو جی ہاں'' تو امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا بیٹا گھر کے اندر رہا کرو۔ چنانچہ جناب جابر صبح وشام جناب امام کے پاس آتے تھے جس پر اہل مدینہ کہنے لگے کہ تعجب ہے کہ جابر ان صاحبزادے کے پاس دونوں وقت آتے ہیں یہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخری صحابی ہیں جو باقی رہ گئے ہیں'' جناب جابر کا یہ سلسلہ جاری رہا کہ امام زین العابدین کی رحلت ہو گئی اور امام محمد باقر علیہ السلام جابر کے پاس اُن کے صحابی رسول ہونے کے پیش نظر آتے رہتے تھے۔ امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ امام محمد باقر علیہ السلام لوگوں سے خدا تعالیٰ کے بارے میں گفتگو فرماتے تو اہل مدینہ کہا کرتے تھے کہ ہم نے ان سے زیادہ نڈر اور بے باک کسی کو نہیں دیکھا جب جناب امام نے ان کی ان باتوں کو سُنا تو آپ ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث بیان فرمانے لگے تو مدینہ والے یوں کہنے لگے کہ ہم نے ان سے زیادہ کسی کو (معاذ اللہ) جھوٹا نہیں پایا جو ان نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں گفتگو کرتے ہیں جنہیں انہوں نے دیکھا تک نہیں جب حضرت امام نے ان کی یہ بات بھی سنی تو آپ نے جناب جابر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روایت کردہ احادیث بیان کرنا شروع کر دیں جس پر لوگوں نے آپ کی تصدیق کی۔ امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم جابر میرے پدر بزرگوار کے پاس آتے رہے اور ان سے علم حاصل کرتے رہے۔

(الکافی جلد ۱ صفحہ ۴۶۹)

یہی روایت الاختصاص اور رجال الکشی میں بھی مذکور ہے (الاختصاص صفحہ ۶۲ رجال الکشی صفحہ ۲۷)

وضاحت مذکورہ روایت میں بیان کیا گیا ہے کہ امام زین العابدین علیہ السلام نے امام محمد باقر علیہ السلام سے جناب جابر کی باتیں سُننے کے بعد فرمایا کہ گھر سے باہر نہ جایا کرو۔ ممکن ہے کہ اس کی یہ وجہ ہو کہ آپکو اس کا اندیشہ تھا کہ کہیں مدینہ کے لوگ حسد کی وجہ سے آپ کو ایذائیں دینے لگیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا امام باقر علیہ السلام کو سلام

(۴) ــــ الارشاد میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ پدر بزرگوار نے فرمایا کہ میں جابر بن عبداللہ کے پاس آیا تو میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے جواب سلام دیا اور مجھ سے پوچھا آپ کون ہیں اور یہ وہ زمانہ تھا کہ جب جناب جابر کی بینائی جاتی رہی تھی تو میں نے کہا کہ میں محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب ہوں تو وہ بولے ذرا میرے قریب آیئے میں اُن کے قریب ہوا تو انہوں نے میرا ہاتھ چوما پھر میرے قدموں کی طرف جھکے کہ ان کا بوسہ لیں تو میں ذرا پیچھے ہٹا جناب جابر کہنے لگے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو سلام کہا ہے میں نے جواب میں کہا کہ آنحضرت جد امجد پر بھی برکات اور سلامتی کا خدا کی طرف سے نزول ہو۔ حضرت امام نے جناب جابر سے دریافت فرمایا کہ یہ کب کی بات ہے تو انہوں نے کہا کہ ایک دن میں رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا تو مجھ سے ارشاد فرمایا اے جابر تم اس وقت زندہ رہو گے کہ میرے فرزندوں میں سے ایک فرزند سے ملاقات کرو جن کا نام محمد بن علی بن الحسین ہو گا اور خداوند عالم انہیں نور و حکمت عطا فرمائے گا جب ان سے ملو تو میرا سلام کہنا۔ (الارشاد صفحہ ۲۷۹)

(۵) ــــ کشف الغمہ میں ابو الزبیر محمد بن مسلم مکی سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم جابر بن عبداللہ کے پاس بیٹھے تھے کہ جناب امام زین العابدین علیہ السلام ان کے پاس تشریف لائے اور آپ کے ساتھ آپ کے صاحبزادے امام محمد باقر علیہ السلام بھی تھے جو ابھی بچے تھے تو امام زین العابدین علیہ السلام نے اپنے فرزند سے فرمایا کہ بیٹا اپنے چچا کے سر کا بوسہ لو یہ سُن کر امام محمد باقر علیہ السلام جناب جابر کے قریب آئے اور اُن کے سر کو چوما جس پر جناب جابر نے کہا کہ آپ کون ہیں اور یہ وہ زمانہ تھا کہ جابر رض بینائی سے محروم ہو چکے تھے امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ میرے بیٹے محمد ہیں چنانچہ جابر نے انہیں اپنے سینے سے لپٹا لیا اور کہنے لگے اے محمد۔ رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو سلام کہا ہے چنانچہ وہاں موجود بعض لوگوں نے کہا کہ یہ کیسے ہوا تو جناب جابر نے جواب دیا کہ ایک دن میں جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا اور حضرت امام حسین ان کی گود میں تھے کہ آپ ان سے کھیل رہے تھے تو فرمایا کہ اے جابر میرے فرزند حسین ع کا ایک فرزند پیدا ہو گا جس کا نام علی ع ہو گا جب قیامت کا دن ہو گا تو ایک منادی آواز دے گا کہ سید الساجدین کھڑے ہو جائیں تو حسین ع کے بیٹے علی ع کھڑے ہو جائیں گے اور انہی علی ع کے ایک فرزند محمد ہوں گے اے جابر جب تم ان سے ملو تو میرا سلام کہنا اور یہ بھی جان لو کہ تمہاری زندگی ان سے ملاقات کے بعد بہت تھوڑی ہو گی چنانچہ یہی ہوا کہ امام محمد باقر علیہ السلام سے ملاقات کے بعد جابر رض تھوڑے دنوں زندہ رہے اور پھر دنیا سے رخصت ہو گئے۔ (کشف الغمہ صفحہ ۳۲۱)

لیث کہتے ہیں کہ امام محمد باقر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ جناب جابر نے مجھ سے

کہا کہ آپ تمام مخلوق میں بہتر انسان کے فرزند ہیں آپ کے جد بزرگوار جوانان اہل جنت کے سردار ہیں اور آپ کی جدہ ماجدہ تمام عالموں کی عورتوں کی سردار ہیں۔

(۶) امام محمد باقر علیہ السلام ارشاد فرماتے کہ ایک دن جابر رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ ذرا اپنے شکم مبارک سے کپڑا تو ہٹائیے تو میں نے ایسا ہی کیا جس پر انہوں نے اپنا سینہ و شکم میرے سینہ و شکم سے ملا دیا اور کہا کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپ کو ان کا سلام پہنچاؤں۔ (نفس المصدر ص۳۲۳)

مطالب السؤل میں بھی یہ روایت نقل کی گئی ہے۔ (ص۸۱)

(۷) الاختصاص میں ہشام بن سالم سے مروی ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ جتنے فضائل میرے پدر بزرگوار کے ہیں اتنے کسی کے نہیں ہیں اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جابر بن عبداللہ سے فرمایا تھا کہ جب تم میرے فرزند سے ملو تو انہیں میرا سلام کہنا۔ چنانچہ ایک دفعہ جناب جابر امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں آئے تو آپ نے اُن سے امام محمد باقر علیہ السلام سے ملنے کی درخواست کی تو حضرت امام نے فرمایا کہ وہ باہر چلے گئے ہیں میں ابھی کسی کو بھیج کر انہیں بلاتا ہوں۔ ہشام کہتے ہیں کہ امام زین العابدین علیہ السلام نے کسی کو انہیں بلانے کے لیے بھیجا جب وہ تشریف لائے تو جناب جابر نے انہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سلام پہنچایا اور ان کے سر کو چوما اور گلے سے لگایا تو امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے جد محترم پر اور تم پر بھی سلام ہو۔ اس کے بعد جابر نے حضرت امام سے درخواست کی کہ بروز قیامت آپ میری شفاعت فرمائیں تو حضرت نے جواب میں فرمایا کہ اے جابر میں ضرور شفاعت کروں گا۔ (الاختصاص ص۶۲)

رجال الکشی میں بھی مذکورہ روایت اسی طرح بیان کی گئی ہے (ص۲۸)

مولف فرماتے ہیں کہ اس باب کی مناسبت سے جناب جابر کی اخبار و روایات باب نصوص الرسول در بارہ ائمہ اثنا عشر میں بیان کی گئی ہیں۔

چوتھا باب

ثبوت امامت، وارث علم و تبرکات

(۱) عیسیٰ بن عبداللہ نے اپنے والد اور دادا سے روایت کیا ہے کہ امام زین العابدین علیہ السلام اپنی رحلت کے وقت اپنے فرزندوں کی طرف متوجہ ہوئے جو آپ کے پاس جمع تھے پھر آپ نے اپنے فرزند امام محمد باقر علیہ السلام کی طرف رُخ کرکے فرمایا اے محمد یہ ایک صندوق ہے اسے اپنے گھر لے جاؤ اور یہ سمجھ لو کہ اس میں نہ درہم ہیں نہ دینار بلکہ یہ صندوق خزانہ علم سے معمور ہے۔ (البصائر جلد ۴ باب ۱ ص۴۴)

اعلام الوریٰ میں بھی اسی طرح بیان کیا گیا ہے (ص۲۶۴) اور کافی میں بھی اسی طرح یہ روایت مذکور ہے۔ (جلد ۱ ص۳۰۵)

البصائر میں اس طرح مذکور ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب امام زین العابدین علیہ السلام کا وقت وفات قریب آیا تو اس سے پہلے کہ آپ دنیا سے مفارقت فرمائیں آپ نے ایک جامہ دان یا صندوق جو آپ کے پاس محفوظ تھا منگوایا اور امام محمد باقر علیہ السلام سے ارشاد فرمایا کہ اس صندوق کو اٹھا کر لے جاؤ۔ امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ وہ صندوق اتنا بھاری تھا کہ اُسے چار آدمیوں نے مل کر اٹھایا جب امام زین العابدین علیہ السلام رحلت فرما گئے تو امام محمد باقر علیہ السلام کے پاس اُن کے بھائی حاضر ہوئے اور صندوق میں رکھی ہوئی چیزوں کے دعویدار ہوئے اور کہنے لگے کہ اس صندوق کی چیزوں میں سے ہمارا حصہ ہمیں دیجیے تو حضرت امام نے جواب دیا کہ خدا کی قسم اس میں تمہارا کوئی حصہ نہیں اور اگر اس میں تمہارا کچھ بھی حصہ ہوتا تو پدر بزرگوار اس صندوق کو میرے حوالے نہ فرماتے اور سب کو اُن کے حصے تقسیم فرما دیتے اس صندوق میں جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کچھ ہتھیار اور اسلحہ اور آپ کی کتابیں ہیں۔ (البصائر جلد ۴ ص۴۴)

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی یہی روایت اعلام الوریٰ میں بیان کی گئی ہے (صفحہ ۲۶۰) اور کافی میں بھی اسی طرح ہے جلد ا صفحہ ۳۰۵)

وضاحت مذکورہ روایت میں بیان کیا ہے کہ صندوق کو چار آدمیوں نے مل کر اٹھایا تو اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ بھاری تھا اس لیے کہ اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تبرکات نبوت اسلحہ اور کتابیں اور صحائف تھے۔

(۲) ـــــ خرائج میں ابو خالد سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام زین العابدین علیہ السلام سے دریافت کیا کہ آپ کے بعد کون امام ہوں گے تو فرمایا کہ میرے فرزند محمد ہوں گے جو ہر سو علم کو پھیلائیں گے۔ (الخرائج والجرائح صفحہ ۲۱۵)

آپ کا حق امامت و ولایت

(۳) ـــــ اعلام الوریٰ میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ عمر بن عبد العزیز نے ابن حزم کو خط میں لکھا کہ حضرت علی علیہ السلام اور جناب عمرؓ و عثمانؓ کے اوقاف کا حساب و کتاب مجھے بھیج دیا جائے۔ ابن حزم نے زید بن امام حسن علیہ السلام سے جو اولاد امام میں بلحاظ عمر بڑے تھے رابطہ قائم کیا اور اس کے بارے میں پوچھا تو زید نے کہا کہ امیر المومنین علیہ السلام کے بعد حق ولایت امام حسنؑ کو حاصل ہوا اور ان کے بعد امام حسینؑ اور پھر امام علی بن الحسین کو یہ حق پہنچا اور ان کے بعد امام محمد بن علی باقر کو یہ حق ولایت حاصل ہوا۔ لہٰذا یہ انہی کے پاس بھیجیے امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ابن حزم نے میرے پدر بزرگوار امام محمد باقر کی خدمت میں بھیجا تو آپ نے مجھے اس کے لیے ایک خط دیکر روانہ کیا تو میں نے ابن حزم کو جا کر وہ خط دے دیا تو بعض لوگ کہنے لگے کہ اس بات کو امام حسن علیہ السلام کے صاحبزادے سمجھتے ہیں تو ابن حزم نے کہا یہ تو ایسا ہی ہے جیسے یہ معلوم ہے کہ یہ رات ہے بس وہ ان سے حسد میں گرفتار ہیں اگر وہ حق کو حق کی صورت میں طلب کرتے تو اُن کے لیے بہتر ہوتا لیکن وہ دنیا کے طلب گار ہیں۔

(اعلام الوریٰ صفحہ ۲۶۰)

وصیت امام زین العابدین

(۴) ـــــ کفایۃ الاثر میں عثمان بن خالد نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ ایک بار امام زین العابدین ایسے بیمار ہوئے کہ اس میں ان کی رحلت واقع ہوگئی چنانچہ حضرت امام نے اپنے آخری وقت اپنے فرزندوں امام محمد باقرؑ حسنؑ عبداللہؑ عمرؑ زید اور حسین کو جمع کیا اور اپنے فرزند امام محمد باقر علیہ السلام کو وصیت فرمائی اور انہیں باقر کا لقب عطا کیا اور سب لوگوں کے معاملات کو امام محمد

باقر کے سپرد فرمایا اور اس طرح وصیت فرمائی کہ بیٹا علم عقل کا رہنما ہے اور عقل علم کی ترجمان ہے اور یہ جان لو کہ علم ایک بہتر محافظ ہے اور زبان بہت زیادہ غلط گو بکواس کرنے والی چیز ہے۔ بیٹا دنیا کی پوری کی پوری اچھائی دو باتوں میں آگئی ہے یہ سمجھو کہ معیشت و معاشرت کی نیکی اور اصلاح ایک پیمانہ بھر ہے جس کا دو تہائی سمجھ بوجھ اور دانائی و ہوشیاری ہے اور ایک تہائی حصہ بے التفاتی اور تغافل ہے اور انسان اسی چیز سے غفلت برتتا ہے جس سے واقفیت رکھتا ہے۔ بیٹا یہ بھی جان لو کہ زندگی گزارنے والے لمحات تمہاری زندگی کو کم کر رہے ہیں اور تمہیں کوئی نعمت اس وقت تک نہیں ملتی جب تک دوسری چلی نہ جائے لہٰذا بڑی بڑی امیدوں اور آرزوؤں سے بچتے رہو کتنے ایسی آرزو رکھنے والے لوگ ہیں جن کی آرزو پوری نہیں ہوتی اور کتنے ایسے مال کے جمع کرنے والے ہیں کہ انہوں نے اس میں سے کچھ بھی نہیں کھایا اور کتنے ایسے لوگ ہیں جو دل میں رنج لیے ہوئے دولت کو یوں ہی چھوڑ کر دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں شاید انہوں نے وہ مال ناجائز طور پر جمع کیا ہو اور کسی کا حق مار لیا ہو اور وہ مال حرام کی کمائی ہو پھر اسے وراثت میں چھوڑا ہو ایسے آدمی اس کا بوجھ اٹھائیں گے اور خدا کی طرف یہ بار لے کر جائیں گے یقیناً یہ ایک کھلا ہوا گھاٹا ہوگا۔ (کفایۃ الاثر صفحہ ۳۱۹)

(۵) ـــــ کفایۃ الاثر میں مالک بن اعین سے منقول ہے کہ امام زین العابدین علیہ السلام نے اپنے فرزند امام محمد باقر علیہ السلام کو وصیت فرمائی کہ بیٹا میں نے تمہیں اپنے بعد اپنا جانشین اور امام مقرر کیا ہے جو بھی میرے اور تمہارے درمیان امامت کا دعویٰ کرے گا تو خداوند عالم قیامت کے دن اس کے گلے میں آگ کا طوق ڈال دے گا۔ تمہیں خدا کی حمد اور اس کا شکر بجا لانا چاہیئے۔ بیٹا اس شخص کا شکریہ ادا کرو جو تم پر احسان کرے اور جو تمہارا شکریہ ادا کرے اس پر احسان کرو جب تک شکر ادا کرتے رہو گے نعمت زائل نہ ہوگی اور جب ناشکری اور کفرانِ نعمت کرنے لگو تو نعمت جاتی رہے گی اور اس نعمت کا شکر ادا کرنے والا جس کا شکر واجب ہے اپنے شکر کی بجا آوری کی وجہ سے بڑا خوش قسمت ہے اس کے بعد امام زین العابدین علیہ السلام نے یہ آیہ مبارکہ تلاوت فرمائی۔ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ (سورہ ابراہیم آیت ۷)

"اگر تم میرا شکر کرتے رہو گے تو میں نعمتوں میں زیادتی کروں گا اور اگر تم نے ناشکری کی تو یاد رکھو میرا عذاب سخت ہے" (کفایۃ الاثر صفحہ ۳۱۹)

لوح محفوظ میں ائمہ کے اسما کا اندراج

(۶) ـــــ کفایۃ الاثر میں زہری سے منقول ہے کہ امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں اس بیماری کے دوران میں حاضر ہوا جس میں حضرت نے رحلت فرمائی۔ آپ کے سامنے ایک پلیٹ رکھی ہوئی

تھی جس میں روٹی اور کاسنی تھی حضرت امام نے فرمایا کہ تم بھی کھاؤ میں نے عرض کیا کہ فرزند رسول میں کھانا کھا چکا ہوں تو آپ نے فرمایا یہ ہندبا ہے میں نے عرض کیا کہ حضور ہندبا کی کیا فضیلت ہے کہ ہندبا کا کوئی پتّا ایسا نہیں جس پر جنت کے پانی کا کوئی قطرہ نہ ہو اس میں ہر مرض کی شفا ہے۔ زہری کہتے ہیں کہ پھر کھانا بڑھا لیا گیا اور روغن لایا گیا اور حضرت امام نے فرمایا کہ اے ابو عبداللہ یہ روغن تناول کرو تو میں نے عرض کیا کہ میں روغن کھا کر حاضر ہوا ہوں حضرت امام نے فرمایا کہ یہ روغن بنفشہ ہے جس پر میں نے دریافت کیا کہ روغن بنفشہ کی تمام دوسرے روغنوں پر کیا فضیلت ہے تو فرمایا ایسی فضیلت ہے جیسے اسلام کو دوسرے دینوں پر فضیلت حاصل ہے۔ اس کے بعد حضرت کے صاحبزادے محمد تشریف لائے تو آپ نے اُن سے ایک رازدارانہ طویل گفتگو فرمائی جس میں سے کچھ باتیں میں نے بھی سُنیں۔ فرمایا کہ بیٹا دوسروں کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آنا میں نے عرض کیا کہ فرزند رسول اگر حکم الٰہی یہی ہے تو اس سے بچنے کا کوئی چارہ نہیں اور اِس وقت میرے دِل میں خیال گزرا کہ آپ اپنی موت کی اطلاع دے رہے ہیں تو یہ فرمائیے کہ آپ کے بعد خلافت کا منصب کس طرف پلٹے گا تو ارشاد فرمایا کہ یہ منصب میرے اس فرزند کو ملے گا اور امام محمد باقر علیہ السلام کی طرف اشارہ فرمایا کہ یہ میرے وصی و جانشین اور میرے علم کے صندوق ہیں علم کا معدن اور اس کے وسیع کرنے والے ہیں۔

زہری کہتے ہیں کہ میں نے دریافت کیا کہ فرزند رسول باقر العلم کے کیا معنی ہیں تو فرمایا کہ میرے خالص دوست اور پیروی کرنے والے ان کی طرف رجوع کریں گے اور یہ علم کو شگافتہ اور وسیع کریں گے اِس کے بعد حضرت امام نے اپنے فرزند امام محمد علیہ السلام کو ایک کام کے لیے بازار کی طرف روانہ کیا۔ جب صاحبزادے واپس آئے تو میں نے عرض کیا کہ فرزند رسول کیا آپ نے اپنی اولاد میں سے سب سے بڑے کو وصیت نہیں فرمائی تو جواب دیا کہ اے ابو عبداللہ امامت کے لیے چھوٹے اور بڑے کا کوئی فرق نہیں اور ہمیں یہی حکم رسول ملا ہے اور ایسا ہی ہم نے لوح اور صحیفہ میں لکھا ہوا دیکھا ہے میں نے پھر دریافت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ عہد کتنے افراد کے بارے میں ہے جو ان کے بعد وصی و جانشین ہوں گے امام نے ارشاد فرمایا کہ ہم لوح و صحیفہ میں بارہ نام لکھے ہوئے دیکھے ہیں اور ان کے ماں باپ کے نام بھی ان میں درج ہیں۔ آخر میں ارشاد فرمایا کہ میرے فرزند محمد باقر کی نسل سے سات وصی ہوں گے جن میں حضرت امام مہدی (عجل اللہ فرجہ) بھی شامل ہیں۔

کفایۃ الاثر ص ۳۱۹

پانچواں باب

معجزات امام محمد باقر علیہ السلام

امالی شیخ میں محمد بن سلیمان نے اپنے والد سے روایت کیا ہے کہ ایک شامی جس کی رہائش مدینہ میں تھی جناب ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں آتا جاتا تھا اور آپ کی صحبت میں بھی بیٹھا کرتا تھا ایک دن آپ سے کہنے لگا کہ اے محمد مجھے آپ کی مجلس میں شرم آتی ہے میں نہیں کہہ سکتا کہ مجھ سے زیادہ آپ اہل بیت سے دشمنی رکھنے والا روئے زمین پر کوئی اور دوسرا ہو میں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ حضرات کی دشمنی میں خدا اور رسول اور امیر المومنین کی اطاعت ہے لیکن میں یہ دیکھتا ہوں کہ آپ صاحب فصاحت و بلاغت ہیں اور ادب و حسن کلام میں ایک امتیازی شان رکھتے ہیں اور میرا یہ آنا جانا اِسی وجہ سے ہوتا ہے" حضرت امام نے اِس کے لیے اچھے الفاظ استعمال کیے اور فرمایا کہ خدا سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔ کچھ دنوں کے بعد وہ شامی بیمار ہو گیا جب بیماری کی تکلیف بڑھ گئی تو اُس نے اپنے ایک قریبی عزیز سے کہا کہ جب تم مجھ پر کپڑا ڈال دو تو امام محمد باقر علیہ السلام کو بلانا اور ان سے درخواست کرنا کہ وہ میرے جنازے کی نماز پڑھیں اور انہیں یہ بھی بتا دینا کہ میں نے تمہیں اِس بات کا حکم دیا ہے جب آدھی رات ہوئی تو عزیزوں کو یقین ہو گیا کہ یہ ٹھنڈا ہے اور مر چکا ہے۔ جب صبح ہو گئی تو اُس کا وارث مسجد میں آیا جب حضرت امام نماز سے فارغ ہو چکے تو اِس نے امام کی خدمت میں عرض کیا کہ فلاں شامی نے انتقال کیا اور اِس کی آپ سے یہ درخواست تھی کہ آپ اِس کی نماز جنازہ پڑھیں تو امام نے فرمایا ہرگز نہیں شام کا علاقہ تو سرد اور ٹھنڈا ہے اور حجاز میں سخت گرمی پڑتی ہے۔ لہٰذا تم جاؤ اور دیکھو دفن میں جلدی نہ کرنا پھر حضرت امام اپنی جگہ سے اٹھے اور وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھی اور سجدہ میں چلے گئے یہاں تک کہ سورج نکل آیا پھر آپ کھڑے ہوئے اور اُس شامی کے مکان پر تشریف لائے اسے آواز دی تو اُس

نے جواب دیا حضرت امام اُس کے پاس بیٹھے اور اسے سہارا دے کر بٹھایا اور ستو منگا کر اسے پلایا اور اِس کے اہل خانہ سے فرمایا کہ اِسے شکم سیر کرو اور ٹھنڈی غذا اسے اس کے سینہ کو ٹھنڈک پہنچاؤ اِس کے بعد امام واپس تشریف لے آئے ابھی کچھ وقت نہ گزرا تھا کہ وہ شامی تندرست ہوگیا اور خدمت امام میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ میں تنہائی میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں حضرت نے اِس کا موقع دیا تو شامی کہنے لگا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ خدا کی مخلوق پر اس کی حجت ہیں اور اِس کا وہ دروازہ ہیں جو آنے کا صحیح راستہ ہے جو شخص آپ کے سوا کسی دوسرے دروازے سے آیا وہ نامراد اور گھاٹے میں رہا اور گمراہ ہوگیا۔

حضرت امام نے اس سے پوچھا کہ تجھ پر کیا گزری تو کہنے لگا کہ میں گواہی دیتا ہوں میری روح اس سے باخبر ہے اور میں نے آنکھوں سے بھی دیکھا اور انہوں نے مجھے حیرت میں نہیں ڈالا کہ ایک آواز دینے والے کو میں نے اپنے کانوں سے یہ کہتے ہوئے سُنا جب کہ میں نیند کے عالم میں بھی نہ تھا کہ اِس کی روح کو لوٹا دو کہ اِس لیے کہ ہم سے جناب امام محمدؑ بن علیؑ نے اس بارے میں سوال کیا ہے اِس پر حضرت امام نے فرمایا کہ کیا تجھے معلوم نہیں کہ خدا اپنے بندے کو دوست رکھتا ہے لیکن اِس کے عمل سے بغض رکھتا ہے اور بندہ سے بغض رکھتا ہے اور اس کے عمل کو دوست رکھتا ہے محمد بن سلیمان کہتے ہیں کہ پھر وہ شخص حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے اصحاب میں داخل ہوگیا۔ امالی طوسی صفحہ ۲۶

مناقب بن شہر آشوب میں بھی مذکورہ روایت نقل کی گئی ہے۔ (جلد ۳ صفحہ ۳۲۲)

الواح توریت کی حضرات ائمہ کے پاس موجودگی

(۲) ـــــ البصائر میں ابن مسکان نے لیس مرادی سے نقل کیا ہے جسے انہوں نے سدیر کے حوالے سے بیان کیا اور کہا کہ جب میں نے یہ بات سُنی تو میں سدیر کے پاس پہنچا اور ان سے کہا کہ لیث مرادی نے آپ سے ایک حدیث کو روایت کر کے مجھ سے بیان کیا ہے تو سدیر کہنے لگے کہ وہ حدیث کیا ہے میں نے کہا کہ میں آپ پر قربان وہ حدیث یمانی ہے تو کہنے لگے اچھا سنو میں ایک دفعہ امام محمد باقر علیہ السلام کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ یمنیوں کا ایک شخص آیا تو حضرت ان سے یمن کے بارے میں پوچھنے لگے اور وہ جوابات دیتے رہے حضرت نے پوچھا کہ تم یمن میں فلاں فلاں گھر کو جانتے ہو تو انہوں نے جواب میں کہا کہ ہاں میں نے اِس گھر کو دیکھا ہے پھر حضرت امام نے فرمایا کہ اس کے پاس اِس اِس طرح کی چٹان ہے کیا تم اِس سے واقف ہو؟ تو اس یمنی نے عرض کیا کہ حضور میں نے اُسے بھی دیکھا ہے پھر وہ یمنی کہنے لگے کہ میں نے آپ سے زیادہ شہروں کے حالات کا جاننے والا کسی کو نہیں دیکھا جب وہ یمنی جانے کے لیے کھڑے ہوئے تو حضرت امام نے مجھ سے فرمایا اے ابوالفضل یہی وہ چٹان ہے کہ جہاں حضرت موسیٰ نے غصہ کی حالت

میں توریت کی تختیاں پھینک دی تھیں لیکن اس چٹان نے توریت کا کوئی حصہ بھی ضائع نہیں کیا۔ جب خداوند عالم نے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رسول بنا کر بھیجا تو وہ تختیاں آپ کی طرف آئیں جو اب ہمارے پاس ہیں۔ (البصائر جلد ۳ باب ۱۰ صفحہ ۳۱)

معرفت اسم اعظم

(۳) ـــــ نفس المصدر میں عمر بن حنظلہ سے منقول ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں یہ سمجھ لوں کہ آپ کی نگاہ میں کوئی میرا مقام ہے؟ تو حضرت امام نے فرمایا ہاں ایسا ہے عمر بن حنظلہ کہتے ہیں کہ میں نے امام سے عرض کیا کہ حضور میری ایک حاجت ہے پوچھا وہ کیا حاجت ہے میں نے عرض کیا کہ مجھے اسم اعظم تعلیم فرما دیں جس پر حضرت نے ارشاد فرمایا کہ کیا تم میں اِس کی برداشت کی طاقت و صلاحیت ہے! میں نے عرض کیا ہاں حضور طاقت ہے تو امام نے فرمایا اچھا اِس مکان کے اندر تو آؤ عمر بن حنظلہ کہتے ہیں کہ حضرت امام گھر میں داخل ہوئے اور زمین پر اپنا ہاتھ رکھا تو مکان میں اندھیرا چھا گیا یہ دیکھ عمر بہت گھبرائے اور کپکپاہٹ طاری ہوگئی جس پر حضرت امام نے فرمایا اب کیا کہتے ہو کیا میں تمہیں اِس حالت میں اسم اعظم کی تعلیم دوں تو انہوں نے عرض کیا کہ "نہیں" پھر حضرت امام نے اپنے ہاتھ کو اُس جگہ سے اٹھایا تو گھر سے اندھیرا جاتا رہا۔ (نفس المصدر جلد ۴ باب ۱۲ صفحہ ۵۶)

مناقب ابن شہر آشوب میں عمر بن حنظلہ کی یہی روایت اختصار کے ساتھ بیان کی گئی ہے جلد ۲ صفحہ ۳۲۲

(۴) ـــــ البصائر میں ابو بصیرؓ سے منقول ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام کے ایک صحابی میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ آپ نے آج تک امام محمد باقر علیہ السلام کی زیارت و ملاقات کا شرف حاصل نہیں کیا یہ سُنا تھا کہ میں نے جلدی سے ایک خط نکالا جو حضرت امام سے میری ملاقات کا ثبوت تھا جو حج سے پہلے زمانے کا تھا پھر میں مدینہ گیا اور حضرت امام کی خدمت میں حاضر ہوا حضرت نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا کہ تمہاری اِس جھنجلاہٹ کا کیا بنا تو میں نے کہا کہ حضور فلاں شخص نے خواہ مخواہ مجھ سے یہ کہا کہ تم نے آج تک حضرت امام سے شرف ملاقات حاصل نہیں کیا۔ (البصائر جلد ۵ باب ۱۱ صفحہ ۶۷)

(۵) ـــــ البصائر میں عبداللہ بن عطار مکی سے منقول ہے کہ ایک دفعہ مجھے امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضری کا شوق ہوا اس وقت میں مکہ میں تھا چنانچہ میں مدینہ پہنچا اور میں حضرت امام کی زیارت کے شوق میں ہی مدینہ آیا تھا لیکن اس رات میں شدید بارش ہوگئی اور سخت سردی تھی چنانچہ آدھی رات گئے حضرت امام کے دروازے پر پہنچا اور اپنے دل میں کہا کہ اِس وقت تو دروازے پر دستک نہیں دوں گا اور صبح ہونے کا انتظار کروں گا میں یہ سوچ ہی رہا تھا کہ میں نے حضرت امام کی آواز سُنی کہ کنیز سے فرما رہے تھے کہ ابن عطا کے لیے دروازہ کھول دو اِس وقت وہ سردی اور

تکلیف میں مبتلا ہیں چنانچہ اُس کنیز نے دروازہ کھولا اور میں حضرت امام کی خدمت میں پہنچ گیا۔
(البصائر جلد ۵ باب ۱۴ ص۷)

کشف الغمہ اور مناقب بن شہر آشوب میں اسی طرح مروی ہے کشف الغمہ جلد ۲ ص۲۹ مناقب جلد ۳ ص۳۶)

اعجازات امامؑ

(۶) ـــــ البصائر میں عبدالرحمٰن بن کثیر سے منقول ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ امام محمد باقر علیہ السلام کا ایک وادی سے گزر ہوا آپ نے وہاں ایک خیمہ لگایا پھر حضرت ایک درخت خرما کے قریب تشریف لائے وہاں آپ نے کچھ اس طرح حمد الٰہی کی کہ میں کچھ نہ سمجھ سکا پھر فرمایا اے درخت جو کچھ تجھے خدا نے دیا ہے اس میں کھانے کے لیے مجھے بھی کچھ پھل دے امام جعفر صادق علیہ السلام کا بیان ہے کہ اس میں سے سُرخ اور زرد کھجوریں گرنے لگیں آپ نے انہیں تناول فرمایا اور ابوامیہ انصاری نے بھی جو آپ کے ساتھ تھے ان میں سے کچھ کھجوریں کھائیں پھر حضرت نے ارشاد فرمایا کہ یہ آیہ مبارکہ وَهُزِّي إِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسَاقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا (سورۃ مریم آیت ۲۵) (خرمے کی جڑ پکڑ کر اپنی طرف ہلا دُ تم پر پکے پکے تازہ خرمے جھڑ پڑیں گے) ہمارے لیے اسی طرح ہے جس طرح حضرت مریم کے لیے نازل ہوئی (البصائر الدرجات جلد ۵ باب ۱۳ ص۶۹)

مناقب ابن شہر آشوب میں یہ روایت عبدالرحمٰن سے اسی طرح بیان کی گئی ہے (جلد ۳ ص۳۲۱)

(۷) ـــــ البصائر میں عبداللہ بن عطا سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں مکہ میں ایک دفعہ رات کے قریب پہنچا اور طواف وسعی سے فارغ ہوا ابھی کچھ رات باقی تھی کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضری کے لیے سوچا کہ رات کا باقی حصہ حضرت سے بات چیت میں گزار دوں چنانچہ حضرت امام کے دروازہ پر پہنچا اور دستک دی تو میں نے حضرت امام کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ اگر عبداللہ آئے ہیں تو انہیں اندر آنے دو پھر آواز آئی کہ دروازے پر کون ہے تو میں نے جواب دیا کہ عبداللہ بن عطا حاضر ہوا ہے تو فرمایا اندر آ جاؤ۔ (البصائر جلد ۵ باب ۱۴ ص۱۷)

(۸) ـــــ البصائر میں جناب ابوبصیر سے منقول ہے کہ میں امام محمد علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ کیا آپ حضرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وارث ہیں؟ تو فرمایا ہاں تو میں نے عرض کیا کہ آنحضرت تمام انبیاء کرام کے وارث ہیں اور ہر اس امر کے عالم ہیں جس کا انہیں علم تھا تو ارشاد فرمایا ہاں ہاں ایسا ہی ہے پھر میں نے عرض کیا کہ کیا آپ یہ قدرت رکھتے ہیں کہ مردوں کو زندہ کر دیں اور پیدائشی نابینا اور جذام وبرص میں مبتلا آدمی کو شفا عطا فرمائیں فرمایا ہاں خداوند عالم کے اذن اور اس کی مرضی سے ہم اس کی قدرت رکھتے ہیں پھر فرمایا ابو محمد ذرا قریب آؤ میں قریب ہوا تو آپ نے میری آنکھوں اور چہرہ پر ہاتھ پھیرا تو میں بینا ہو گیا اور میں نے سورج آسمان و زمین پورا گھر اور گھر کی ہر چیز کو آنکھوں سے دیکھ لیا پھر حضرت نے ارشاد فرمایا کیا تم یہ چاہتے ہو کہ اسی حالت میں رہ کر بروز قیامت عام لوگوں کی طرح امید وبیم میں رہو یا جیسے پہلے تھے ویسے ہی ہو جاؤ اور جنت تمہارے لیے ہو میں نے عرض کیا کہ میں پہلی حالت میں رہنا چاہتا ہوں تو حضرت نے پھر میری آنکھوں پر ہاتھ پھیرا تو میں پہلے کی طرح نابینا ہو گیا۔

علی بن الحکم کہتے ہیں کہ میں نے اس واقعہ کا ابن ابی عمیر سے ذکر کیا تو وہ کہنے لگے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ سب کچھ اسی طرح حق ہے۔ جیسے دن کا ہونا حق ہے۔ (نفس المصدر جلد ۶ باب ۳ ص۱۵)

یہی روایت اعلام الورٰی ص۲۶۲ مناقب (جلد ۳ ص۳۱۸) اور الخرائج والجرائح (ص۱۹۶) میں تھوڑے سے فرق کے ساتھ نقل کی گئی ہے۔

رجال الکشی میں یہی مذکورہ روایت علی بن حکم سے بیان کی گئی جس میں تھوڑا سا فرق پایا جاتا ہے (ص۱۱۶)۔

(۹) ـــــ البصائر میں علی بن معبد سے منقول ہے کہ ایک دفعہ حبابہ والبیہ امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو حضرت امام نے پوچھا حبابہ کیا بات ہے کہ تم ایک عرصہ کے بعد یہاں آئی ہو تو انہوں نے عرض کیا کہ میرے سر کے بالوں کی سفیدی بڑھاپے اور غموں کی زیادتی نے ایسا بنا دیا تو امام نے ارشاد فرمایا کہ ذرا میں بھی تو دیکھوں حبابہ کہتی ہیں کہ میں حضرت کے قریب ہوئی تو آپ نے میرے سر کے درمیان میں اپنا ہاتھ رکھا اور فرمایا ذرا آئینہ تو لاؤ میں نے آئینہ لیا اور اس میں دیکھا کہ میرے سر کے درمیان سارے بال سیاہ ہو گئے جس سے مجھے بہت خوشی ہوئی اور میری خوشی سے حضرت امام بھی خوش ہوئے۔ (البصائر جلد ۶ باب ۳ ص۵۷)

اطاعت پرندگان و درندگان

(۱۰) ـــــ البصائر میں محمد بن مسلم سے منقول ہے کہ ایک دن میں امام محمد باقر علیہ السلام کے پاس بیٹھا تھا کہ قمری کا ایک جوڑا خدمت امام میں آیا اور دونوں اپنی بولی میں کچھ کہنے لگے حضرت امام نے اسی بولی میں انہیں جواب دیا پھر وہ اڑ کر ایک دیوار پر جا بیٹھے تو نر نے مادہ سے اپنی زبان میں کچھ کہا اور وہ دونوں اڑ گئے یہ دیکھ کر میں نے امام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں آپ پر قربان یہ پرندوں کا کیا معاملہ ہے تو فرمایا اے ابن مسلم ہر چیز کو خدا نے پیدا کیا ہے خواہ وہ پرندوں میں سے ہو یا چوپایوں میں سے ہو یا کوئی اور جاندار ہو اولاد آدم سے زیادہ ہماری بات سُنتے ہیں اور ہماری اطاعت کرتے ہیں اس جوڑے میں نر کو اپنی مادہ کی طرف سے بدگمانی ہو گئی تھی جس پر مادہ نے قسم کھائی کہ

اس نے اس طرح کا کوئی کام نہیں کیا جسے نر نے قبول نہیں کیا تو مادہ نر سے کہنے لگی کہ کیا تو حضرت امام محمد بن علی بن الحسین کے فیصلہ پر راضی ہے تو دونوں مجھ پر رضا مند ہو گئے اور میں نے نر کو بتایا کہ وہ اپنی مادہ پر ظلم کر رہا ہے تو نر نے مادہ کو سچا سمجھا۔

(نفس المصدر جلد ۶ باب ۳ صفحہ ۹۵)

مناقب ابن شہر آشوب میں محمد بن مسلم سے اسی طرح مذکور ہے (جلد ۳ صفحہ ۳۲۴)

(۱۱) ═══ البصائر میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام کا ہجین کی طرف گزر ہوا اور آپ کے رفیق ابوامیہ انصاری محمل میں آپ کے ساتھ تھے کہ ایک قمری پر نظر پڑی جو آپ کی محمل کے ایک طرف آ بیٹھا تھا ابوامیہ نے ہاتھ کے اشارے سے اُسے اڑانا چاہا جس پر امام نے فرمایا اے ابوامیہ یہ پرندہ اہل بیت کے ذریعہ اپنی حفاظت کی تلاش میں آیا ہے اور میں بارگاہ الٰہی میں دعا کرتا ہوں کہ خداوند عالم اس سے سانپ کو دور کرے جو ہر سال آتا تھا اور اس کے بچوں کو کھا جاتا تھا چنانچہ وہ سانپ اس سے دور ہو گیا۔ (بصائر الدرجات جلد ۷ باب ۱۴ صفحہ ۹۹)

(۱۲) ═══ الاختصاص میں محمد بن مسلم سے منقول ہے کہ میں مکہ اور مدینہ کے درمیان امام محمد باقر علیہ السلام کے ساتھ سفر کر رہا تھا میں گدھے پر سوار تھا اور حضرت امام خچر پر کہ اچانک ایک بھیڑیا پہاڑ سے اُترا اور حضرت کی طرف بڑھا آپ نے خچر کو روک لیا اور بھیڑیا قریب آ گیا اور زین کی نشست کے اگلے حصہ پر اپنا پنجہ رکھ دیا اور اپنی گردن کو امام کے کان کے قریب لے گیا اور حضرت امام نے تھوڑی دیر کے لیے اپنے کان اس بھیڑیے کے قریب کر دیئے پھر فرمایا جا میں نے کر دیا یہ سُن کر وہ تیزی سے دوڑتا ہوا چلا گیا۔ میں نے عرض کیا کہ میں آپ پر قربان میں نے عجیب بات دیکھی تو حضرت نے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ میں نے اس سے کیا کہا میں نے عرض کیا کہ خُدا اور اُس کا رسول اور فرزند رسول زیادہ بہتر سمجھتے ہیں تو حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اس نے مجھ سے یہ کہا تھا کہ فرزند رسول میری مادّہ اس پہاڑ پر ہے اور اس پر بچہ کا جننا دشوار ہو گیا ہے لہٰذا آپ بارگاہ الٰہی میں دُعا فرمایئے کہ وہ اس تکلیف کو اُس سے دُور کرے اور میری نسل میں سے کسی کو آپ کے شیعوں پر مسلط نہ کرے تو میں نے اُس سے کہا تھا کہ میں نے دُعا کر دی۔ (بصائر الدرجات جلد ۷ باب ۱۵ صفحہ ۱۰۱)

کشف الغمہ میں بھی محمد بن مسلم سے یہی روایت بیان کی گئی ہے۔ (جلد ۲ صفحہ ۳۴۸)

(۱۳) ═══ مناقب ابن شہر آشوب میں مندرجہ بالا روایت مذکور ہے لیکن کچھ اضافہ کے ساتھ ہے اور وہ یہ کہ حسن بن علی بن ابی حمزہ نے دلالات میں اس خبر کو امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کیا ہے اور مزید یہ کہا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے سفر کے دوران میں اپنی کھیتی کی زمین پر ایک ماہ تک قیام فرمایا اور جب واپس ہوئے تو وہی بھیڑیا اور اُس کی مادہ اور اس

کا بچہ سامنے آئے اور اپنی بولی میں حضرت امام سے کچھ کہا آپ نے بھی انہیں اس سے ملتی جلتی زبان میں جواب دیا پھر ہم سے فرمایا کہ اس کے نر بچہ پیدا ہوا ہے اور یہ سب تمہارے اور میرے لیے خدا سے اچھی رفاقت اور دوستی کی دُعا کرتے ہیں اور میں نے بھی ان کے لیے یہی دُعا کی ہے جیسے انہوں نے ہمارے لیے دُعا کی اور میں نے انہیں یہ حکم دیا ہے کہ ہمارے کسی دوست اور میرے اہل بیت کو اذیت نہ پہنچائیں چنانچہ اُنہوں نے مجھے اس کی ضمانت دی ہے۔ (المناقب جلد ۳ صفحہ ۳۲۲)

امامؑ کی قدرت

(۱۴) الاختصاص میں جناب جابر سے منقول ہے کہ ایک دن میں امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی تنگ دستی اور محتاجی کی شکایت کی تو فرمایا اے جابر میرے پاس اس وقت ایک درہم بھی نہیں جو میں تمہیں دُوں تھوڑی دیر میں کمیت شاعر آ گئے اور خدمت امام میں عرض کرنے لگے کہ میں آپ پر قربان اگر اجازت ہو تو میں ایک قصیدہ پیش کروں حضرت نے فرمایا ہاں ہاں پڑھو چنانچہ انہوں نے قصیدہ پڑھا اور امام نے غلام سے فرمایا کہ گھر کے اندر جاؤ اور تھیلی لے آؤ وہ تھیلی لے آیا اور آپ نے وہ تھیلی کمیت کو دی کمیت نے عرض کیا کہ میں آپ کے قربان جاؤں اگر اجازت ہو تو ایک دوسرا قصیدہ پیش خدمت کروں حضرت امام نے فرمایا ہاں ہاں پڑھو تو انہوں نے دوسرا قصیدہ پڑھا اور حضرت نے غلام سے فرمایا جاؤ اندر سے تھیلی لے آؤ کہ وہ تھیلی کمیت کو دُوں چنانچہ غلام تھیلی لے آیا اور امام نے وہ تھیلی بھی کمیت کو دے دی۔ کمیت نے پھر عرض کیا کہ میں آپ پر قربان اگر اجازت ہو تو تیسرا قصیدہ پیش کروں حضرت نے اجازت دی اور انہوں نے قصیدہ پیش کیا حضرت امام نے غلام کو پھر تھیلی لانے کے لیے حکم دیا تاکہ کمیت کو دی جائے غلام تھیلی لایا اور حضرت نے کمیت کو دی جس پر کمیت نے امام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں آپ پر فدا ہو جاؤں خُدا کی قسم کسی دنیاوی غرض کی وجہ سے آپ سے محبت نہیں رکھتا میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کا صلہ چاہتا ہوں یہ تو مجھ پر ایک حق ہے جو خدا نے واجب قرار دیا ہے۔

جابر کہتے ہیں کہ حضرت امام نے اُن کے لیے دُعا فرمائی پھر غلام سے ارشاد فرمایا کہ اس تھیلی کو اُس کی جگہ پر جا کر رکھ دو اُن کا بیان ہے کہ میرے دل میں یہ خیال آیا کہ حضرت امام فرما چکے ہیں کہ میرے پاس ایک درہم بھی نہیں اور کمیت کے لیے تیس ہزار درہم کا حکم دیا۔ کمیت تو چلے گئے اور میں نے حضرت امام سے عرض کیا کہ میں قربان جاؤں آپ نے فرمایا تھا کہ میرے پاس ایک درہم بھی نہیں اور کمیت کے لیے تیس ہزار درہم کا حکم دے دیا تو حضرت نے فرمایا کہ جابر گھر کے اندر جاؤ چنانچہ میں گھر میں داخل ہوا تو وہاں میں نے کچھ بھی نہ پایا پھر میں امام کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ جس قدر راز ہم نے تم سے چھپاتے ہیں اس سے کہیں زیادہ ہم نے ظاہر کر دیئے ہیں یہ فرما کر حضرت

امام کھڑے ہوئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر گھر کے اندر لے گئے اور اپنا پاؤں زمین پر مارا تو فوراً اونٹ کی گردن سے مشابہ سونے کی ایک چیز زمین سے نکلی پھر فرمایا جابر اِسے دیکھو اور سوائے اپنے دوستوں کے جن پر تمہیں بھروسہ ہے کسی کو خبر نہ ہونے پائے خداوند عالم نے ہمیں ہر اِس شے پر قدرت وطاقت عطا کی ہے جو ہم چاہیں اگر ہم یہ چاہیں کہ زمین کو اِس کی مہاروں کے ذریعے ہانک دیں تو ہم ایسا کر سکتے ہیں۔

(بصائر الدرجات جلد ۸ باب ۲ صـ ۱۱۹)

یہی روایت مناقب بن شہر آشوب میں بھی مذکور ہے۔

(۱۵) ـــــ قابیل پر عذابِ الٰہی

البصائر میں زرارہ سے منقول ہے کہ ایک دفعہ میں نے امام محمد باقر علیہ السّلام کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ مدینہ میں ایک ایسا آدمی تھا جو اِس مقام پر آیا جہاں آدم کا بیٹا قابیل تھا اس نے اسے معقول آدمی سمجھا کہ اِس کے ساتھ اِس کے دس موکل تھے جو موسم گرما میں اسے سورج کے سامنے کر دیتے اور اس کے گرد آگ روشن رکھتے تھے اور جب سردی کا موسم آتا تو اس پر ٹھنڈا پانی ڈالتے تھے جب اِن دس آدمیوں میں سے کوئی مر جاتا تو بستی والے کسی دوسرے آدمی کو اس کی جگہ لے آتے تھے چنانچہ اس شخص نے دریافت کیا کہ اے بندہ خُدا یہ تیرا کیا معاملہ ہے اور کس وجہ سے تو اس میں مُبتلا ہے تو آدم کے بیٹے نے کہا کہ تو نے مجھ سے وہ بات پوچھی ہے جو تجھ سے پہلے کسی نے نہیں پوچھی تو سب سے زیادہ بیوقوف ہے یا پھر تو بہت چالاک آدمی ہے۔ زرارہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام سے دریافت کیا کہ کیا اسے آخرت میں عذاب دیا جائے گا تو ارشاد فرمایا کہ خداوند عالم اسے دنیا و آخرت دونوں میں عذاب دے گا۔

(البصائر جلد ۸ باب ۱۲ صـ ۱۱۶)

اختصاص میں بھی ابن بکیر سے اِسی طرح مذکور ہے (صـ ۳۱۶)

الاختصاص میں سدیر سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ امام محمد باقر علیہ السّلام نے فرمایا کہ میں اہل مدینہ میں سے ایک شخص کو جانتا ہوں جو طلوع وغروب آفتاب سے پہلے اِس باقی جماعت کے پاس فہمائش کے لیے پہنچا جن کے بارے میں خداوند عالم نے ارشاد فرمایا ہے۔ "وَمِنْ قَوْمِ مُوسَىٰ أُمَّةٌ يَهْدُونَ بِالْحَقِّ وَبِهِ يَعْدِلُونَ" (سورہ اعراف آیت ۱۵۹) قوم موسیٰ میں سے ایک جماعت ایسی ہے جو حق بات کی ہدایت بھی کرتے ہیں اور اسی کے ساتھ (معاملات میں) انصاف بھی کرتے ہیں وہ انکے پاس اسی جھگڑے کی وجہ سے پہنچا تھا جو ان لوگوں کے درمیان تھا چنانچہ اس نے ان کی باہمی صلح کرا دی اور لوٹ آیا وہ کہیں نہیں بیٹھا بلکہ تمہارے چشمے سے گزرتے ہوئے اس نے پانی پیا اس کے بعد تمہارے دروازے پر آکر زنجیر کھٹکھٹائی اور بغیر کسی جگہ رکے ہوئے واپس آگیا۔

(الاختصاص صـ ۳۱۶)

الاختصاص و بصائر میں سدیر صیرفی سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السّلام

یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ میں اِس شخص کو پہچانتا ہوں جو زمین کے بعض طبقوں کے دوسرے طبقوں سے بند ہونے سے پہلے اس گروہ کی طرف پہنچ گیا جس کے بارے میں خداوند عالم کا ارشاد ہے۔ وَمِنْ قَوْمِ مُوسَىٰ أُمَّةٌ يَهْدُونَ بِالْحَقِّ وَبِهِ يَعْدِلُونَ (سورہ اعراف آیت ۱۵۹) قوم موسیٰ میں سے ایک ایسی جماعت ہے جو حق بات کی ہدایت بھی کرتے ہیں اور اسی کے ساتھ (معاملات میں) انصاف بھی کرتے ہیں جو ایک جھگڑے کے سبب سے تھا جو ان لوگوں کے درمیان تھا چنانچہ اُس نے اُن کے درمیان صلح کرائی اور لوٹا اور بیٹھا نہیں پھر وہ تمہارے چشموں سے گزرا اور اُن سے پانی پیا اور وہ فرات تھا پھر وہ اے ابوالفضل تمہارے پاس سے گزرا اُس نے تمہارا دروازہ کھٹکھٹایا اور اُس آدمی کے پاس آیا جس پر کمبل اور ٹاٹ پڑا ہوا تھا اور بندھا ہوا تھا اور اس کے ساتھ دس موکل تھے وہ موسم گرما میں سورج کی گرمی میں رہتا تھا اور اُس کے گرد آگ بھڑکتی رہتی تھی اور جدھر سورج پھرتا تھا وہ اُسے اُسی طرف پھیرتے رہتے تھے جب ان دس موکلوں میں سے کوئی مر جاتا تو بستی والے اس کی جگہ پر دوسرا لے آتے تھے اور دس کی تعداد کم نہ ہوتی تھی تو ایک شخص اس کے پاس سے گزرا اور اُس نے پوچھا کہ تیرا کیا قصہ ہے تو اُس نے جواب دیا کہ اگر تو عالم ہے تو میرے معاملہ کو خوب جانتا ہے بتایا جاتا ہے کہ وہ گرفتارِ عذاب آدم کا بیٹا قابیل ہے جس نے ہابیل کو قتل کیا۔

(نفس المصدر صـ ۳۱۸)

محمد بن مسلم کا قول ہے کہ قابیل سے اِس کے قصّے کو دریافت کرنے والے حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام تھے۔

(بصائر الدرجات جلد ۱ باب ۸ صـ ۱۴۸)

(۱۶) ـــــ الاختصاص میں محمد بن مسلم سے منقول ہے کہ امام محمد باقر علیہ السّلام نے فرمایا کہ ایک اعرابی آیا اور دروازہ مسجد پر کھڑا ہو گیا اور دل ہی دل میں کچھ اندازہ لگانے لگا اور حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام پر اُس کی نظر پڑی تو اُس نے اپنی اونٹنی کو باندھا اور دو زانو بیٹھ گیا وہ جُبّہ پہنے ہوئے تھا امام نے فرمایا کہ اے اعرابی کہاں سے آ رہے ہو تو کہنے لگا میں بہت دور کے شہروں سے آ رہا ہوں۔ امام نے فرمایا کہ دنیا میں بڑے بڑے شہر تو بہت ہیں یہ تو بتاؤ کہ کس جگہ سے آ رہے ہو تو وہ کہنے لگا کہ میں عاد کے ریتلے لانبے اور پیچ دار ٹیلوں سے آ رہا ہوں حضرت نے فرمایا اچھا یہ تو بتاؤ کہ کیا تم نے وہاں بیری کا درخت دیکھا ہے؟ کہ جب وہاں سے تاجر گزرتے ہیں تو اس کے سائے میں بیٹھ جاتے ہیں تو وہ اعرابی کہنے لگا کہ میں آپ پر قربان آپ کو یہ کیسے پتہ چلا تو امام نے جواب دیا کہ ہمارے پاس ایک کتاب ہے جس سے پتہ چلا ہے اب تم یہ بتاؤ کہ تم نے اور کیا کیا دیکھا تو اس اعرابی نے عرض کیا کہ میں نے ایک تاریک وادی دیکھی ہے جس میں اُلّو پائے جاتے ہیں اور اس کی گہرائی دکھائی نہیں دیتی امام نے فرمایا کہ تو جانتا ہے کہ وہ کیا وادی ہے اُس نے کہا کہ خدا کی قسم میں نہیں جانتا تو حضرت نے فرمایا وہ وادی برہوت ہے جس میں کافروں کی روحیں ہیں پھر فرمایا تم کہاں پہنچ گئے وہ اعرابی بھول چکا

رہ گیا اور امام نے فرمایا کہ تم ایسے لوگوں کے مجمع میں جا پہنچے کہ جن کا کھانا پینا ان کی بکریوں کے دودھ کے علاوہ کچھ نہیں پھر حضرت نے آسمان کی طرف نظر کی اور عرض کیا کہ اے خدا اس پر لعنت فرما۔

حاضرین نے کہا کہ ہم آپ پر قربان ہوں یہ شخص کون ہے تو امام نے فرمایا یہ قابیل ہے جسے سورج کی گرمی اور سخت ترین سردی کا عذاب دیا جاتا ہے اتنے میں ایک اور شخص آگیا جس سے آپ نے یہ پوچھا کہ کیا تم نے جعفر کو دیکھا ہے؟ تو وہ اعرابی کہنے لگا یہ جعفر کون ہیں جن کے بارے میں یہ سوال کر رہے ہیں تو ان سے بتایا گیا کہ یہ ان حضرت کے صاحبزادے ہیں یہ سُن کر اعرابی نے کہا سبحان اللہ یہ عجیب شخص ہیں کہ ہمیں تو آسمان کی باتیں بتاتے ہیں اور انہیں معلوم نہیں کہ اُن کے فرزند کہاں ہیں۔

(بصائر الدرجات جلد ۱ باب ۱۸ صفحہ ۱۴۸)

وضاحت ۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے دعا کی کہ اے خُدا قابیل پر لعنت فرما جس سے لوگوں کے ذہنوں کو اس طرف متوجہ کرنا مقصود تھا کہ قابیل دنیا میں وہ پہلا شخص تھا جس نے ظلم اور حسد کی بنیاد ڈالی اور اپنے بھائی ہابیل کو قتل کر دیا جس کی وجہ سے وہ آج تک عذاب میں مبتلا ہے اور وہ عذاب علیحدہ سا ہو اسے آخرت میں دیا جائے گا اس کے علاوہ حضرت نے یہ بھی ظاہر فرما دیا کہ وہ اِن لوگوں کے قریہ میں مُبتلائے عذاب ہے۔

(۱۷) ——— خرائج میں ابوبصیر سے مروی ہے کہ میں امام محمد باقر علیہ السلام کے ساتھ مسجد میں داخل ہوا اور دوسرے لوگ بھی وہاں آ جا رہے تھے تو حضرت نے مجھ سے پوچھا کہ ذرا اِن لوگوں سے یہ تو دریافت کرو کہ وہ مجھے دیکھ رہے ہیں؟ ابوبصیر کا بیان ہے کہ جس شخص سے بھی میں ملا میں نے اُس سے یہی پوچھا کہ کیا تم نے امام ابوجعفر (علیہ السلام) کو دیکھا ہے تو ہر ایک نے یہی کہا کہ نہیں۔ امام کھڑے تھے کہ ابو ہارون مکفوف داخل ہوئے تو حضرت نے ابوبصیر سے فرمایا کہ اِن سے بھی پوچھ دیکھو تو میں نے اِن سے پوچھا کہ کیا تم نے امام ابوجعفر (علیہ السلام) کو دیکھا ہے؟ تو وہ کہنے لگے کیا یہ کھڑے نہیں ہیں جس پر ابوبصیر نے کہا کہ یہ تمہیں کیسے معلوم ہوا تو ابو ہارون نے جواب دیا کہ مجھے کیسے معلوم نہ ہوگا وہ تو ایک چمکتا ہوا نور ہیں۔

(۱۸) ——— ابوبصیر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام کو ایک افریقی باشندے سے یہ پوچھتے ہوئے سُنا کہ راشد کا کیا حال ہے تو اُس افریقی نے جواب دیا کہ میں اسے صحت مند اور تندرست چھوڑ کر آیا ہوں اور اُس نے آپ کو سلام کہا ہے تو امام نے فرمایا کہ خدا اسے غریق رحمت کرے اِس شخص نے دریافت کیا کہ حضور کیا وہ مر گیا تو حضرت نے فرمایا ہاں وہ مر گیا۔ وہ شخص پوچھنے لگا کہ کب؟ تو فرمایا کہ تمہارے وہاں سے نکلنے کے دو دن کے بعد وہ مرا جس پر افریقی نے عرض کیا کہ خُدا کی قسم اسے تو کوئی بیماری بھی نہ تھی تو امام نے فرمایا کہ کیا تم سمجھتے ہو کہ ہماری دیکھنے والی آنکھیں اور سُننے والے کان

نہیں ہیں اگر ایسا سمجھتے ہو تو کتنی بری بات ہے۔ خدا کی قسم تمہارے اعمال میں سے کوئی چیز ہم سے پوشیدہ نہیں تم یہ سمجھ لو کہ ہم تمہارے سامنے موجود رہتے ہیں اپنے آپ کو نیک کاموں کا عادی بناؤ اور نیکی کرنے والوں میں سے ہو جاؤ میں اپنے فرزند کو اور اپنے تمام شیعوں کو اسی کا حکم دیتا ہوں۔ (الخرائج والجرائح صفحہ ۲۳۹)

(۱۹) ═══ امام کی پہچان اور ان کا درجہ و مقام

خرائج میں حلبی سے منقول ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ کچھ لوگ میرے پدر بزرگوار کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے آپ سے امام کے درجہ و منزلت کے بارے میں دریافت کیا تو امام نے فرمایا کہ اس کا بلند مقام ہے جب امام کے پاس آؤ تو ان کی تعظیم و تکریم کرو اور جو کچھ وہ کہیں اُس پر ایمان لاؤ اور سر تسلیم خم کرو ان کا بھی یہ فرض ہے کہ وہ تمہیں صحیح راستہ دکھائیں ان کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ جب تم اُن کے پاس آؤ گے تو تم ان کے رعب و جلال کی وجہ سے ان سے آنکھ نہ ملا سکو گے جو جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت رہی وہی امام کی کیفیت ہے۔

حلبی نے عرض کیا کہ کیا امام اپنے شیعوں کو پہچان لیتے ہیں تو حضرت نے ارشاد فرمایا کہ ہاں دیکھتے ہی پہچان لیتے ہیں تو لوگوں نے عرض کیا کہ کیا ہم آپ کے شیعہ ہیں تو فرمایا ہاں ہاں تم سب ہمارے شیعہ ہو تو وہ لوگ کہنے لگے کہ حضور اس کی علامت بیان فرمائیں تو امام نے فرمایا کہ میں تمہارے نام تمہارے باپ دادا اور تمہارے قبیلوں کے نام بتا سکتا ہوں تو انہوں نے عرض کیا کہ حضور ارشاد فرمائیں تو حضرت نے انہیں سب کچھ بتا دیا جس پر وہ کہنے لگے کہ بالکل سچ فرمایا پھر جناب امام نے ان سے ارشاد فرمایا کہ میں تمہیں اس کی بھی خبر دے سکتا ہوں جس کے بارے میں تم سوال کرنا چاہتے ہو اور وہ اس ارشادِ الٰہی کے بارے میں ہے ”کَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ (سورہ ابراہیم آیت ۲۴) شجرہ طیبہ کی مثال ایسی ہے کہ اس کی اصل زمین میں ہے اور اس کی شاخیں آسمان میں ہیں ہم اپنے شیعوں میں جس کو چاہتے ہیں علم عطا کرتے ہیں پھر ارشاد فرمایا کہ کیا اتنا کہہ دینا تمہیں مطمئن کر دے گا تو انہوں نے عرض کیا کہ حضور ہم تو اس سے کم میں بھی مطمئن ہیں۔

(الخرائج والجرائح صفحہ ۲۲۹)

وضاحت ۔ مذکورہ روایت سے ایک بات تو یہ ظاہر ہوئی کہ حضرت امام کو اس سوال کا پہلے سے ہی علم تھا جو ان لوگوں کے دل میں تھا جو یہ واضح کرتا ہے کہ امام رازدں کا عالم ہوتا ہے اور یہ کہ وہ شجر علم ہے جس طرح درخت سے لوگ پھل حاصل کرتے ہیں اسی طرح امام کے علم سے فیض حاصل ہوتا ہے لیکن یہ اسی کو ملتا ہے جو اس کا اہل ہو ہر کس و ناکس کو نہیں اور امام ہی بہتر جانتا ہے کہ ان علوم میں سے کس کو عطا کیا ہے۔

(۲۰) اہل بیت سے دشمنی کا انجام

خرائج میں ابو عتیبہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں ایک بار امام باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ میں شام کا رہنے والا ہوں اور آپ حضرات سے محبت رکھتا ہوں اور آپ کے دشمنوں سے بیزار ہوں اور میرے والد بنی امیہ سے محبت کرتے تھے اور مال دار بھی تھے میرے علاوہ ان کا کوئی بیٹا بھی نہیں اور ان کی جائے رہائش رملہ میں تھی (رملہ فلسطین کے ایک شہر کا نام ہے جس کے اور بیت المقدس کے درمیان اٹھارہ میل کا فاصلہ ہے) اس کا ایک باغ تھا جس میں وہ تنہائی میں اٹھتا بیٹھتا تھا وہ مرگیا تو میں نے اس کے مال کو تلاش کیا لیکن اس میں کامیابی نہ ہوئی اور میں یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ اس نے اپنے مال کو زمین میں دبا دیا ہے اور مجھ سے چھپایا ہے حضرت امام نے سُنا اور فرمایا کہ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ اپنے باپ سے ملو اور معلوم کرو کہ مال کہاں رکھا ہوا ہے تو اس شامی نے کہا کہ خدا کی قسم حضور میں ایک غریب و محتاج ہوں اور یہی چاہتا ہوں یہ سُن کر حضرت نے ایک خط لکھا اور اس پر اپنی مہر ثبت کی پھر فرمایا کہ آج رات اس خط کو لے کر بقیع کی طرف چلے جاؤ جب بقیع کے درمیان میں پہنچو تو درجان درجان کہہ کر آواز دینا تو تمہارے پاس ایک شخص آئیں گے جو عمامہ پہنے ہوئے ہوں گے انہیں میرا یہ خط دینا اور کہنا کہ میں محمد بن علی بن الحسین کا قاصد ہوں پھر تمہارا باپ تمہارے پاس آئے گا تم اس سے اپنے معاملہ کے بارے میں دریافت کرنا چنانچہ شامی وہ خط لے کر روانہ ہوگیا۔

ابو عتیبہ کا بیان ہے کہ جب دوسرا دن ہوا تو میں امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں پہنچا تاکہ اس مرد شامی کا حال معلوم کروں دیکھا تو وہ دروازے پر اندر آنے کے لیے اجازت کا منتظر کھڑا ہے چنانچہ اسے اجازت ملی اور ہم دونوں ساتھ ساتھ اندر پہنچے اور وہ شامی کہنے لگا کہ خدا ہی بہتر سمجھتا ہے کہ وہ کسے اپنے علم کا مقام قرار دے "حضور والا" میں شب گزشتہ وہاں پہنچا اور آپ کے حکم کے مطابق میں نے عمل کیا تو میرے پاس ایک شخص آئے اور انہوں نے مجھ سے کہا کہ یہیں ٹھہرے رہو کہ میں اسے تمہارے پاس لے آؤں چنانچہ وہ ایک بہت کالے آدمی کو لے کر آئے اور کہنے لگے کہ یہ تمہارا باپ ہے میں نے دیکھ کر کہا کہ یہ تو میرے باپ نہیں ہیں تو شخص بولے کہ دوزخ کی آگ کے شعلوں اور دھوئیں نے اس کی شکل کو بدل ڈالا ہے تو میں نے ان کالے آدمی سے کہا کہ کیا تم میرے باپ ہو تو جواب ملا کہ ہاں میں تیرا باپ ہوں پھر میں نے پوچھا کہ تمہاری صورت اور شکل کیوں بدل گئی تو انہوں نے جواب دیا بیٹا میں بنی امیہ سے محبت رکھتا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ان کے اہل بیت پر انہیں فضیلت دیتا تھا تو خدا تعالیٰ نے مجھے عذاب میں مبتلا کر دیا چونکہ تو اہل بیت

سے محبت رکھتا تھا لہٰذا میں تجھ سے دشمنی رکھنے لگا اور میں نے اپنے مال سے تجھے محروم کردیا اور اسے پوشیدہ کردیا آج اپنے کیے پر شرمندہ ہوں لہٰذا بیٹا میرے باغ میں جاؤ اور زیتون کے درخت کے نیچے کھدائی کرو اور ایک لاکھ درہم نکال کر پچاس ہزار درہم امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں پیش کرنا اور باقی تیرے لیے ہیں پھر بولا کہ میں خود چلتا ہوں تاکہ مال کو نکالوں اور تیرے حوالہ کردوں۔

ابو عتیبہ کہتے ہیں کہ جب پھر موقع ملا تو میں نے حضرت امام سے دریافت کیا کہ اس مال والے آدمی کے معاملہ کا کیا رہا تو امام نے ارشاد فرمایا کہ وہ پچاس ہزار درہم لے کر میرے پاس آئے تھے تو میں نے ان سے اپنا قرض ادا کیا اور خیبر کے اطراف میں ایک زمین خریدی اور کچھ رقم اپنے اہل بیت کے ضرورت مند لوگوں میں تقسیم کردی۔

(الخرائج والجرائح ص۲۳)

(۲۱) خرائج میں عبداللہ بن معاویہ جعفری سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ میں تم سے ایک واقعہ بیان کرتا ہوں کہ جسے میں نے اپنے کانوں سے سُنا اور آنکھوں سے دیکھا کہ اولاد مروان میں سے ایک شخص مدینہ کا حاکم ہوا اس نے ایک دن مجھے بلا بھیجا جب میں اس کے پاس پہنچا اُس وقت وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا اُس نے کہا اے پسر معاویہ میں نے تمہیں قابل اعتماد آدمی سمجھ کر بلایا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ تمہارے علاوہ میری بات کا کسی کو پتہ نہ چلے گا میری خواہش یہ ہے کہ تم اپنے دونوں چچاؤں حضرت محمد بن علی باقر اور زید بن امام حسن علیہ السلام سے ملو اور کہو کہ جو کچھ مجھے تمہاری طرف سے معلوم ہوا ہے اس سے باز رہو یا پھر سزا کے لیے تیار ہو جاؤ چنانچہ میں امام باقر علیہ السلام کے پاس پہنچنے کے لیے روانہ ہوگیا۔ میں نے حضرت امام سے ملاقات کی جب کہ آپ مسجد کی طرف جارہے تھے جب میں حضرت کے قریب پہنچا تو آپ مسکرائے اور فرمایا کہ اس ظالم نے تجھے ترغیب دی ہے اور تجھے بلایا تھا اور کہا تھا کہ اپنے چچاؤں سے ملاقات کرو اور ان سے ایسا ایسا کہو چنانچہ حضرت نے وہ گفتگو اس طرح بتا دی جیسے حضرت وہاں موجود تھے پھر امام نے ارشاد فرمایا بھتیجے کل کے بعد اس کا معاملہ صاف ہو جائے گا یہ معزول ہوگا اور مصر کے شہروں کی طرف جلاوطن ہو جائے گا خدا کی قسم نہ میں جادوگر ہوں اور نہ کاہن مجھے تو خدا کی طرف سے یہ سب کچھ بتایا گیا ہے۔ عبداللہ کا بیان ہے کہ دوسرا دن آنے بھی نہ پایا کہ وہ معزول ہوا اور مصر کی جانب شہر بدر کردیا گیا اور ایک دوسرا شخص مدینہ کا حاکم مقرر ہوا۔

(الخرائج والجرائح ص۲۳)

(۲۲) خرائج میں ابو بصیرؒ سے منقول ہے کہ ایک خراسانی سے امام محمد باقر علیہ السلام نے پوچھا کہ تمہارے باپ کا کیا حال ہے تو اس نے جواب دیا کہ بالکل ٹھیک ہیں تو حضرت نے فرمایا کہ جب تم خراسان سے روانہ ہوئے تھے اور جرجان کے راستے میں تھے تو تمہارے والد کا انتقال ہو چکا تھا پھر پوچھا تمہارے بھائی کا کیا حال ہے تو خراسانی نے جواب دیا کہ حضور انہیں بخیر و عافیت چھوڑ کر چلا ہوں تو حضرت نے فرمایا کہ انہیں ان کے ایک پڑوسی نے قتل کر ڈالا جس کا نام صالح تھا اور فلاں دن اور فلاں وقت اس کا قتل ہوا تو وہ خراسانی رونے لگا اور کہا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن حضرت امام نے

فرمایا مر کر وہ جنت میں پہنچ گئے اور انکے لیے جنت اس دنیا سے کہیں بہتر ہے پھر خراسانی نے کہا کہ میں اپنے فرزند کو سخت درد میں مُبتلا چھوڑ کر آیا ہوں لیکن حضور نے اس بارے میں مجھ سے کچھ نہ پوچھا تو امام نے فرمایا وہ تندرست ہو گیا اور اس کے چچا نے اپنی بیٹی سے اس کا نکاح کر دیا جب تم وہاں پہنچو گے تو اس کا لڑکا دیکھو گے جس کا نام علی ہو گا وہ ہمارے شیعوں میں سے ہو گا لیکن تیرا بیٹا ہمارا شیعہ نہیں ہے بلکہ ہمارا دشمن ہے تو خراسانی نے عرض کیا کہ حضور اس کی کوئی تدبیر ہو سکتی ہے تو فرمایا کہ وہ دشمن ہے اور دوزخ کا ایندھن ہے۔ ابوبصیر کہتے ہیں کہ میں نے امام علیہ السلام سے دریافت کیا کہ حضور یہ کون ہیں تو فرمایا کہ یہ خراسان کے ایک شیعہ مرد مومن ہیں (المصدر السابق صـ۲۳)

مناقب بن شہر آشوب میں مشعل اسدی کی ابوبصیر سے یہی روایت بیان کی گئی ہے۔ (جلد ۳ صـ۳۲۵)

(۲۳) ═══ عالم اسماء الٰہی

خرائج میں جناب جابر جعفی سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک بار میں امام محمد باقر علیہ السلام کے ساتھ حج کے لیے روانہ ہوا اور سفر کے دوران میں ایک پرندہ قمری آپ کی محمل کے پہلو میں آکر بیٹھ گیا اور کچھ بولنے لگا میں نے اُسے پکڑنا چاہا لیکن حضرت امام نے روک دیا اور فرمایا اے جابر اس نے ہم اہل بیت سے پناہ اور مدد طلب کی ہے جس پر میں نے عرض کیا کہ اسے کیا شکایت ہے تو فرمایا اس نے یہ شکایت کی ہے کہ یہ تین سال سے اس پہاڑ میں اپنے بچے نکالتا ہے لیکن ایک سانپ وہاں آکر انہیں کھا جاتا ہے تو اس قمری نے مجھ سے کہا ہے کہ میں بارگاہ الٰہی میں دُعا کروں کہ اس سانپ کو مار ڈالے میں نے دعا کی تو خدا نے اس سانپ کو ہلاک کر دیا۔ اس کے بعد ہم چل پڑے جب صبح ہونے لگی تو حضرت امام نے مجھ فرمایا کہ جابر اترو تو میں اتر گیا اور اونٹ کی مہار کو پکڑا حضرت امام اترے اور راستہ کو چھوڑ کر ہٹے اور زمین کے ایک ریتیلے حصہ کی طرف جانے کا ارادہ کیا جب وہاں آئے تو داہنے بائیں ریت ہی ریت نظر آیا زبان مبارک پر یہ الفاظ جاری ہوئے کہ پالنے والے ہمیں سیراب فرما اور طہارت کے لیے پانی مہیا فرما ناگہاں ریت کے درمیان ایک سفید و شفاف پتھر نمودار ہوا حضرت نے اس پتھر کو ہٹایا تو وہاں سے صاف شفاف پانی کا چشمہ نکلا حضرت نے اس میں سے پانی پیا اور وضو فرمایا۔

ہم پھر چل پڑے اور ایک آبادی اور کھجوروں کے باغ کے قریب پہنچے تو حضرت امام سوکھی کھجوروں کے ایک درخت کی طرف متوجہ ہوئے اور قریب آکر فرمایا کہ اے کھجور کے درخت جو پھل تجھے خدا نے عنایت فرمائے ہیں ان میں سے ہمیں بھی کھانے کے لیے دے جابر بیان کرتے ہیں کہ وہ درخت جھکا اور ہم نے اس کے پھل حاصل کیے اور کھائے ایک اعرابی یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا کہنے لگا کہ آج تک میں نے ایسا جادوگر نہیں دیکھا یہ سُن کر حضرت نے اعرابی سے فرمایا کہ ہم اہل بیت پر جھوٹا الزام نہ لگا ہم میں نہ کوئی جادوگر ہوتا ہے اور نہ کاہن۔ ہمیں خدائے تعالیٰ کے مخصوص نام تعلیم کیے گئے ہیں کہ جن کے ذریعہ سے ہم سوال کرتے ہیں اور عطا کیے جاتے ہیں دُعا کرتے ہیں تو دُعا قبول ہوتی ہے۔ (الخرائج والجرائح صـ۲۳۱)

(۲۴) ——— خرائج میں عباد بن کثیر بصری سے منقول ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ خدا پر مومن کا کیا حق ہے تو آپ نے اپنا رُخ پھیر لیا اور میں نے یہی سوال تین بار دہرایا تو ارشاد فرمایا کہ خدا پر مومن کا یہ حق ہے کہ اگر وہ اس کھجور کے درخت سے کہے کہ اس کی طرف چلا آئے تو وہ آجائے عباد کہتے ہیں کہ خدا کی قسم میں نے درخت کو دیکھا جو قریب تھا کہ حرکت کرے تو امام نے اشارہ فرمایا کہ رک جا اس سے تو مقصود نہ تھا۔ (نفس المصدر صـ۱۹۶)

(۲۵) ——— خرائج میں ابو صباح کنانی سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ میں ایک دن امام محمد باقر علیہ السلام کے دروازے پر پہنچا اور دستک دی تو ایک جوان خادمہ نکل کر آئی۔ میں نے اس کے سینہ پر ہاتھ مار کر کہا اپنے آقا سے کہو کہ میں دروازے پر کھڑا ہوں تو حضرت امام نے گھر کے آخری حصہ سے آواز دی کہ تمہاری ماں مرے اندر آجاؤ میں گھر میں پہنچا تو میں نے امام کی خدمت میں عرض کیا کہ اس سے میرا ارادہ برائی کا نہ تھا بلکہ اپنا یقین بڑھانا چاہتا تھا تو امام نے فرمایا ٹھیک ہے اگر تمہارا یہ خیال ہے کہ دیواریں ہماری نگاہوں کے سامنے اسی طرح پردہ بن جائیں گی جیسے کہ تمہاری نظروں کے سامنے حائل ہو جاتی ہیں تو پھر تمہارے اور ہمارے درمیان کوئی فرق نہ رہا دیکھو اب آئندہ ایسی بات نہ ہو پائے۔ (کشف الغمہ ۳۵۲)

(۲۶) ═══ عباسی حکومت کے بارے میں حضرت امام کی پیش گوئی

خرائج میں ابوبصیر رح سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار مسجد نبوی میں امام محمد باقر علیہ السلام کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ دوانیقی اور داؤد بن سلیمان داخل ہوئے اور یہ وہ زمانہ تھا کہ اولاد عباس کی طرف حکومت نہیں آئی تھی داؤد حضرت امام کے پاس جا بیٹھے تو امام نے فرمایا دوانیقی کو کس بات نے یہاں آنے سے روک دیا تو انہوں نے جواب دیا وہ سخت مزاج ہے حضرت نے فرمایا کہ زیادہ دن نہ گزریں گے کہ اسے حکومت ملے گی اور یہ لوگوں کی گردنیں اڑائے گا اور مشرق و مغرب میں اس کی حکومت ہو گی اور اس کی عمر بھی طویل ہو گی اور یہ اتنی دولت جمع کر لے گا کہ اس سے پہلے کسی نے جمع نہ کی ہو گی یہ سُن کر داؤد کھڑے ہوئے اور دوانیقی کو ساری بات بتائی تو وہ دوانیقی حضرت امام کے پاس آیا اور کہا کہ آپ کے رعب و جلال نے مجھے آپ کے پاس آنے سے روک دیا تھا اور یہ سب کیا ہے جس کی داؤد نے مجھے اطلاع دی ہے حضرت نے فرمایا ہاں ایسا ہی ہونے والا ہے تو کہنے لگا کہ کیا ہماری حکومت آپ کی حکومت سے پہلے ہو گی امام نے فرمایا "ہاں" پھر اس نے سوال کیا کہ کیا میرے بعد میری اولاد میں سے کسی کو یہ حکومت ملے گی تو حضرت نے جواب دیا کہ ہاں

ایسا ہوگا پھر بولا کہ بنی امیہ کی حکومت کی مدت زیادہ رہے گی یا ہماری حکومت کی ؟ تو امام نے جواب دیا کہ تمہاری مدت حکومت بہت طویل ہوگی اور تمہارے بچے حکومت کو اچکیں گے اور اس سے اس طرح کھیلیں گے جس طرح بچے گیند سے کھیلتے ہیں یہ وہ باتیں ہیں جو میرے پدر بزرگوار نے مجھے بتائی ہیں چنانچہ جب دوانیقی کو سلطنت ملی تو اسے امام محمد باقر علیہ السلام کی باتوں سے بہت ہی تعجب ہوا۔ (المصدر السابق صـ۱۹۶)

(۲۷) —— خرائج میں جابرؓ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم پچاس آدمیوں کے قریب خدمت امام محمد باقر علیہ السلام میں حاضر تھے کہ کثیر النوا (کھجور کی گٹھلیاں بیچنے والا) وہاں آگیا اور وہ مغیرہ بن سعید عجلی کے اصحاب میں سے تھا اس نے سلام کیا اور بیٹھ گیا پھر کہنے لگا کہ کوفہ میں مغیرہ بن عمران کا یہ خیال ہے کہ آپ کے ساتھ ایک فرشتہ رہتا ہے جو آپ کو مومن سے کافر کی اور آپ کے دشمنوں سے آپ کے دوستوں کی پہچان کراتا ہے تو حضرت نے پوچھا کہ تیرا پیشہ کیا ہے اُس نے جواب دیا کہ گیہوں فروخت کرتا ہوں تو حضرت نے فرمایا کہ تو جھوٹ بولتا ہے جس پر وہ کہنے لگا کہ کبھی کبھی جو بھی بیچتا ہوں حضرت نے فرمایا جو تو کہہ رہا ہے یہ بھی درست نہیں تو گٹھلیوں کی تجارت کرتا ہے تو وہ کہنے لگا کہ آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا تو فرمایا کہ اس فرشتے نے بتایا ہے جو میرے شیعوں کی میرے دشمنوں سے پہچان کراتا ہے اور تو سرگشتہ و گمراہ مرے گا۔

جابر کہتے ہیں کہ ہم جب کوفہ لوٹے تو میں کچھ لوگوں کے پاس گیا کہ پوچھوں تو انہوں نے ایک بڑھیا کا پتہ دیا اس نے بتایا کہ تین دن ہوئے وہ گمراہ اور پاگل ہو کر مر گیا۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صـ۳۵۵)

وضاحت: مغیریہ مغیرہ بن سعید عجلی کے اصحاب کو کہا جاتا ہے جس نے یہ دعوی کیا تھا کہ امام محمد بن علی بن الحسین علیہ السلام کے بعد محمد بن عبداللہ بن الحسن امام ہیں اور اس کا یہ خیال تھا کہ وہ زندہ ہیں اور نہیں مرے۔

(۲۸) —— خرائج میں ابو بصیرؓ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ میں ایک بار مسجد میں امام محمد باقر علیہ السلام کے پاس حاضر تھا کہ عمر بن عبدالعزیز مسجد میں آئے جو گیروے رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے تھے اور اپنے غلام کا سہارا لے رکھا تھا حضرت امام نے انہیں دیکھ کر فرمایا کہ یہ لڑکا عنقریب تخت حکومت پر بیٹھے گا اور عدل وانصاف کو نمایاں کرے گا اور چالیس برس زندہ رہیگا اس کی موت پر اہل زمین روئیں گے لیکن اہل آسمان نہیں پھر فرمایا کہ یہ اس جگہ بیٹھے گا جس کا یہ حق دار نہ ہوگا۔ چنانچہ انہیں حکومت ملی اور انہوں نے عدل وانصاف کو نمایاں کیا۔ (الخرائج والجرائح صـ۱۹۶)

(۲۹) —— شیعان اہل بیت کی ذمہ داریاں

رجال الکشی میں جناب محمد بن حنیفہ کے غلام اسلم سے مروی ہے کہتے ہیں کہ میں امام محمد باقر علیہ السلام کے ساتھ زمزم پر اس کے عقب میں بیٹھا ہوا تھا کہ محمد بن عبداللہ بن امام حسنؑ طواف کعبہ کرتے ہوئے ہمارے سامنے سے گزرے تو جناب امام نے مجھ سے فرمایا کیا تم اس جوان کو پہچانتے ہو میں نے

عرض کیا کہ یہ محمد بن عبداللہ بن حسنؑ ہیں تو حضرت نے فرمایا کہ یہ خروج کریں گے اور قتل ہوں گے اور جان بیکار تلف ہوگی پھر فرمایا اے اسلم یہ بات کسی کو نہ بتانا یہ تمہارے پاس ایک امانت ہے اسلم کہتے ہیں کہ میں نے یہ بات معروف بن خربوذ سے کہہ دی اور ان سے وہی وعدہ لیا جو حضرت امام نے مجھ سے لیا تھا کہ کسی سے نہ کہیں اسلم بیان کرتے ہیں کہ ہم چار اہل مکہ صبح وشام حضرت امام کے پاس رہتے تھے تو معروف نے حضرت امام سے درخواست کی کہ آپ مجھ سے وہ بات خود فرمادیں جو اسلم نے مجھ سے کہی ہے میں آپ کی زبان مبارک سے سننا چاہتا ہوں تو حضرت اسلم سے مخاطب ہوئے جس پر اسلم نے عرض کیا کہ میں آپ پر قربان میں نے ان سے بھی یہی وعدہ لیا ہے جیسا آپ نے مجھ سے کسی سے نہ کہنے کا وعدہ لیا تھا جس پر جناب امام نے فرمایا کہ اگر تمام لوگ ہمارے شیعہ ہوتے تو ان میں تین چوتھائی شکی ہوتے اور ایک چوتھائی احمق اور بے وقوف (رجال الکشی صـ۱۳۴)

(۳۰) —— پیش گوئی امامؑ

خرائج میں محمد بن ابی حازم سے منقول ہے کہ میں ایک دن امام محمد باقر علیہ السلام کے پاس بیٹھا تھا کہ جناب زید بن علیؑ ادھر سے گزرے تو جناب امام نے فرمایا کہ خدا کی قسم یہ کوفہ میں خروج کریں گے قتل ہوں گے اور ان کے سر کو ہر طرف گھمایا جائے گا پھر انہیں لایا جائے گا اور بانس کی ایک لکڑی پر گاڑ دیا جائے گا حضرت نے اس جگہ کی طرف اشارہ فرمایا جہاں انہیں سولی دی جائیگی محمد بن ابی حازم کہتے ہیں کہ اس کے بعد میرے کانوں نے سن لیا اور آنکھوں نے دیکھ لیا کہ جناب زید نے خروج کیا اور قتل کیے گئے پھر یہ بھی دیکھا کہ ان کا سر ہر طرف گھمایا گیا اور اس جگہ بانس کی کڑی پر انہیں گاڑ گیا جس سے ہم تعجب میں رہ گئے۔

اور ایک طرف روایت میں منقول ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ میری وفات کے بعد میرے بھائی زید خروج کریں گے اور لوگوں کو اپنی طرف آنے کی دعوت دیں گے اور میرے فرزند امام جعفر سے علیحدہ ہو جائیں گے اور قتل کر دیئے جائیں گے۔ پھر ان کی لاش سولی پر لٹکائی جائے گی اور آگ میں جلا دیا جائے گا اور خاک ہوا میں اڑا دی جائے گی اور ان کے ناک کان وغیرہ اس طرح کاٹے جائیں گے کہ ان سے پہلے کسی کے جسم کے اعضا اس طرح نہیں کاٹے گئے۔

(۳۱) —— خرائج میں مروی ہے کہ ایک دن امام محمد باقر علیہ السلام اپنے اصحاب سے کچھ اہم اور ضروری احادیث بیان فرما رہے تھے کہ ایک شخص آیا جس کا نام نضر بن قرواش تھا اس کے اس موقع پر آجانے اور احادیث کے سننے سے اصحاب امام افسردہ ہوئے یہاں تک کہ وہ کھڑا ہو گیا تو اصحاب نے کہا خیر جو کچھ اس نے سنا وہ تو سن لیا یہ ایک خبیث آدمی ہے حضرت امام نے فرمایا کہ اگر تم اس سے یہ پوچھ لو

کہ آج میں نے کیا کہا تھا تو اُسے بالکل یاد نہ ہوگا۔ انہی میں سے ایک کہنے والے نے کہا کہ اس کے بعد میں اس آنے والے شخص سے ملا اور اس سے کہا کہ وہ حدیثیں جو تو نے امام محمد باقر علیہ السلام سے سُنی تھیں چاہتا ہوں کہ انہیں میں بھی سُن لوں تو وہ شخص کہنے لگا کہ خدا کی قسم میں تو ان احادیث میں سے تھوڑا نہ زیادہ کچھ بھی نہ سمجھ سکا۔

(۳۲) ـــــ مناقب بن شہر آشوب میں ابو حمزہ سے مروی ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ میں حالت عمرہ میں تھا اور حجرِ اسود کے پاس بیٹھا تھا کہ ناگہاں ایک جن اژدہے کی شکل میں دکھائی دیا وہ مشرق کی سمت سے آیا تھا اور حجر اسود کے قریب پہنچا میں نے جو اس پر نگاہ ڈالی تو وہ دیر تک وہاں ٹھہرا رہا پھر اس نے سات بار خانہ کعبہ کا طواف کیا اس کے بعد مقام ابراہیم میں جا کر اپنی دم کے بل سیدھا کھڑا ہوا اور اس نے دو رکعت نماز پڑھی اور یہ واقعہ اس وقت کا ہے کہ زوال شمس ہو چکا تھا چنانچہ عطا اور اس کے ساتھیوں نے اُسے دیکھا وہ میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ کیا آپ نے ایسا ایسا جن دیکھا تو حضرت نے فرمایا کہ میں نے اسے بھی دیکھا اور جو کچھ اس نے کیا اسے بھی حضرت فرماتے ہیں کہ پھر میں نے ان سے کہا کہ اس کے پاس جاؤ اور کہو کہ محمد بن علیؑ نے تجھے حکم دیا ہے کہ یہاں کعبہ کے اندر ہر طرح کے بندگان خدا آتے ہیں لہٰذا تجھے اس وقت لوگوں کے پاس سے چلا جانا چاہیئے پھر یہ کہ تو اپنی عبادت پوری کر چکا اور لوگ خائف ہیں۔ بہتر ہے کہ تو لوگوں کے آنے سے پہلے یہاں سے چلا جائے حضرت فرماتے ہیں کہ اُس نے مسجد کی نالی سے کنکریوں کا ڈھیر لگایا جس پر اُس نے اپنی دم رکھی اور پھر ہوا میں غائب ہو گیا۔

(۳۳) ـــــ خرائج میں سدیر سے مروی ہے کہ ایک بار کثیر النوا امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ مغیرہ بن سعید کا یہ خیال ہے کہ آپ کے ساتھ ایک فرشتہ رہتا ہے جو آپ کو مومن و کافر کی پہچان کراتا ہے حضرت نے اس سے کچھ باتیں دریافت کیں جو اس کے پیشہ سے متعلق تھیں جن میں وہ جھوٹا ثابت ہوا جب وہ چلا گیا تو امام نے وہاں موجود لوگوں سے فرمایا کہ یہ شخص ولد الحرام ہے اس بات کو کوفہ کے لوگوں نے بھی سُنا وہ لوگ بیان کرتے ہیں کہ ہم کوفہ واپس لوٹے تو چاہا کہ کثیر کے بارے میں اس بری خبر کی معلومات حاصل کریں چنانچہ ہم ایک شخص کے پاس گئے اور اسکے بارے میں کچھ معلومات حاصل کرنا چاہیں اس شخص نے ہمیں ایک نیک بڑھیا عورت کا پتہ دیا تاکہ اس بارے میں پتہ تو چلے جب ہم اس کے پاس پہنچے تو ہم نے اس بڑھیا سے کہا کہ ہم ابو اسماعیل کے بارے میں کچھ پوچھنا چاہتے ہیں تو وہ کہنے لگی کہ کیا کثیر کے بارے میں پوچھتے ہو ہم نے جواب دیا ہاں اسی کے بارے میں تو بولی کیا اس کی شادی و بیاہ کا ارادہ ہے تو ہم نے کہا ہاں ایسا ہی ہے جس پر وہ کہنے لگی کہ ایسا نہ کرنا اس کی شادی کا خیال اپنے دل سے نکال دو اس لیے کہ اس کی ماں نے اِس گھر میں چار زنا کاریوں کے بعد اُسے جنا تھا اور بڑھیا نے قریب کے مکانوں

میں سے ایک مکان کی طرف اشارہ کیا۔

(۳۴) ـــــ خرائج میں مروی ہے کہ لوگوں کی ایک جماعت نے خدمت امام محمد باقر علیہ السلام میں حاضر ہونا چاہا جب وہ لوگ امام کے دروازے کی دہلیز پر پہنچے تو ان کا یہ بیان ہے کہ یکایک ہمیں سریانی میں قرأت کی آواز آئی جو ایک اچھی آواز میں ہو رہی تھی کہ پڑھنے والا پڑھنے کے ساتھ رو رہا ہے اس قرأت نے ہم پر ایسا اثر کیا کہ ہمارے بھی آنسو نکل آئے حالانکہ ہم سمجھتے بھی نہ تھے کہ کیا پڑھا جا رہا ہے ہم نے خیال کیا کہ شاید حضرت کے پاس کچھ اصحاب بیٹھے ہوں اور آپ ان سے قرأت کر رہے ہوں جب آواز رکی تو ہم اندر آئے تو دیکھا کہ حضرت امام کے پاس کوئی شخص نہیں ہم نے عرض کیا کہ حضور ہم ابھی درد بھری آواز میں سریانی قرأت سُن رہے تھے آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں ایلیا نبیؑ کی مناجات کے پڑھنے میں رونے لگا تھا

(الخرائج والجرائح ص۱۹۷)

(۳۵) ـــــ مدینہ پر حملہ، امام کی پیش گوئی

مناقب بن شہر آشوب میں ابو بصیر سے مروی ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ میرے پدر بزرگوار مجلس میں تشریف فرما تھے کہ کچھ دیر تک آپ زمین کی طرف سر کو جھکائے بیٹھے رہے اور پھر سر کو اٹھا کر فرمایا کہ اے لوگو اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب ایک شخص تمہارے اس شہر پر چار ہزار کے لشکر سے حملہ کرے گا اور تین دن تک قتل عام کرے گا اور کسی کا حال نہ پوچھے گا اور تم اس بلا و مصیبت میں پڑ جاؤ گے کہ اپنا دفاع نہ کر سکو گے اور ایسا ہونے والا ہے لہٰذا اپنی حفاظت کے لیے تیار رہو اور سمجھ لو کہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں ہو کر رہے گا۔

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اہل مدینہ نے پدر بزرگوار کے اس ارشاد پر کوئی توجہ نہیں کی اور کہنے لگے کہ ایسا کبھی نہ ہوگا سوائے بنی ہاشم اور تھوڑے سے لوگوں کے کسی نے پناہ تلاش نہ کی یہ لوگ مدینہ سے باہر نکل گئے جس کی وجہ یہ تھی کہ وہ جانتے تھے کہ آپ کا قول درست اور حق ہے جب وہ وقت آ پہنچا تو امام محمد باقر علیہ السلام کے عیال کے اور بنی ہاشم شہر سے باہر چلے گئے نافع بن ازرق نے اچانک مدینہ پر حملہ کر دیا مردوں کو قتل کیا اور عورتوں کی بے عزتی کی جس کے بعد اہل مدینہ نے کہا کہ اب ہم حضرت امام کی کسی بات کو بھی رد نہ کریں گے اور جو کچھ آپ سے سنیں گے اس پر عمل کریں گے وہ اہل بیت نبوت ہیں اور جو کچھ وہ فرماتے ہیں حق ہوتا ہے۔

(مناقب ابن شہر آشوب جلد ۲ ص۲۲۵) (الخرائج والجرائح ص۱۹۷)

(۳۶) ـــــ الجرائح میں ابو بصیر سے مروی ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ میں ہر اُس شخص سے کہیں زیادہ جاننے اور پہچاننے والا ہوں جو سمندر کے کنارے پر کھڑا ہو اور پانی کے جانوروں ان کی ماؤں

ان کی پھپھیوں اور خالاؤں کو جانتا ہو۔

(۳۷) ـــــ الخرائج میں اسود بن سعید سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میں امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا اس سے پہلے کہ میں آپ سے کچھ دریافت کرتا آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہم حجت خدا اور اس کی مخلوق میں عین اللہ ہیں اور اس کے بندوں میں اس کے امر کے حاکم اور ولی ہیں پھر فرمایا کہ ہمارے اور کل روئے زمین کے درمیان ہمواری اور توازن قائم رکھنے کا ایک سوت ہے جیسا کہ معمار کے پاس ہوا کرتا ہے جب ہمیں خدا کی طرف سے زمین پر کسی امر کے جاری کرنے کا حکم ملتا ہے تو ہم اس سوت کو پکڑ لیتے ہیں اور پوری زمین مع اپنے شہروں اور بازاروں کے ہماری طرف چلی آتی ہے تاکہ ہم خدا کے حکم کا نفاذ کریں جس طرح ہوا حضرت سلیمان علیہ السلام کے تابع تھی اس طرح خدا نے اس کو محمد و آل محمد علیہ السلام کے تابع بنا دیا ہے۔

(البصائر الدرجات صـ۱۵)

(۳۸) ـــــ دائرہ علم امامت

الخرائج میں محمد بن مسلم سے مروی ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر تمہارا یہ خیال ہے کہ ہم تمہیں نہیں دیکھتے اور تمہاری بات چیت نہیں سنتے تو یہ تمہارا برا گمان ہے اگر تمہارا یہی خیال ہے کہ ہم تمہارے بارے میں کچھ نہیں جانتے تو پھر تم پر ہماری افضلیت کی کوئی وجہ باقی نہیں رہتی اس پر میں نے عرض کیا کہ حضور مجھے کچھ دکھائیں کہ میں اسے ایک دلیل بنا سکوں اور میرے یقین میں اضافہ ہو تو حضرت نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے اور تمہارے ایک ساتھی کے درمیان ربذہ میں ایک واقعہ گزرا تھا اور اس نے ہمارے اور ہماری محبت و معرفت کے بارے میں تم پر طنز کیا تھا اور اندازہ لگایا تھا، بتاؤ کیا ایسا نہیں ہوا تو میں نے عرض کیا بے شک خدا کی قسم ایسا ہوا تھا پھر حضرت نے فرمایا کہ تم نے دیکھ لیا کہ میں نے خدا کی طرف سے اطلاع ملنے پر ہی سب کچھ بتایا میں نہ جادوگر ہوں نہ کاہن اور دیوانہ یہ سب کچھ علم نبوت کا نتیجہ ہے اور ہم جو کچھ ہونے والا ہے اسے بھی بتا دیتے ہیں جس پر میں نے عرض کیا کہ حضور وہ کون ہے جو ہمارے بارے میں آپ کو بتا دیتا ہے کہ ہمارا ایسا ایسا حال ہے تو حضرت نے ارشاد فرمایا کہ وقتاً فوقتاً ایسی چیزیں ہمارے دلوں میں اترتی رہتی ہیں اور کانوں میں آواز کی صورت میں آتی رہتی ہیں اور اس کے ساتھ ایک بات یہ ہے کہ مومن جنات میں سے کچھ ہمارے خدمت گار بھی ہیں جو ہمارے شیعہ ہیں اور وہ تم سے زیادہ ہمارے فرمانبردار ہیں تو میں نے عرض کیا کہ حضور کیا ان میں سے ہر ایک کے ساتھ جن رہتا ہے تو ارشاد فرمایا ہاں وہ ہمیں تمہارے بارے میں ہر بات کی خبر دیتا رہتا ہے۔

(۳۹) ـــــ الخرائج میں حسن بن مسلم نے اپنے والد سے روایت کیا ہے کہ ایک مرتبہ امام محمد باقر علیہ السلام نے مجھے کھانے پر بلایا میں ابھی بیٹھا ہی تھا کہ ایک پرندہ قمری جس کے بال اور پر نیچے ہوئے تھے اترتا ہوا جناب امام کے پاس آکر بیٹھ گیا اور اس کے ساتھ دوسرا قمری پرندہ بھی تھا اس نے اپنی آواز میں کچھ کہا اور امام نے

اسی طرح اس کا جواب دیا پھر وہ پرندہ اڑ گیا تو ہم نے عرض کیا کہ حضور انہوں نے آپ سے کیا کہا اور آپ نے کیا فرمایا حضرت امام نے جواب دیا کہ اس نے اپنی مادہ پر اپنے غیر کے ساتھ ہونے کا الزام لگایا تھا اور اس کے سر کو نوچا اور یہ چاہا کہ وہ اسے میرے آگے لعان (ایک دوسرے پر لعنت کرنا) کے لیے لائے چنانچہ اس نے اپنی مادہ سے کہا کہ میرے اور تیرے درمیان وہی فیصلہ کریں گے جو داؤد اور آل داؤد کی طرح فیصلہ کرتے ہیں اور جانوروں کی بولی کو سمجھتے ہیں اور جنہیں گواہ کی بھی احتیاج نہیں ہے چنانچہ میں نے اسے بتا دیا کہ مادہ کے بارے میں تیرا گمان درست نہیں ہے پھر وہ دونوں باہمی رضامندی کے ساتھ واپس چلے گئے۔ (الخرائج والجرائح صـ۱۹۰)

(۴۰) ـــــ آل محمدؐ پر ظلم ڈھانے والوں کی رحمت خداوندی سے محرومی

تفسیر العیاشی میں فضیل بن یسار سے مروی ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں آپ پر قربان ہمیں معلوم ہوا ہے کہ آل جعفر کے لیے بھی ایک جھنڈا ہوگا اور فلاں کی آل کے لیے بھی حضور فرمائیں کہ اس کی کیا حقیقت ہے تو امام نے جواب دیا کہ آل جعفر کے لیے کوئی جھنڈا نہیں رہی فلاں کی اولاد تو انہیں حکومت ملے گی اور اس عہد میں بیگانے حکومت کے مقرب ہوں گے اور قریبی لوگ دور رہیں گے ان کی بادشاہت میں تنگی رہے گی اور نرمی و آسائش بالکل نہ ہوگی نیکی کی پہچان جاتی رہے گی اور مصیبتوں پر مصیبتیں آتی رہیں گی جب یہ سلسلہ ختم ہوگا اور وہ خدا کی طرف سے اپنے مکر و فریب کی سزا اور اس کے عذاب سے بے خوف ہو جائیں گے اور یہ سمجھنے لگیں گے کہ وہ اب مضبوط ہوگئے تو ان میں چیخ پکار پڑ جائے گی جسے کوئی سننے والا بھی نہ ہوگا اور نہ کوئی انہیں متحد کر سکے گا چنانچہ ارشاد الٰہی ہے۔ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّیَّنَتْ وَظَنَّ اَهْلُهَاۤ اَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَیْهَاۤ ۙ اَتٰىهَاۤ اَمْرُنَا لَیْلًا اَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا حَصِیْدًا كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ (سورہ یونس آیت ۲۴) یہاں تک کہ جب زمین نے فصل کی چیزوں سے اپنا بناؤ سنگھار کر لیا اور آراستہ ہوگئی اور کھیت والوں نے سمجھ لیا کہ وہ اب اس پر یقیناً قابو پا گئے یکایک ہمارا حکم رات یا دن کو آ پہنچا ہم نے اس کھیت کو ایسا کٹا ہوا بنا دیا گویا کل اس میں کچھ تھا ہی نہیں جو لوگ غور کرتے ہیں ان کے لیے ہم آیتوں کو یوں تفصیل وار بیان کرتے ہیں۔

اس کے بعد حضرت امام نے فرمایا کہ ظالموں میں کوئی ایسا نہیں کہ اس پر رحم و کرم نہ ہو سکے سوائے فلاں کی اولاد کے کہ ان پر کسی طرح کا رحم نہ ہوگا فضیل بن یسار کہتے ہیں کہ میں نے امام سے عرض کیا کہ میں آپ کے قربان جاؤں کہ کیا ایسے لوگوں پر رحم نہ ہوگا تو فرمایا ہاں ان پر خدا کی کوئی رحمت نہ ہوگی انہوں نے ہمارا خون بہایا اور ہمارے شیعوں کے مظالم پر گرفتار رہے۔

(تفسیر العیاشی جلد ۲ صـ۱۲۱)

(۴۱) آلِ محمدؐ کی اپنے حقیقی دوستوں کی تکلیف میں بے چینی

مناقب ابن شہر آشوب میں نقل کیا گیا ہے کہ ایک شخص نے امام محمد باقر علیہ السلام سے کہا کہ محمد بن مسلم بیماری میں مبتلا ہیں یہ سُن کر جناب نے غلام کے ہاتھ ان کے پاس ایک شربت بھجوایا تو غلام نے ان سے کہا کہ حضرت نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اس وقت تک وہاں سے نہ لوٹوں جب تک آپ اس شربت کو پی نہ لیں یہ سُن کر محمد بن مسلم کو بڑا تعجب ہوا اور ان کی کیفیت یہ تھی کہ ان میں کھڑے ہونے کی طاقت نہ تھی جوں ہی انہوں نے وہ شربت پیا اور وہ معدہ میں پہنچا تو ایک دم ایسے تندرست ہو گئے جیسے کسی بندھن سے چھٹکارا پا لیا ہو فوراً درِ امام پر حاضر ہوئے اندر آنے کی اجازت چاہی اجازت ملی جب اندر پہنچے تو حضرت کو روتے ہوئے سلام کیا اور ہاتھوں اور سر مبارک کے بوسے لیے تو حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا تم تندرست ہو گئے ہو روتے کیوں ہو انہوں نے عرض کیا کہ حضور مجھے میری غربت، وطن سے دوری نے اور اتنی قدرت حاصل نہ ہونے پر کہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف زیارت حاصل کروں رلا دیا یہ سُن کر جناب امام نے فرمایا کہ جہاں تک کم مائگی کی بات ہے تو خدا نے ہمارے دوستوں اور عقیدت مندوں کو ایسا ہی قرار دیا ہے اور انہیں جلدی جلدی بلا و امتحان سے مخصوص کیا ہے اور تم نے جو وطن سے دوری کا ذکر کیا تو اس میں حضرت ابو عبداللہ الحسین صلوات علیہ کی ذات اقدس تمہارے لیے ایک نمونہ ہے جو کسی زمین میں آرام فرما رہے ہیں جو ہم سے دور فرات کے کنارے پر واقع ہے رہا مسافت کی دوری کا معاملہ تو یہ سمجھو کہ اس دنیا میں ہر مومن غریب الوطن ہے اور اس مخلوق کے درمیان رہ کر بالکل تہ و بالا ہے یہاں تک کہ وہ اس دنیا سے نکل کر خدا کی رحمت سے ہم آغوش ہو۔ اب رہی تمہاری محبت کی وجہ سے ہماری قربت اور ہماری جانب تمہاری توجہ تو تم اس کے حق کی ادائیگی کی طاقت نہیں رکھتے۔ کوئی بات نہیں تمہارے دل میں ہماری جتنی بھی محبت ہے اس کی جزا تمہیں مل کر رہے گی۔ (المناقب جلد ۳ صفحہ ۳۱۶)

(۴۲) ——— مناقب ابن شہر آشوب میں حسین بن مختار سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ ابو بصیرؒ نے مجھے بتایا کہ ایک دفعہ ایک عورت کو میں قرآن مجید پڑھا رہا تھا تو میں نے اس سے کچھ مذاق اور دل لگی کی۔ جب امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضرت نے مجھ سے فرمایا اے ابو بصیر تم نے اس عورت سے کیا کہا تھا وہ کہتے ہیں کہ یہ الفاظ سُن کر میں نے شرم کے مارے اپنے ہاتھ سے اپنا چہرہ ڈھانپ لیا تو حضرت نے فرمایا دیکھو ایسا عمل پھر نہ ہونے پائے۔

حفص البختری کی روایت میں اس طرح وارد ہوا ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے ابو بصیر سے فرمایا کہ اس عورت کو میرا سلام پہنچاؤ اور یہ کہو کہ تو ابو بصیر سے نکاح کر لے ابو بصیر کہتے ہیں کہ میں اس عورت کے پاس پہنچا اور یہ ساری بات اسے بتائی تو وہ کہنے لگی کہ کیا امام ابو جعفرؑ نے یہ حکم دیا ہے تو میں نے اس سے قسم کھائی کہ ہاں حضرت نے یہی حکم دیا ہے چنانچہ اس نے مجھ سے شادی کر لی۔

(۴۳) احترامِ کعبہ کی تلقین

مناقب ابن شہر آشوب میں ابو حمزہ ثمالی سے منقول ہے کہ ایک سال امام محمد باقر علیہ السلام حج کے لیے تشریف لائے اور ہشام بن عبدالملک بھی آیا تھا حضرت امام کے گرد لوگوں کا بڑا مجمع تھا تو عکرمہ نے کہا کہ یہ کون ہیں کہ جن کی پیشانی پر علم کی روشنی اور چمک ہے میں ان کی جانچ کروں گا جب حضرت امام سامنے تشریف لائے تو وہ کانپنے لگا اور حواس باختہ ہو گیا اور شرمندہ ہو کر کہنے لگا کہ فرزند رسول میں ابن عباس وغیرہ جیسے لوگوں کی مجلسوں میں شریک ہوا ہوں لیکن ایسا رعب مجھ پر کبھی طاری نہیں ہوا یہ سُن کر حضرت نے فرمایا وائے ہو تجھ پر اے اہل شام کے غلام تو ان بیوت کے سامنے ہے جن کے بارے میں خداوند عالم کا ارشاد ہے کہ ان کی تعظیم کی جائے اور ان میں خدائے تعالیٰ کا نام لیا جائے (مناقب جلد ۳ صفحہ ۳۱۰)

(۴۴) ——— مناقب ابن شہر آشوب میں جابر والبی سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے مکہ میں ایک شخص کو دیکھا جو باب و حجر کے درمیان اونچائی پر دعا کر رہے تھے اور صوف کا عمامہ باندھے ہوئے تھے اور یہ شام کا وقت تھا کہ پہاڑ کی چوٹیوں پر سورج دکھائی دے رہا تھا انہوں نے اپنی ہتھیلیاں آسمان کی طرف بلند کر رکھی تھیں اور دعا میں مصروف تھے لوگ ان کے گرد جمع ہونا شروع ہو گئے اور مشکل سے مشکل سوالات کر رہے تھے اور وہ بے تامل جوابات دے رہے تھے اور ہزاروں مسائل کے جوابات دے دیئے جب وہ اپنی سواری کی طرف چلے تو کسی کہنے والے نے کہا کہ یہ ایک چمکتا ہوا حسین نور ہیں نسیم رحمت ہیں جو خوشبودار ہے اور یہ وہ حق ہے جو لوگوں میں حرکت پیدا کرے۔ کچھ لوگوں نے پوچھا کہ آخر یہ کون بزرگ ہیں تو جواب ملا کہ یہ محمد بن علی باقر العلوم ہیں یہ علم کا جھنڈا ہیں اور شعور و عقل سے بولنے والے ہیں یہ محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔ (المناقب جلد ۳ صفحہ ۳۱۷)

ابو بصیر کی روایت میں یوں بیان کیا گیا ہے کہ یہ رسولوں کے علم کو پھیلانے والے اور حق کی راہوں کے ظاہر کرنے والے ہیں یہ اصحاب سفینہ کے بہترین لوگوں میں سے ہیں یہ حضرت فاطمہ زہرا کے فرزند اور زمین میں خدا کی بقیہ ہستی ہیں یہ زمانہ میں خدا کے رازوں کا خزانہ ہیں یہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم حضرت خدیجہ حضرت امیر المومنین علی اور حضرت فاطمہ زہراؑ کے فرزند ہیں یہ دین قائم کے مینار ہیں۔

(۴۵) وارث بقیہ آلِ موسیٰ و ہارون

مناقب ابن شہر آشوب میں جابر بن یزید جعفی سے منقول ہے کہ جب شیعوں نے بنی امیہ کے مظالم کی شکایت امام زین العابدین علیہ السلام سے کی تو آپ نے امام محمد باقر علیہ السلام کو بلایا اور فرمایا

کہ اس دھاگے کو لو جو جبرئیل امین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لیے لائے تھے اور اسے حرکت دو جابر کہتے ہیں کہ امام محمد باقر علیہ السلام مسجد میں آئے اور دو رکعت نماز پڑھی پھر اپنے رخسار کو خاک پر رکھ کر کچھ کلمات کہے اور سر اٹھایا اور اپنی آستین سے ایک باریک دھاگا نکالا جس سے مشک کی خوشبو آ رہی تھی اس کا ایک کنارہ مجھے دیا تو میں آہستہ آہستہ چل پڑا پھر فرمایا جابر ذرا ٹھہر و اور اسے ہلکی سی ایک حرکت دو اس کے بعد جابر سے فرمایا ذرا باہر جا کر دیکھو کہ لوگوں کا کیا حال ہے میں مسجد سے نکلا تو لوگوں میں ہر طرف چیخ پکار مچی ہوئی تھی اور رونے پیٹنے کی صدا بلند تھی سخت زلزلہ آیا ہوا تھا مکانات گر رہے تھے لوگ دب دب کر مر رہے تھے تیس ہزار آدمی ان کے نیچے دب کر ہلاک ہوئے تھے اس کے بعد حضرت امام منارہ پر تشریف لے گئے اور باآواز بلند فرمایا اے جھوٹے گمراہو۔ جابر کہتے ہیں کہ لوگوں نے یہ سمجھا کہ یہ آسمانی آواز ہے تو منہ کے بل زمین پر گر پڑے ان کے دل بیٹھ گئے اور سب کے سب سجدہ میں گر کر کہنے لگے الامان الامان وہ حق کی آواز کو سُن رہے تھے لیکن کہنے والا نظر نہ آتا تھا پھر حضرت امام نے یہ آیہ مبارکہ تلاوت فرمائی فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَأَتَاهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُونَ ﴿سورہ نحل آیت نمبر ۲۶﴾ جب حضرت امام منارہ سے نیچے اترے اور ہم مسجد سے باہر نکلے تو میں نے اس دھاگے کے بارے میں دریافت کیا تو فرمایا کہ یہ بقیہ ہے میں نے پوچھا حضور بقیہ کیا؟ تو امام نے فرمایا آل موسیٰ و آل ہارون کا بقیہ ہے اور جبرئیل نے ہمیں دیا ہے۔

(المناقب جلد ۲ صفحہ ۳۱۷)

(۴۶) —— نفس المصدر میں مفضل بن عمر سے مروی ہے کہ ایک بار امام محمد باقر علیہ السلام مکہ اور مدینہ کے درمیان سفر میں تھے کہ آپ ایک قافلے سے ملے کہ حاجیوں میں ایک شخص اس بات پر رو رہا تھا کہ اس کا گدھا مر گیا ہے خداوند عالم سے دعا فرما دیجئے کہ اس گدھے کو زندہ کر دے حضرت نے دُعا فرمائی اور خدا نے اس گدھے کو زندہ کر دیا۔

(نفس المصدر جلد ۳ صفحہ ۳۱۸)

(۴۷) —— مناقب ابن شہر آشوب میں مروی ہے جس کے راوی ابوبصیر ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک بار میں نے امام باقر علیہ السلام سے عرض کیا کہ اس سال بڑی کثرت سے حاجی آئے تھے اور بڑا شور و غل تھا تو حضرت امام نے فرمایا اچھا بہت شور و غل رہا لیکن ان میں حاجی بہت کم تھے کیا تم پسند کرو گے کہ میں اس کی حقیقت سے تمہیں آگاہ کروں اور تم خود آنکھوں سے دیکھ لو۔ ابوبصیر کہتے ہیں کہ امام نے اپنا دست مبارک میری آنکھوں پر پھیرا اور کچھ دُعائیہ کلمات زبان پر لائے تو ان کی بصارت لوٹ آئی اور فرمایا اے ابوبصیر اپنی آنکھوں سے حاجیوں کو دیکھ لو وہ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ بہت زیادہ لوگ بندر اور سور بن گئے ہیں اور ان میں مومن اس طرح نظر آ رہے ہیں جیسے اندھیرے میں کوئی ستارہ چمک رہا ہو میں نے عرض کیا کہ مولا آپ نے بالکل سچ فرمایا کہ حاجی کتنے کم ہیں اور شور و غل کتنا زیادہ ہے اس کے بعد امام نے پھر کچھ دعائیہ

کلمات زبان پر جاری کیے اور میں پھر نابینا ہو گیا۔

ابوبصیر نے حضرت سے دریافت کیا کہ یہ کیا معاملہ ہے تو امام نے فرمایا کہ اے ابوبصیر ہم نے تمہارے ساتھ بخل سے کام نہیں لیا اور خدا نے بھی تم پر کوئی ظلم نہیں کیا اس نے تمہیں فضیلت عطا فرمائی لیکن ہم لوگوں کے فتنوں سے ڈرتے ہیں اور اس کا خوف ہے کہ لوگ ہم پر خدا کی عطا کردہ فضیلت کو نہ سمجھیں اور ہمیں خدا کے علاوہ معبود ٹھہرا لیں ہم تو خدا کے بندے ہیں اور اس کی عبادت سے سرکشی نہیں کرتے ہم تو خدا کے مطیع و فرماں بردار ہیں حضرت امام کا مقصود یہ ہے کہ لوگ اپنی نادانی اور کم علمی کی وجہ سے ہماری فضیلتوں کو دیکھ کر ہمیں خدا نہ کہنے لگیں اگر یہ خطرہ نہ ہوتا تو ہم بہت سے حقائق آشکار کر دیتے۔

(۴۸) —— حلیۃ الاولیا میں ابوحمزہ سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ میں امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا اور کچھ چڑیاں چہچہا رہی تھیں تو حضرت امام نے فرمایا ابوحمزہ تم سمجھتے ہو کہ یہ چڑیاں کیا کہہ رہی ہیں میں نے عرض کیا مولا میں نہیں جانتا تو فرمایا کہ یہ خدا کی تسبیح بجا لا رہی ہیں اور اپنی آج کی روزی کا سوال کر رہی ہیں۔

(حلیۃ الاولیاء جلد ۳ صفحہ ۱۸۱)

(۴۹) —— مناقب ابن شہر آشوب میں جابر بن یزید جعفی سے مروی ہے کہ ایک بار میں عبداللہ بن حسن کی مجلس میں پہنچا تو وہ کہنے لگے کہ محمد بن علی بن الحسینؑ کو مجھ پر فضیلت کی وجہ کیا ہے یہ سُن کر میں وہاں سے اٹھا اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا جب حضرت کی مجھ پر نظر پڑی تو مسکرائے اور فرمایا جابر بیٹھو اور اس دروازہ سے پہلے آنے والے عبداللہ بن حسن ہوں گے میں دروازہ کو دیکھتا رہا تاکہ ارشاد امام کی تصدیق ہو کہ فوراً عبداللہ بن حسن مغرورانہ چال میں آ پہنچے حضرت نے فرمایا کہ اے عبداللہ تم ہی وہ شخص ہو جو یہ کہتے ہو کہ محمد بن علی بن الحسینؑ کو مجھ پر کون سی فضیلت حاصل ہے جس طرح محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام ان کے دادا ہیں اسی طرح میرے بھی ہیں اس کے بعد حضرت نے ارشاد فرمایا اے جابر ایک گڑھا تو کھودو اور اس میں لکڑیاں ڈال کر آگ روشن کرو۔ جابر کہتے ہیں میں نے حکم کی تعمیل کی اور جب دیکھا کہ اس میں انگارے ہو گئے تو حضرت امام عبداللہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اگر تمہیں برابری ہی کا دعویٰ ہے تو اس گڑھے میں کود جاؤ اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے ہو تو یہ آگ تمہیں نہیں جلائے گی یہ سُن کر ان کی کٹ حجتی ختم ہو گئی اور حضرت نے مسکراتے ہوئے فرمایا فَبُهِتَ الَّذِي كَفَرَ یعنی کافر ہکا بکا رہ گیا اور جواب نہ دے سکا

(المناقب جلد ۳ صفحہ ۳۱۸)

(۵۰) —— زوال بنی امیہ کی پیش گوئی

نزہۃ القلوب میں ثعلبی نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کیا ہے کہ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ ایک بار ہشام بن عبدالملک نے مجھے طلب کیا جب میں اس کے پاس پہنچا تو اس کے گرد بہت سے

بنی امیہ کو بیٹھا ہوا پایا مجھ سے کہنے لگے کہ اے ترابی ذرا قریب آؤ تو میں نے کہا کہ اس سے انکار نہیں ہم سب مٹی ہی سے پیدا ہوئے ہیں اور اسی کی طرف لوٹیں گے پھر اس نے مجھے اپنے قریب بٹھایا اور بولا کہ کیا تم ہی وہ ابو جعفر ہو جو بنی امیہ کو قتل کرے گا میں نے جواب دیا کہ نہیں پھر کہنے لگا تو پھر وہ ایسا کون آدمی ہے تو میں نے کہا کہ وہ ہمارا چچا زاد بھائی ابو العباس بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس ہوگا یہ سُن کر اُس نے میری طرف نگاہ ڈالی اور کہنے لگا کہ میں نے تمہارے جھوٹ کو آزمایا نہیں اچھا یہ بتاؤ کہ ایسا کب ہوگا تو فرمایا کہ چند برسوں میں خدا کی قسم یہ وقت دور نہیں ہے۔

(نفس المصدر جلد ۳ صفحہ ۳۲)

جابر جعفی سے کچھ اس طرح منقول ہے کہ حضرت امام نے فرمایا کہ بنی امیہ کی حکومت اس وقت تک ختم نہ ہوگی جب تک ہماری اس مسجد کی دیوار نہ گرے گی اور اس سے حضرت امام کی مراد مسجد جعفی تھی چنانچہ حضرت نے جیسی خبر دی تھی ویسا ہی ہوا۔

(۵۱) ——— معتب سے منقول ہے کہ ایک بار امام جعفر صادق علیہ السلام کے ساتھ ان کی مزروعہ زمین پر آیا جب حضرت امام اس زمین پر پہنچے تو آپ نے دو رکعت نماز پڑھی جب فارغ ہوئے تو فرمانے لگے کہ ایک دن میں اپنے پدر بزرگوار کے ساتھ صبح کی نماز پڑھ رہا تھا ابھی آپ تسبیح الٰہی میں معروف تھے کہ اسی کے دوران ایک لانبے قد کے بزرگ آئے جن کے سر اور داڑھی کے بال سفید تھے انہوں نے پدر بزرگوار کو سلام کیا کہ ایک جوان ان کے پیچھے سے آیا اور اس نے بھی پدر بزرگوار کو سلام کیا اور ان بزرگ کا ہاتھ پکڑ کے کہا کہ ٹھہرو تمہیں اس کا حکم نہیں ہے جب وہ دونوں چلے گئے تو میں نے پدر بزرگوار سے دریافت کیا کہ یہ بزرگ کون تھے اور دوسرے جوان کون تھے تو ارشاد فرمایا کہ خدا کی قسم وہ بزرگ ملک الموت تھے اور وہ جوان جبرئیل تھے۔ (المصدر السابق جلد ۳ صفحہ ۱۲)

(۵۲) ——— مناقب ابن شہر آشوب میں جابر بن یزید جعفی سے منقول ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم ہر شخص کو دیکھ کر اس کے ایمان اور نفاق کی صورت کو پہچان لیتے ہیں چنانچہ ایک بار امام جعفر صادق علیہ السلام کے سامنے عمر بن بجنہ الکندی کا ذکر آگیا لوگوں نے اس کے نفس کی پاکیزگی کی تعریف کی تو جناب امام نے فرمایا کہ میرا خیال یہ ہے کہ تمہیں لوگوں کے بارے میں کچھ علم نہیں میں نے پہلی نظر میں تاڑ لیا تھا کہ یہ خبیث ترین آدمی ہے۔ جابر کہتے ہیں کہ بعد میں ایسا ہی ثابت ہوا کہ اُس نے کوئی حرام کام نہیں چھوڑا اور بدکار نکلا

(المناقب جلد ۳ صفحہ ۳۲۱)

(۵۳) ——— بیان کیا گیا ہے کہ جب جناب زید بن علی بن الحسین علیہ السلام نے لوگوں سے اپنی بیعت چاہی تو امام محمد باقر علیہ السلام نے ان سے فرمایا ہم اہل بیت میں ظہور امام زمانہ حضرت مہدی سے قبل خروج کرنا ایسا ہے جیسے کسی پرندہ کا بچہ اس سے پہلے کہ اس کے بال و پر نکلیں اپنے گھونسلے سے باہر آجائے اور نیچے گر پڑے اور بچے اُسے پکڑ لیں اور اس سے کھیلنے لگیں لہٰذا اے زید خدا سے ڈرو کہ کل تمہیں کناسہ میں سولی پر لٹکا دیا جائے۔ چنانچہ حضرت امام نے جو کچھ فرمایا وہی ظہور میں آیا۔

(۵۴) ابو بکر حضرمی کہتے ہیں کہ جب امام محمد باقر علیہ السلام کو ہشام بن عبدالملک کے پاس شام میں لایا گیا اور آپ اس کے دروازے پر پہنچے تو ہشام نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ جب میں حضرت امام سے گفتگو کرتے ہوئے رک جاؤں تو تم لوگ ان کی ملامت و مذمت شروع کر دینا چنانچہ حضرت کو اندر آنے کی اجازت ملی جب آپ اندر تشریف لائے تو آپ نے اپنے ہاتھ کے اشارے سے سلام علیکم کہا گویا تمام حاضرین کو سلام کیا پھر آپ بیٹھ گئے ہشام کو اس پر غصہ آیا کہ آپ نے اسے خلیفہ کہہ کر خصوصی سلام کیوں نہیں کیا اور اس کی اجازت کے بغیر بیٹھ گئے تو کہنے لگا کہ اے محمد تم میں ہمیشہ ایک ایسا شخص رہا ہے جس نے مسلمانوں میں تفرقہ اندازی کی اور انہیں اپنی ہی طرف دعوت دی اور اس نے یہی سمجھا کہ وہ باوجود نادانی اور کم علمی کے امام ہے چنانچہ اس نے سخت لہجہ میں آپ کی ملامت شروع کر دی جب خاموش ہو گیا تو لوگوں میں سے یکے بعد دیگرے ہر شخص آتا رہا اور امام کی مذمت کرتا رہا جب سب اپنی اپنی بک چکے اور خاموش ہوئے تو حضرت امام کھڑے ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ اے لوگو تم کس خیال میں ہو اور کدھر بہکے جا رہے ہو تم سے پہلے لوگوں کو ہمارے ذریعہ سے ہدایت ملی اور اس کا خاتمہ بھی ہمارے ہی ساتھ ہوگا کوئی بات نہیں اگر تمہیں جلدی حکومت مل گئی ہے تو کیا ہوا ہماری حکومت دیر سے ہی سہی لیکن ہماری حکومت کے بعد پھر کسی کی حکومت نہ ہوگی اگر تمہارے لیے ملک معجل (دنیا) ہے تو ہمارے لیے ملک موجل (آخرت) ہے اس لیے کہ آخر والے ہم ہی ہیں جس کے بعد کوئی حکومت نہیں جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے۔ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ (سورہ قصص آیت ۸۳) (انجام کار تو متقیوں کے لیے ہے) یہ سُن کر ہشام نے حضرت کو قید کرنے کا حکم دے دیا۔

جب امام قید خانہ میں آئے اور قیدیوں سے کچھ بات چیت ہوئی تو کوئی قیدی ایسا نہ تھا جو آپ کا گرویدہ نہ ہو گیا ہو۔ قید خانہ کے نگران نے اس کی خبر ہشام کو پہنچا دی تو اس نے آپ کے اور آپ کے ساتھیوں کے بارے میں حکم دے دیا کہ انہیں مدینہ روانہ کر دیا جائے اور یہ بھی حکم ہوا کہ انہیں بازاروں کے اندر سے نہ لیجایا جائے اور ان کو کھانے پینے سے ترسایا جائے چنانچہ تین دن تک سفر میں انہیں کھانے پینے کے لیے کچھ نہ ملا بمشکل مدینہ پہنچے وہاں شہر کا دروازہ بند پایا اور امام کے ساتھیوں نے بھوک پیاس کی شکایت کی۔ ابو بکر حضرمی کہتے ہیں کہ حضرت پہاڑ پر تشریف لے گئے اور لوگوں پر نظر ڈالی کر بلند آواز میں فرمایا اے ظالم مدینہ والو سنو میں خدا کا بقیہ ہوں خداوند عالم نے ارشاد فرمایا ہے بَقِيَّتُ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ وَمَا أَنَا عَلَيْكُم بِحَفِيظٍ اگر تم مومن ہو تو تمہارے لیے خدا کا بقیہ بہتر ہے اور میں تمہارا ٹھیکیدار نہیں ہوں۔

ابو بکر حضرمی کہتے ہیں کہ ان میں ایک بوڑھا آدمی تھا جو ان کے پاس آکر کہنے لگا کہ لوگو خدا کی قسم یہ شعیب علیہ السلام کا سا بلانا ہے اگر تم نے اس ہستی کے لیے کھانے پینے کا سامان نہیں کیا تو تمہارے اوپر نیچے سے عذاب آئے گا تم میری بات کو سچ جانو میرا کہنا مانو میں تمہیں نصیحت کر رہا ہوں چنانچہ انہوں نے فوراً

حضرت امام اور آپ کے ساتھیوں کے لیے بازار کھول دیئے۔ (نفس المصدر جلد ۳ صفحہ ۳۲۴)

کافی میں بھی اسی طرح یہ روایت مذکور ہے (جلد ا صفحہ ۴۷۱)

(۵۵) مناقب ابن شہر آشوب میں علبی سے منقول ہے کہ کچھ لوگ امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور علامت امامت دریافت کی آپ نے انہیں حضرت ائمہ کے نام بتائے اور جو وہ سوال کرنا چاہتے تھے اسے بھی بتا دیا کہ تم قرآن مجید کی اس آیت کے بارے میں دریافت کرنا چاہتے ہو کَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ تُؤْتِي أُكُلَهَا كُلَّ حِينٍ بِإِذْنِ رَبِّهَا (سورہ ابراہیم آیت ۲۴-۲۵) گویا ایک پاکیزہ درخت کہ اس کی جڑ مضبوط ہے اور اس کی ٹہنیاں آسمان میں لگی ہوں اور اپنے پروردگار کے حکم سے ہر وقت پھلا پھولا رہتا ہے) تو وہ لوگ کہنے لگے کہ آپ نے درست فرمایا ہم اس کے بارے میں سوال کرنا چاہتے تھے پھر حضرت امام نے فرمایا کہ ہم ہی وہ درخت ہیں جس کے بارے میں خدا کا ارشاد ہے کہ اس کی جڑ مضبوط ہے۔

(۵۶) ——— علی بن ابی حمزہ اور ابو بصیر بیان کرتے ہیں کہ ایک دن ہم آپس کے وعدہ کی صورت میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے (یعنی ابو بصیر اور ابو لیلیٰ علی بن حمزہ) تو امام نے اپنی کنیز سکینہ سے فرمایا کہ ذرا چراغ تو لاؤ وہ چراغ لے آئی پھر فرمایا جاؤ اور بقچہ یا ٹوکری جو فلاں جگہ رکھی ہے اٹھا لاؤ وہ کنیز اس بقچہ یا ٹوکری کو جو ہندی یا سندھی تھی لے آئی امام نے اس کی مہر توڑی اور اس میں سے زرد رنگ کا لکھا ہوا کاغذ نکالا۔ علی بن ابی حمزہ کہتے ہیں کہ امام نے اس کاغذ کو اوپر کی طرف سے تہ کیا اور نیچے کے حصہ کو پھیلا دیا یہاں تک کہ آپ اس کے تہائی یا چوتھائی حصہ تک پہنچے تو میری طرف نظر کی میں خوف سے کانپنے لگا جب حضرت نے میری یہ حالت دیکھی تو میرے سینہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے فرمایا کہ کیا تم ڈر گئے میں نے عرض کیا کہ میں آپ پر قربان ایسا ہی ہے تو حضرت فرمانے لگے کہ ڈرنے کی کوئی بات نہیں میرے قریب آؤ میں قریب ہوا تو حضرت نے فرمایا کہ تم نے اس میں کیا دیکھا میں نے عرض کیا کہ حضور اپنا اپنے باپ اور اولاد کے نام دیکھے ہیں جنہیں میں پہچانتا بھی نہیں تو حضرت نے فرمایا کہ اے علی اگر میرے نزدیک تمہارا یہ مرتبہ نہ ہوتا جو کسی دوسرے کے لیے نہیں تو میں تمہیں یہ بات نہ بتاتا علی بن ابی حمزہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں بیس سال تک زندہ رہا اور میری اتنی ہی اولاد ہوئی جتنی میں نے اس کاغذ پر لکھی ہوئی دیکھی تھی۔ (المناقب جلد ۳ صفحہ ۳۲۵)

(۵۷) ═══ سیر عالمین

جابر بن یزید کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے خداوند عالم کے اس ارشاد کے بارے میں دریافت کیا وَكَذَٰلِكَ نُرِي إِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمَاوَاتِ (سورۃ انعام آیت ۷۶) ہم ابراہیم کو تمام آسمانوں کی سلطنت کا انتظام دکھاتے رہے تو حضرت امام نے اپنا ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ اپنا سر اوپر اٹھاؤ

میں نے سر کو اٹھایا تو دیکھا کہ چھت کے حصے الگ الگ ہو گئے اور میری نظر ایک شگاف پر پڑی تو ایسا نور نظر آیا کہ میری آنکھیں حیران رہ گئیں پھر حضرت نے فرمایا کہ اس طرح حضرت ابراہیم نے آسمانوں کی سلطنت کا انتظام دیکھا تھا اس کے بعد جناب امام نے فرمایا کہ زمین کی طرف نظر کرو اور پھر اپنے سر کو اوپر کی طرف اٹھاؤ جب میں نے اپنے سر کو بلند کیا تو چھت کو اس کی پہلی حالت میں پایا پھر حضرت نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے گھر سے باہر لے گئے اور میرے اوپر ایک کپڑا ڈال دیا اور فرمایا ذرا اپنی آنکھیں بند کرو اور یہ بتایا کہ تم اس تاریک سمندر میں کھڑے ہو جسے ذوالقرنین نے دیکھا تھا جب میں نے آنکھیں کھولیں تو مجھے کچھ دکھائی نہ دیا پھر حضرت نے قدم بڑھایا اور فرمایا کہ تم حضرت خضر کے آب حیات پر کھڑے ہو پھر ہم اس عالم سے نکلے یہاں تک کہ ہم پانچ عالموں سے گزرے تو امام نے ارشاد فرمایا کہ یہ زمین کی حکومت ہے پھر آنکھیں بند کرنے کے لیے فرمایا اور میرا ہاتھ پکڑا تو یہ دیکھا کہ ہم اسی گھر میں کھڑے ہیں جہاں پہلے تھے حضرت نے میرے اوپر سے وہ کپڑا اتار لیا جو اڑھا دیا تھا میں نے عرض کیا کہ میں آپ کے قربان جاؤں دن کا کتنا حصہ گزر گیا؟ تو فرمایا صرف تین ساعتیں گذری ہیں۔

(المناقب جلد ۳ صفحہ ۳۲۶)

(۵۸) ——— کشف الغمہ میں یزید بن حازم سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں امام محمد باقر علیہ السلام کے ہمراہ ہشام بن عبد الملک کے محل کی طرف سے گزرا جو تعمیر ہو رہا تھا حضرت امام نے فرمایا کہ بخدا یہ گھر گرایا جائے گا اور اس کے ڈھیر کی مٹی بھی اٹھائی جائے گی اور یہ بھی سن لو کہ مقام احجار زیت نظر آ جائے گا جو نفس زکیہ کے قتل کی جگہ ہے۔ یزید بن حازم کہتے ہیں کہ یہ سن کر میں تعجب میں رہ گیا اور کہنے لگا کہ بھلا ہشام کا محل کون ڈھائے گا لیکن میں نے دیکھ لیا کہ ولید نے اس محل کے ڈھانے کا حکم دیا اور اس کے ڈھیر کی مٹی دوسری جگہ منتقل کی گئی یہاں تک کہ پتھر صاف نظر آنے لگے تھے۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۱۲۴)

(۵۹) ═══ دلیل امامت

کشف الغمہ میں ابو بصیر سے مروی ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ان وصیتوں میں سے میرے پدر بزرگوار امام زین العابدین علیہ السلام نے مجھے کی تھیں ایک وصیت یہ بھی تھی کہ میری وفات کے بعد سوائے تمہارے مجھے کوئی غسل نہ دے اس لیے کہ امام کو امام ہی غسل دیا کرتا ہے بیٹا یہ سمجھ لو کہ تمہارا بھائی عبداللہ میرے بعد لوگوں کو اپنی امامت کی طرف دعوت دے گا لہٰذا تم ان سے کوئی تعرض نہ کرنا اور دور رہنا اس لیے کہ ان کی عمر بہت تھوڑی ہو گی حضرت فرماتے ہیں کہ جب میرے پدر بزرگوار کی رحلت ہوئی تو میں نے ان کی وصیت کے مطابق انہیں غسل دیا اور عبداللہ نے بھی امامت و نیابت کا دعویٰ کیا اور جیسا جو پدر بزرگوار نے ارشاد فرمایا تھا عبداللہ تھوڑے عرصے تک زندہ رہے اور مر گئے۔ یہی تو امامت کی دلیل ہے کہ کسی امر کی پہلے سے اطلاع دے دی جائے اور اسی سے امام کی پہچان ہو جاتی ہے۔

(۶۰) ـــــ فیض بن مطر ناقل ہیں کہ امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور چاہتا تھا کہ محمل میں نمازِ شب پڑھنے کے بارے میں حضرت سے دریافت کروں تو سوال کرنے سے پہلے ہی امام نے فرمایا کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی سواریوں پر جدھر اس کا رخ ہوتا تھا نمازِ شب ادا فرماتے تھے۔

(نفس المصدر جلد ۲ صفحہ ۳۴۷)

یہی خرائج میں سعد الاسکاف سے مروی ہے۔

(۶۱) ـــــ جنّات کی حاضری

کشف الغمہ میں سعد الاسکاف سے منقول ہے کہ ایک بار میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت چاہی تو مجھے بتایا گیا کہ ذرا ٹھہریں اس لیے کہ حضرت کے پاس تمہارے بھائیوں میں سے کچھ لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ تھوڑی دیر میں میرے سامنے بارہ افراد اندر سے نکل کر باہر آئے جو ہندی نسل کے معلوم ہوتے تھے اور جو تنگ شلواریاں گاڑھے کپڑے اور ہلکے جوتے پہنے ہوئے تھے انہوں نے سلام کیا اور گزر گئے اس کے بعد میں خدمتِ امام میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حضور یہ کون لوگ تھے جو آپ کے پاس سے اٹھ کر گئے ہیں میں نے ان میں سے کسی کو نہیں پہچانا تو حضرت نے ارشاد فرمایا کہ یہ جنوں میں سے تمہارے ہی بھائی تھے۔ سعد الاسکاف کہتے ہیں کہ میں نے خدمتِ امام میں عرض کیا کہ کیا یہ لوگ آپ کے پاس حاضر ہوا کرتے ہیں تو حضرت نے جواب میں فرمایا ہاں یہ مسائل حلال و حرام دریافت کرنے کے لیے اسی طرح آتے جاتے ہیں جیسے تم لوگ آتے جاتے ہو۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۳۴۸)

کافی میں اسی روایت کو تھوڑے سے فرق کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ جلد ا صفحہ ۳۹۵)

(۶۲) ـــــ کشف الغمہ میں مالک جہنی سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ میں امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا تو آپ کو بغور دیکھنے لگا اور آپ کے بارے میں غور کر رہا تھا کہ میں نے حضرت سے عرض کیا کہ خداوند عالم نے آپ کو کیسی عظمت و بزرگی عطا فرمائی ہے اور آپ کو اپنی تمام مخلوق پر اپنی حجت قرار دیا ہے یہ کلمات سن کر امام میری طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے اے مالک معاملہ تو اس سے بھی بہت زیادہ بڑا ہے جو تم سمجھ رہے ہو۔

(۶۳) ـــــ ابو الہذیل سے منقول ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اے ابو الہذیل شبِ قدر ہم سے پوشیدہ نہیں ہے اس شب میں ہم پر فرشتے نازل ہوا کرتے ہیں۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۳۵۰)

(۶۴) ـــــ مولف علیہ الرحمۃ نے اس واقعہ کو وزیر سعید موید الدین ابو طالب محمد بن احمد بن محمد بن العلقمی کی کتاب سے نقل کیا ہے جسے ابو الفتح یحیٰی بن محمد بن حیا الکاتب نے ایک شخص کے بیان کے حوالے سے پیش کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک بار میں مکہ اور مدینہ کے درمیان حالتِ سفر میں تھا کہ مخلوق میں سے ایک

ایسی شکل مجھے نظر آئی جو کبھی دکھائی دی اور کبھی غائب ہو گئی یہاں تک کہ وہ شکل و صورت میرے قریب آ گئی میں نے جو غور کیا تو وہ سات یا آٹھ سال کے لڑکے معلوم ہوئے انہوں نے مجھے سلام کیا میں نے انہیں سلام کا جواب دیا پھر میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کہاں سے آ رہے ہیں؟ فرمایا کہ خدا کی طرف سے۔ میں نے پوچھا کہ کہاں جانے کا ارادہ ہے؟ فرمایا خدا کی طرف۔ میں نے پھر کہا کہ کس لیے؟ فرمایا خدا کے لیے میں نے دریافت کیا کہ آپ کا زادِ راہ کیا ہے؟ فرمایا کہ تقویٰ میں نے کہا کہ آپ کن لوگوں میں سے ہیں؟ فرمایا کہ میں ایک مردِ عرب ہوں میں نے کہا کہ ذرا وضاحت فرمائیے؟ فرمایا کہ میں قریش میں سے ہوں میں نے پھر وضاحت چاہی تو فرمایا کہ ہاشمی ہوں میں نے پھر عرض کیا کہ مزید وضاحت فرمائیں تو ارشاد فرمایا کہ میں علوی ہوں پھر کچھ اشعار پڑھے (ترجمہ اشعار) ہم حوضِ کوثر پر نگراں کی حیثیت سے ہوں گے اس پر پانی کے لیے آنے والوں کو ہم دھتکاریں گے بھی اور مدد بھی کریں گے جو بھی کامیاب ہوگا وہ ہمارے ہی ذریعہ سے اور جس کے پاس ہماری محبت کا زادِ راہ ہے وہ ناامید نہ ہوگا جس نے ہمیں خوش کیا وہ ہم سے خوشی پائے گا اور جو ہم سے برائی کرے گا اس کا وقت اور یومِ ولادت ہی خراب ہے اور جس نے ہمارے حق کو چھینا تو قیامت کا دن اس کی وعدہ گاہ ہوگا۔

ان اشعار کے بعد حضرت نے فرمایا کہ میں محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب ہوں پھر جو میں نے نظر کی تو حضرت کہیں نظر نہ آئے معلوم نہیں کہ آسمان پر چلے گئے یا زمین کے اندر اتر گئے۔

(نفس المصدر جلد ۲ صفحہ ۳۵۱)

(۶۵) ـــــ اہل بیت ہی مرجع خلائق ہیں

رجال کشی میں محمد سے منقول ہے کہ میں ایک بار امام محمد باقر علیہ السلام کے دروازے پر پہنچا اور اندر آنے کی اجازت چاہی مجھے تو اس وقت اجازت نہ ملی مگر دوسروں کو اندر آنے کی اجازت مل گئی۔ میں گھر لوٹ آیا لیکن مجھے اس بات کا رنج رہا پھر میں اپنی خواب گاہ میں چلا گیا لیکن نیند نہیں آئی اور سوچتا رہا کہ مرجیہ گروہ ایسا کہتا ہے اور قدریہ گروہ کچھ اور۔ حروریہ ایسا اور ایسا کہتے اور زیدیہ کچھ اور کہتے ہیں معلوم نہیں ان میں کون سچا ہے اور کون غلط راستہ پر ہے کہ اچانک دروازے پر دستک ہوئی میں نے پوچھا کون ہے تو جواب ملا کہ میں امام محمد باقر علیہ السلام کا قاصد ہوں امام نے فرمایا ہے کہ جلد پہنچو چنانچہ میں نے کپڑے بدلے اور قاصد کے ساتھ چل پڑا اور امام کی خدمت میں آیا جب حضرت نے مجھے آتے دیکھا تو فرمایا اے محمد تم مرجیہ نہ قدریہ نہ حروریہ اور زیدیہ گروہ کے خیالات کی طرف دیکھو تم ہماری طرف آؤ میں نے تمہیں اندر آنے سے اسی لیے روک دیا تھا۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت کی اس بات کو تسلیم کیا اور اس کی تائید کی۔ (رجال الکشی صفحہ ۲۲۳)

کشف الغمہ میں مذکورہ بالا واقعہ حمزہ بن محمد طیار کی طرف منسوب کیا گیا ہے کہ وہ حضرت

امام کی خدمت میں آئے تھے اور انہوں نے حضرت سے یہی سب کچھ کہا تھا اور حضرت امام ابن محمد سے مخاطب تھے اور ان سے یہ تمام گفتگو فرمائی۔ (جلد ۲ صفحہ ۲۲۹)

(۶۶) ═══ عالم الغیب

رجال کشی میں اسماعیل بن ابی حمزہ نے اپنے والد سے روایت کیا ہے کہ ایک دفعہ امام محمد باقر علیہ السلام مدینہ کے باغوں میں سے ایک باغ کی طرف سوار ہو کر چلے تو میں بھی آپ کے ساتھ تھا اور سلیمان بن خالد بھی۔ جنہوں نے خدمت میں عرض کیا کہ میں آپ پر قربان یہ تو فرمائیے کہ کیا امام آج کے دن ہونے والے حالات کو جانتا ہے تو امام نے جواب دیا اے سلیمان قسم اس ذات کی جس حضرت محمد مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو نبوت کے ساتھ بھیجا اور رسالت کے لیے منتخب فرمایا کہ امام تو دن مہینے اور سال کے حالات سے باخبر ہوتا ہے اور تمہیں خبر نہیں کہ ہر شب قدر میں روح فرشتہ امام کے پاس حاضر ہوتا ہے اور انہیں اس سال اور آئندہ سال کے حالات سے آگاہ کر دیتا ہے امام دن اور رات کے اور موجودہ وقت میں واقع ہونے والے احوال سے باخبر رہتا ہے کیا تم وہ بات دیکھو گے جس سے تمہارا دل مطمئن ہو جائے۔ سلیمان کہتے ہیں خدا کی قسم ہم ابھی ایک میل کے قریب ہی چلے ہوں گے کہ حضرت امام نے ارشاد فرمایا کہ ابھی ابھی تمہارے پاس دو آدمی آئیں گے جو چور ہیں اور انہوں نے چوری کا مال چھپا دیا ہے چنانچہ وہ دو آدمی آگئے اور جناب امام نے اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ ان دونوں چوروں کو پکڑ لو چنانچہ وہ پکڑ کر امام کے سامنے پیش کیے گئے۔ حضرت نے فرمایا کہ کیا تم نے چوری کی ہے انہوں نے قسم کھا کر کہا کہ وہ چور نہیں ہیں حضرت نے فرمایا کہ اگر تم نے چوری کے مال کو برآمد نہ کیا تو میں کسی کو اس جگہ بھیج دوں گا جہاں تم نے چوری کا مال چھپا رکھا ہے اور تمہیں صاحب مال کے پاس بھجوا دوں گا وہ تمہیں حاکم مدینہ کے پاس لے جائے گا بولو کیا رائے ہے ان دونوں نے چوری کے مال کی واپسی سے انکار کر دیا تو امام نے اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ انہیں اپنی تحویل میں رکھیں اور مجھ سے فرمایا کہ تم اس پہاڑ کی طرف جاؤ اور آپ نے پہاڑ کے راستہ کی اپنے ہاتھ کے اشارے سے نشان دہی فرمائی اور ان سے کہا کہ تم ان غلاموں کو ساتھ لے کر پہاڑ پر چڑھو وہاں چوٹی پر ایک غار ہوگا تم خود اس کے اندر چلے جانا اور جو کچھ اس کے اندر مال ہو نکال لینا اور میرے اس غلام کے حوالے کر دینا اس میں ایک اور شخص کا بھی چوری کا مال ہے جو عنقریب تمہارے پاس آئے گا میں چل پڑا اور جو کچھ میں نے حضرت سے سنا تھا وہ میرے دل میں ایک بہت عظیم بات تھی یہاں تک کہ میں اس پہاڑ پر پہنچ کر اس غار کی طرف آگیا جس کے بارے میں امام نے فرمایا تھا چنانچہ میں نے غار میں سے دو بھاری تھیلے برآمد کیے اور انہیں لے کر خدمت امام میں آیا تو حضرت نے فرمایا کہ اگر تم کل ٹھہرو تو دیکھو گے کہ مدینہ میں کتنے لوگ ظلم کا شکار ہوتے ہیں۔

ہم مدینہ آگئے جب دن نکلا تو حضرت امام نے میرا ہاتھ پکڑا اور ہم حاکم مدینہ کے پاس

پہنچے تو مسروقہ مال کا مالک بھی وہاں آگیا اور کہنے لگا اور ان لوگوں نے میرا مال چرایا ہے جب حاکم مدینہ انہیں غور سے دیکھ رہا تھا تو حضرت امام نے فرمایا کہ یہ لوگ بے گناہ ہیں اور چور نہیں ہیں چور تو میرے پاس ہیں پھر اُس شخص سے پوچھا کہ تیرا کیا مال چوری ہوا تو کہنے لگا کہ ایک تھیلا ہے جس میں فلاں فلاں چیز ہے جو حقیقت کے خلاف تھا تو امام نے ارشاد فرمایا کہ کیوں جھوٹ بولتے ہو جس پر وہ کہنے لگا کہ کیا آپ کو علم ہے کہ میرا کیا کیا مال چوری ہوا تو حاکم کا یہ ارادہ ہوا کہ اس کے ساتھ سختی سے پیش آئے لیکن حضرت نے اُسے روکا اور غلام سے فرمایا کہ وہ تھیلا میرے پاس لاؤ چنانچہ وہ تھیلا لایا گیا پھر حضرت نے حاکم مدینہ سے فرمایا کہ اگر یہ اس سے زیادہ کا دعوی کرے تو یہ ان تمام چیزوں کے بارے میں جھوٹا ہے جن کا یہ دعوی دار ہے اور میرے پاس ایک دوسرا تھیلا ہے جو ایک دوسرے آدمی کا ہے اور وہ تمہارے پاس چند روز میں آئے گا اور وہ ایک بربری شخص ہوگا جب وہ تمہارے پاس آئے تو اُسے میرے پاس بھیج دینا اس کا تھیلا امانت کے طور پر میرے پاس رکھا ہوا ہے رہے یہ دونوں چور تو میں انہیں یہاں سے نہ جانے دوں گا یہاں تک کہ تم ان کے ہاتھ قطع کر دو چنانچہ وہ دونوں چور لائے گئے اور وہ اس خیال میں تھے کہ حاکم ان کے ہاتھ قطع نہ کرے گا تو ان میں سے ایک چور بولا کہ آپ ہمارا ہاتھ کیوں کاٹتے ہیں جب کہ ہم اقراری مجرم ہی نہیں جس پر حاکم بولا کہ تم پر افسوس ہے کہ تمہارے خلاف اس ہستی نے گواہی دی ہے کہ اگر وہ تمام اہل مدینہ کے خلاف گواہی دے دیں تب بھی میں ان کی گواہی کو درست قرار دوں گا۔

جب حاکم نے ان دونوں کے ہاتھ کاٹ دیئے تو ان میں سے ایک نے کہا کہ اے ابو جعفر خدا کی قسم آپ نے میرا ہاتھ حق کے ساتھ کٹوایا ہے اور مجھے اس کی خوشی نہ ہوتی کہ خداوند عالم میری توبہ کو آپ کے علاوہ کسی دوسرے شخص کے ہاتھ پر جاری کرے میں جانتا ہوں کہ آپ عالم الغیب تو نہیں ہیں لیکن اہل بیت نبوت ہیں اور آپ پر فرشتوں کا نزول ہوتا ہے اور آپ حضرت معدن رحمت ہیں تو حضرت امام کو اس پر رحم آگیا اور اس سے فرمایا کہ اب تو بھلائی پر ہے پھر آپ حاکم مدینہ اور لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ خدا کی قسم اس کا ہاتھ بیس سال پہلے جنت کی طرف پہنچ گیا۔

سلیمان بن خالد نے ابو حمزہ سے پوچھا کہ کیا تم نے اس سے پہلے کوئی حیرت انگیز معجزہ دیکھا ہے؟ تو ابو حمزہ نے جواب دیا کہ ابھی تو دوسرے تھیلے کے بارے میں عجیب و غریب باتیں باقی ہیں ابھی کچھ ہی دیر گزری تھی کہ وہ بربری حاکم مدینہ کے پاس پہنچ گیا اور اُسے اس تھیلے کا سارا قصہ سنا دیا چنانچہ حاکم نے اس شخص کو حضرت امام کے پاس بھیج دیا جب وہ آیا تو حضرت نے فرمایا کہ اس سے پہلے کہ تو مجھے بتائے میں تجھے بتائے دیتا ہوں کہ تیرے تھیلے میں کیا ہے تو بربری نے کہا کہ اگر آپ نے بتا دیا جو تھیلے کے اندر ہے تو میں یہی سمجھوں گا کہ آپ امام ہیں جن کی اطاعت خدا نے مخلوق پر فرض کی ہے تو حضرت نے فرمایا کہ اس تھیلے میں ایک ہزار دینار تو تمہارے ہیں اور ایک ہزار تمہارے علاوہ ایک دوسرے آدمی کے ہیں اور اس تھیلے میں اس اس طرح کے کپڑے

بھی ہیں تو بربری نے عرض کیا کہ آپ اس دوسرے شخص کا نام بتائیں گے جس کے ایک ہزار دینار ہیں تو فرمایا اُس کا نام محمد بن عبدالرحمٰن ہے اور وہ دروازہ پر تمہارا منتظر ہے کیا تو سمجھتا ہے کہ میں تجھے صحیح اور درست خبر دے رہا ہوں تو بربری نے جواب دیا کہ میں خدائے وحدہٗ لاشریک لہ اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لاتا ہوں اور اس کی گواہی دیتا ہوں کہ آپ اہل بیت رحمت ہیں کہ جن سے خدا نے ہر برائی کو دور کر رکھا ہے اور انہیں مکمل طور پر طاہر و مطہر قرار دے دیا ہے اس کے بعد جناب امام نے فرمایا کہ خدا تم پر رحم کرے چنانچہ وہ بربری شکر گزاری کے لیے حضرت کے قدموں میں گر گئے۔

سلیمان بن خالد بیان کرتے ہیں کہ دس سال کے بعد جب کہ میں حج میں تھا اس ہاتھ کٹے ہوئے شخص کو دیکھا کہ وہ امام محمد باقر علیہ السلام کے صحابیوں میں تھا۔ (رجال الکشی ص۲۲۵)

مناقب ابن شہر آشوب میں بھی ابو حمزہ سے اسی طرح منقول ہے۔ (المناقب جلد ۳ ص۳۱۹)

الخرائج میں بھی ابو حمزہ سے اسی طرح مروی ہے لیکن تھوڑے سے فرق کے ساتھ اور وہ یہ کہ اس میں بیس سال کا ذکر ہے چنانچہ وہ شخص بیس سال زندہ رہا اور روایت کے آخر میں حضرت کے یہ الفاظ درج ہیں کہ محمد بن عبدالرحمٰن ایک مرد نیک و صالح اور بڑا نمازی ہے جو دروازہ پر تمہارا منتظر ہے۔

(الخرائج والجرائح ص۱۹۶)

(۶۷) —— صحفائے ائمہ میں اسماء شیعان کا اندراج

مشارق الانوار میں منقول ہے کہ جناب ابوبصیر نے کہا کہ مجھ سے میرے مولا و آقا امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جب تم کوفہ لوٹ جاؤ گے تو تمہارے ایک لڑکا پیدا ہوگا تم اس کا نام عیسیٰ رکھو گے پھر ایک دوسرا لڑکا پیدا ہوگا اس کا نام محمد رکھو گے اور یہ دونوں ہمارے شیعوں میں سے ہوں گے اور ہمارے صحیفہ میں ان کے نام موجود ہیں بلکہ ان شیعوں کے نام بھی ہیں جو قیامت تک پیدا ہوتے رہیں گے۔ ابوبصیر کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ کیا آپ کے شیعہ آپ کے ساتھ ہوں گے تو حضرت نے فرمایا ہاں جب کہ وہ خدا سے ڈرتے رہیں اور تقویٰ الٰہی اختیار کریں ابوبصیر کہتے ہیں کہ ایک دن امام محمد باقر علیہ السلام مسجد میں داخل ہوئے تو ایک جوان آدمی کو مسجد میں ہنستے ہوئے دیکھا تو اس سے فرمایا کہ تو مسجد میں ہنس رہا ہے اور تین دن کے بعد تو اہل قبور میں سے ہو جائے گا چنانچہ وہ شخص تیسرے دن کے اول اوقات ہی میں مر گیا اور شام کو اسے دفن کیا گیا۔ (مشارق الانوار ص۱۱۰)

(۶۸) —— حضرت امام کا عظیم معجزہ

عیون المعجزات میں سید مرتضیٰ علیہ الرحمہ نے جناب جابر سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جب

حکومت بنی امیہ کی طرف پہنچ گئی تو انہوں نے اپنے دور میں خون ناحق بہا ڈالے امیرالمومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام پر ایک ہزار ماہ تک منبروں پر سب و شتم کا سلسلہ جاری رکھا اور آپ کے شیعوں کی قتل و غارت گری کی اور انہیں نیست و نابود کرنے لگے اور مال دنیا کے لالچ اور رغبت میں بدکار علماء نے ان کی مدد کی اور ان کی کوشش یہی تھی کہ شیعہ امیرالمومنین علی المرتضیٰ علیہ السلام کے لیے (معاذ اللہ) برے الفاظ استعمال کریں جو شیعہ ایسا نہ کرتا تھا قتل کر دیا جاتا تھا جب مظالم کا یہ سلسلہ زیادہ اور طویل ہو گیا تو شیعوں نے امام زین العابدین علیہ السلام سے اس کا شکوہ کیا اور عرض کیا کہ فرزند رسول ان لوگوں نے ہمیں شہر بدر کر دیا ہے اور بے دریغ قتل سے ہمیں مٹانے پر تلے ہوئے ہیں اور انہوں نے شہروں مسجد نبوی اور منبر رسول پر کھلم کھلا امیرالمومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام پر تبرا کا بازار گرم رکھا ہے کسی میں جرأت نہیں کہ ان لوگوں پر تنقید کر سکے اور کوئی تبدیلی لا سکے اگر ہم میں سے کوئی شخص اس عمل سے انکار کرتا ہے تو کہنے لگتے ہیں کہ ترابی ہے اور اس کا معاملہ حاکم کے سامنے پہنچ جاتا ہے اور لیسے لکھا جاتا ہے کہ یہ شخص ابوتراب حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کو اچھے الفاظ میں یاد کرتا ہے یہاں تک کہ اُسے زد و کوب کیا جاتا ہے اور قید میں ڈال دیا جاتا ہے جب امام زین العابدین علیہ السلام نے ان واقعات کو سنا تو آسمان کی طرف نظر کی اور بارگاہ خداوندی میں عرض کیا کہ اے تیری شان کا کیا کہنا تو نے اپنے بندوں کو ایسی مہلت دی کہ وہ یہ سمجھنے لگے کہ تو نے ہی انہیں اس کا موقع دیا ہے اور یہ سب کچھ تیری نگاہوں کے سامنے ہو رہا ہے حالانکہ تیرا فیصلہ اور تیرا قانون مغلوب نہیں ہوتا اور نہ تیرے اٹل فیصلہ کو رد کیا جا سکتا ہے تو نے اِسے کیوں اور کیسے پسند کر لیا اس کا تو ہی ہم سے کہیں زیادہ عالم ہے۔

اس کے بعد آپ نے اپنے فرزند امام محمد باقر علیہ السلام کو بلایا اور فرمایا اے محمد کل صبح مسجد نبوی میں جاؤ اور اپنے ساتھ وہ دھاگا لیتے جانا جسے جبرائیل نے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل کیا تھا تم اسے آہستہ آہستہ حرکت دینا اور دیکھو اسے سخت حرکت نہ دینا ورنہ یہ لوگ سب کے سب ہلاک ہو جائیں گے جناب جابر کہتے ہیں کہ مجھے جناب امام کی اس بات سے تعجب ہوا اور میں نہ سمجھ سکا کہ کیا بولوں جب صبح ہوئی تو میں حضرت امام کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوری رات اسی اشتیاق میں گزاری تھی تاکہ یہ دیکھوں کہ اس دھاگے کے معاملہ سے کیا ظہور میں آتا ہے اسی کیفیت میں در امام پر کھڑا تھا کہ امام محمد باقر علیہ السلام باہر تشریف لائے میں نے سلام عرض کیا آپ نے جواب سلام دیا اور فرمایا کہ جابر صبح سویرے کیسے آئے ہو ایسے وقت تو تم آیا نہیں کرتے میں نے عرض کیا کہ کل میں نے امام کے ارشاد کو سنا تھا کہ اس دھاگے کو لو جسے لیکر جبرائیل جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئے اور یہ بھی سنا تھا کہ اسے ہلکے ہلکے ہلانا اور سخت حرکت نہ دینا ورنہ سب لوگ ہلاک ہو جائیں گے تو امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر وقت معین نہ ہوتا اور اس کا یقینی حائل نہ ہوتا اور تقدیر الٰہی طے شدہ نہ ہوتی تو پلک جھپکتے ہی بلکہ پل

پھر میں اس دھاگے کے ذریعہ سے میں اس مخلوق کو تہ و بالا کر دیتا لیکن ہم خدا کے بزرگ بندے ہیں ہم اس کے قول پر سبقت نہیں کرتے اور اسی کے حکم پر عمل کرتے ہیں۔ جابر کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ میرے مولا و آقا آپ ان لوگوں کے ساتھ کیوں ایسا کرنا چاہتے ہیں تو فرمایا کہ کیا کل تم اس وقت موجود نہ تھے جب شیعوں نے پدر بزرگوار سے اس اذیت کی شکایت کی جو اس گروہ کی طرف سے انہیں پہنچ رہی ہے میں نے عرض کیا کہ بے شک آپ نے درست فرمایا پھر حضرت امام نے ارشاد فرمایا کہ مجھے میرے پدر بزرگوار نے حکم دیا ہے کہ میں ان لوگوں کو خوف دلاؤں شاید وہ اس عمل سے باز آجائیں اور میں چاہتا ہوں کہ ان ظالموں سے ایک گروہ ہلاک ہو جائے اور خداوند عالم شہروں کو ان سے پاک صاف کر دے۔

جابر کہتے ہیں کہ میں نے خدمت امام میں عرض کیا کہ مولا آپ انہیں کیسے خوف دلائیں گے یہ لوگ تو تعداد میں بے شمار ہیں جس پر حضرت نے فرمایا کہ میرے ساتھ مسجد نبوی میں چلو تو میں تمہیں خدائے تعالیٰ کی وہ قدرت دکھاؤں جس سے اس نے ہمیں مخصوص فرمایا ہے اور دوسروں کو چھوڑ کر اس نے ہم پر احسان کیا ہے۔

جابر کہتے ہیں کہ میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام کے ساتھ مسجد میں آیا حضرت نے دو رکعت نماز پڑھی اور اپنے رخسار کو خاک پر رکھ کر زبان مبارک سے کچھ کلمات کہے پھر سر کو اٹھایا اور اپنی آستین سے ایک پتلی ڈوری نکالی جس سے مشک کی خوشبو آرہی تھی اور دیکھنے میں وہ ڈوری سوئی کے ناکے سے باریک تھی اس کے بعد مجھ سے فرمایا کہ جابر اس کا ایک کنارہ تم پکڑ لو اور آہستہ آہستہ چلنا اور اسے حرکت نہ دینا جابر کہتے ہیں کہ میں نے اس دھاگے کا ایک سرا تھام لیا اور آہستہ آہستہ چلا تو امام نے حکم دیا کہ جابر ذرا ٹھہر و میں ٹھہر گیا پھر آپ نے دھاگے کو ایک ایسی ہلکی سی حرکت دی کہ میں نہ سمجھ سکا کہ آپ نے اسے ہلایا ہے پھر حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اس دھاگے کا سرا مجھے دو چنانچہ میں نے وہ سرا حضرت امام کے دست مبارک میں دے دیا اور عرض کیا کہ مولا آپ نے اس دھاگے سے کیا کیا تو امام نے فرمایا ذرا باہر تو جاؤ اور دیکھو کہ لوگوں کا کیا حال ہے۔

جابر بیان کرتے ہیں کہ میں مسجد سے باہر آیا تو دیکھا کہ ہر طرف لوگوں کی چیخ پکار مچی ہوئی ہے اور مدینہ میں سخت زلزلہ ہے اور تباہی و بربادی کا سماں ہے اور تیس ہزار سے زیادہ مرد و عورت ہلاک ہو چکے ہیں اور بچے اس کے علاوہ ہیں لوگوں میں فریاد و آہ و زاری بلند ہے اور سب کے سب اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن کہہ رہے ہیں کہ فلاں گھر اور گھر والے تباہ ہو گئے لوگ پریشان حال مسجد نبوی کی طرف جا رہے ہیں اور یہی صدائیں ہیں کہ سخت تباہی و بربادی آگئی بعض لوگ کہہ رہے ہیں کہ یہ سخت زلزلہ ہے بعض لوگوں کی زبان پر ہے کہ ہم کس طرح برباد نہ ہوں جب کہ ہم نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو چھوڑ دیا اور ہمارے اندر برائیاں آگئیں اور ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد

اطہار پر ظلم کرنے لگے خدا کی قسم ہم اس سے زیادہ شدید زلزلے کے سزاوار ہیں یا پھر ہم اپنے فاسد نفسوں کی اصلاح کرلیں۔

جابر کہتے ہیں کہ میں لوگوں کو حیرت سے دیکھ رہا تھا جو گریہ و زاری کر رہے تھے ان کے گریہ نے مجھے بھی رلا دیا میں امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں آیا تو دیکھا کہ آپ کے چاروں طرف لوگوں کا مجمع لگا ہوا ہے اور وہ کہہ رہے ہیں کہ فرزند رسول آپ نے ملاحظہ نہیں فرمایا کہ ہم پر کیا گزری ہمارے لیے بارگاہ الٰہی میں دعا فرمائیے تو امام نے فرمایا کہ نماز دعا اور صدقہ کے ذریعے پناہ حاصل کرو پھر حضرت نے میرا ہاتھ پکڑا اور میرے ساتھ روانہ ہوئے اور فرمایا بتاؤ لوگوں کا کیا حال ہے میں نے عرض کیا کہ فرزند رسول کچھ نہ پوچھیے مکان تباہ اور لوگ ہلاک ہو گئے اور میں نے تو انہیں قابل رحم حالت میں دیکھا ہے تو امام نے فرمایا کہ خداوند عالم نے ان پر رحم نہیں کیا یہ سمجھ لو کہ یہ تمہارے لیے ایک نشانی ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو ہمارے اور ہمارے دوستوں کے دشمنوں پر تم رحم کرتے پھر فرمایا کہ ظالموں کے لیے رحمت خداوندی سے دوری اور ان کے لیے ہلاکت ہو خدا کی قسم اگر مجھے اپنے پدر بزرگوار کی مخالفت کا خوف نہ ہوتا تو میں اس دھاگے کو اور زیادہ حرکت دے دیتا اور سب کو ہلاک کر ڈالتا اور اس صورت میں کہ سارا شہر تہ و بالا ہو جاتا اور اس کے در و دیوار باقی نہ رہتے اور پھر ہمارے دشمنوں میں سے ان کے علاوہ دوسرے بھی ہمیں اور ہمارے دوستوں کو ان کے مقام اور مرتبہ سے نیچے نہ لاتے لیکن میرے مولا نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں اس دھاگے کو آہستہ سے حرکت دوں اس کے بعد امام منارہ مسجد پر تشریف لائے اور صورت یہ تھی کہ میں تو حضرت کو دیکھ رہا تھا لیکن دوسرے لوگ دیکھنے سے قاصر تھے چنانچہ آپ نے اپنے ہاتھ کو بلند کیا اور اس دھاگے کو منارہ کے گرد گھمایا تو مدینہ میں پھر ہلکا سا زلزلہ آگیا اور مکانات گرنے لگے اور حضرت نے یہ آیہ مبارکہ تلاوت فرمائی۔ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا وَهَلْ نُجٰزِيْٓ اِلَّا الْكَفُوْرَ (سورہ سبا آیت نمبر ۱۷) یہ ہم نے اس کی ناشکری کی سزا دی ہے اور ہم تو ناشکروں کو سزا دیا کرتے ہیں) اور یہ آیت بھی تلاوت کی فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا (سورہ ہود آیت ۸۲) پھر جب ہمارا حکم آپہنچا تو ہم نے زمین کے اوپر کے حصہ کو اس کے نیچے کا بنا دیا) پھر یہ آیت تلاوت فرمائی فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَاَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ (سورہ نحل آیت ۲۶) پھر کیا تھا کہ ان پر دھم سے چھت گر پڑی اور جدھر سے ان پر عذاب آیا اس کی انہیں خبر تک نہ تھی)۔

جابر کا بیان ہے کہ دوسرے زلزلہ میں لڑکیاں اپنے گھر کے پردوں سے باہر نکل آئیں اور وہاں واقعات کی وجہ سے گریہ و زاری کر رہی تھیں اور کوئی بھی ان کی طرف متوجہ نہ تھا جب حضرت امام کی نظر ان کی تشویش اور پریشانی پڑی تو حضرت کو ترس آگیا اور آپ نے وہ دھاگا اپنی آستین میں رکھ لیا

جس سے زلزلہ رک گیا پھر آپ منارہ سے نیچے تشریف لائے جب کہ لوگوں نے آپ کو نہ دیکھا اور میرا ہاتھ پکڑا اور ہم مسجد سے باہر آئے۔ ہمارا گزر ایک لوہار کے پاس سے ہوا کہ جس کی دکان پر لوگ جمع تھے اور وہ ان سے کہہ رہا تھا کہ کیا تم نے اس تباہی کے دوران میں کوئی عجیب و غریب آواز نہیں سنی تو بعض لوگ بولے کہ ایسی آوازیں تو بہت تھیں اور کچھ لوگوں نے کہا کہ آوازیں تو بہت تھیں لیکن ہم اس آواز کو نہ سن سکے۔

جناب جابر کہتے ہیں کہ حضرت امام نے میری طرف دیکھا اور فرمایا اے جابر یہ اس لیے ہوا کہ یہ لوگ سرکش اور باغی ہو گئے تھے میں نے عرض کیا کہ فرزند رسول یہ کیسا دھاگا ہے جس میں عجیب باتیں پائی جاتی ہیں تو امام نے ارشاد فرمایا کہ یہ آل موسیٰ و ہارون کی نشانی ہے جسے فرشتے لے گئے تھے اور جبرئیل لے کر آئے تھے اے جابر ہم خدا کی طرف سے وہ بلند درجہ پائے ہوئے ہیں کہ اگر ہم نہ ہوتے تو زمین و آسمان جنت و دوزخ چاند سورج اور جنوں اور انسانوں کو خدا پیدا ہی نہ کرتا اے جابر کسی دوسرے شخص کو ہم پر قیاس نہیں کیا جا سکتا اے جابر خدا کی قسم ہماری وجہ سے خدا نے تمہیں نجات دی اور ہلاکت سے بچا لیا اور ہمارے ہی ذریعے سے تمہیں ہدایت نصیب ہوئی اور ہم نے ہی تمہارے رب کی طرف تمہاری رہنمائی کی لہٰذا تم ہمارے امر و نہی پر ثابت قدم رہو اور ہمارے ان احکام کی خلاف ورزی نہ کرنا جو تمہیں ہم دیتے ہیں خدا کے فضل سے ہم اس سے کہیں ارفع و اعلیٰ ہیں کہ ہمارے احکام کی خلاف ورزی کی جائے اور تمام وہ باتیں جو تمہیں ہماری طرف سے پہنچی ہیں اور تم سمجھ نہیں سکے اس پر خدا کی حمد کرو اور جو تمہیں معلوم ہی نہیں اسے ہماری طرف پھیر دو اور یہ کہا کرو کہ ہمارے ائمہ ہی بہتر جانتے ہیں کہ انہوں نے کیا فرمایا ہے۔

جناب جابر کہتے ہیں کہ بنی امیہ میں سے پہلے کا مدینہ کا ایک امیر جو وہاں مقیم اور مصیبت زدہ تھا اور زمانہ کے انقلاب نے جس کی حیثیت کو خراب کر دیا تھا۔ امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور پکار پکار کر کہنے لگا کہ لوگو فرزند رسول امام علی بن الحسینؑ کے پاس چلو اور انہیں خدا کی طرف قربت کا ذریعہ و وسیلہ بناؤ اور اس سے فریاد کرو اور توبہ کرو اس کی اطاعت میں لگ جاؤ شاید خدائے تعالیٰ تم سے عذاب کو ہٹا دے۔

جناب جابر کہتے ہیں کہ جب امیر نے امام محمد باقر علیہ السلام کو دیکھا تو تیزی سے آپ کی طرف آیا اور کہنے لگا کہ فرزند رسول آپ نے ملاحظہ نہیں فرمایا کہ امت محمدیہ پر کیسی مصیبت نازل ہوئی ہے کہ لوگ ہلاک ہو گئے پھر کہنے لگا کہ آپ کے پدر بزرگوار کہاں ہیں تاکہ ہم ان سے مسجد میں چلنے کی درخواست کریں اور انہیں قربت خداوندی کا ذریعہ و وسیلہ بنائیں تاکہ امت رسول سے یہ بلا و مصیبت ٹل جائے۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ایسا ہی ہوگا لیکن اپنے نفسوں کی اصلاح تو کرو تم جس روش پر چل رہے ہو بارگاہ الٰہی میں اس کی توبہ کرنی چاہیئے یاد رکھو کہ نقصان اٹھانے والی قومیں ہی خدا کے عذاب سے مطمئن اور بے خوف ہو کر

بیٹھی رہتی ہیں اور انہیں اس کا خیال ہی نہیں ہوتا کہ عذاب خداوندی کسی وقت بھی آ سکتا ہے۔

جناب جابر کا بیان ہے کہ ہم سب کے سب امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اس وقت آپ نماز میں مصروف تھے ہم نے انتظار کیا یہاں تک کہ آپ ہماری جانب متوجہ ہوئے پھر اپنے فرزند امام محمد باقر علیہ السلام سے خفیہ طور پر فرمایا کہ اے محمد قریب تھا کہ تم سب لوگوں کو ہلاک کر دیتے جابر کہتے ہیں کہ مولا خدا کی قسم انہوں نے اس ڈوری کو اتنی آہستہ حرکت دی تھی کہ مجھے بھی اس کے ہلنے کا احساس نہ ہوا جس پر امام زین العابدین نے فرمایا کہ اگر تمہیں اس کے ہلنے کا احساس ہو جاتا تو کوئی آگ میں پھونک مارنے والا بھی نہ رہتا اب لوگوں کی کیا حالت ہے، تو ہم نے ساری بات بتائی جس پر ارشاد فرمایا کہ یہ سب کچھ اس وجہ سے ہوا کہ ان لوگوں نے یہ چاہا تھا کہ خدا کی حرام کردہ چیزوں کو حلال کر دیں انہوں نے ہماری حرمت و عزت کو تباہ کر دیا تھا میں نے عرض کیا کہ فرزند رسول ان کا امیر دروازہ پر کھڑا ہے اور اس نے ہم سے کہا ہے کہ ہم آپ سے مسجد کی طرف تشریف لے جانے کی درخواست کریں تاکہ سب لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر دعا کریں اور بارگاہ الٰہی میں فریاد کریں اور اس سے مصیبت کے دور کرنے کا سوال کریں یہ سن کر حضرت امام مسکرائے اور یہ آیہ مبارکہ تلاوت فرمائی أَوَلَمْ تَكُ تَأْتِيكُمْ رُسُلُكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ قَالُوا بَلَىٰ قَالُوا فَادْعُوا وَمَا دُعَاءُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ (سورہ مومن آیت ۵۰) کیا تمہارے پاس تمہارے پیغمبر صاف اور روشن معجزے لے کر نہیں آئے تھے وہ کہیں گے ہاں آتے تھے تب (فرشتے) کہیں گے تو پھر تم خود دعا کرو حالانکہ کافروں کی دعا تو بیکار رہی ہے۔

میں نے عرض کیا مولا و آقا یہ تو جانتے ہی نہیں کہ ان پر یہ مصیبت کہاں سے آئی تو ارشاد فرمایا کہ ہاں بے شک پھر یہ آیہ مبارکہ تلاوت کی فَالْيَوْمَ نَنْسَاهُمْ كَمَا نَسُوا لِقَاءَ يَوْمِهِمْ هَٰذَا وَمَا كَانُوا بِآيَاتِنَا يَجْحَدُونَ (سورہ الاعراف آیت ۵۱) تو ہم بھی انہیں بھول جائیں گے جس طرح یہ لوگ آج کی حضوری کو بھولے بیٹھے تھے اور ہماری آیتوں سے انکار کرتے تھے یہ ہیں ہماری آیات اور خدا کی قسم یہ تو ایک نشانی ہے جس کا خدا نے اپنی کتاب میں ذکر فرمایا ہے بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهُ فَإِذَا هُوَ زَاهِقٌ وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُونَ سورہ الانبیا آیت ۱۸ (ہم تو حق کو باطل پر کھینچ مارتے ہیں تو وہ باطل کے سر کو کچل دیتا ہے پھر وہ اسی وقت نیست و نابود ہو جاتا ہے اور تم پر افسوس ہے کہ ایسی باتیں بنایا کرتے ہو) اس کے بعد حضرت امام نے فرمایا کہ اے جابر تمہارا اس قوم کے بارے میں کیا خیال ہے جنہوں نے ہماری سنت کو مردہ بنا دیا ہمارے عہد کو ضائع و برباد کر دیا اور ہمارے دشمنوں کی سرپرستی کی ہماری حرمت کو پامال کیا اور ہمارے حق کے بارے میں ہم پر ظلم کیا اور ہماری وراثت کو چھین لیا ہم پر ظلم کرنے والوں کی مدد کی اور ان کی سنت کو جاری کر دیا اور دین میں فساد ڈالنے اور نور حق کو بجھانے میں فاسقوں اور کافروں کی راہ اختیار کی۔ جابر کہتے ہیں کہ میں نے عرض

کیا کہ اس خدا کی حمد ہے جس نے آپ کی معرفت سے مجھ پر احسان فرمایا اور آپ کی عظمت کو پہچنوا دیا اور جس نے آپ کی اطاعت کا حکم دیا اور آپ کے دوستوں سے دوستی اور آپ کے دشمنوں سے دشمنی کی توفیق عطا فرمائی حضرت امام نے فرمایا جابر کیا تم جانتے ہو کہ معرفت کیا چیز ہے یہ سُن کر جابر خاموش ہو گئے اور امام نے اس بارے میں ایک طویل حدیث ارشاد فرمائی۔ (مولف علیہ الرحمۃ نے طوالت کے خوف سے حدیث مذکورہ کو نقل نہیں فرمایا)

(عیون المعجزات از صفحہ ۶۹ تا ۷۴)

نوٹ: پانچوں عالموں کی سیر کے بارے میں جناب جابر کی منقول روایت اس باب میں بیان کی جا چکی ہے جس کی تکرار کی ضرورت نہیں اسی لیے دوبارہ اس کا ذکر نہیں کیا گیا۔

(۶۹) —— کافی میں جناب زرارہ سے منقول ہے کہ ایک دفعہ امام محمد باقر علیہ السلام مسجد الحرام میں تشریف فرما تھے کہ بنی امیہ اور ان کی حکومت کا تذکرہ آگیا چنانچہ آپ کے اصحاب میں سے ایک شخص نے خدمت امام میں عرض کیا کہ ہم امید کرتے ہیں کہ آپ ان کے ساتھی ہوں اور خداوند عالم آپ کو اس کام میں غلبہ واقتدار عطا فرمائے تو امام نے جواب میں فرمایا کہ میں ان کا ساتھی نہیں ہوں اور نہ مجھے یہ پسند ہے کہ میں ان کا ساتھی بنوں ان کے ساتھی اور اصحاب مجھے ناپسند ہیں خداوند عالم نے آسمانوں اور زمینوں کی خلقت کے وقت سے اتنے کوتاہ اور مختصر دن اور سال نہیں بنائے جتنے مختصر بنی امیہ کے ہیں۔ خداوند عالم اس فرشتہ کو حکم کرے گا کہ جس کے ہاتھ میں فلک کے انتظامات ہیں تو وہ ان کے اقتدار کی مدت کو لپیٹ کر رکھ دے گا۔

(بصائر الدرجات جلد ۸ باب ۱۳ صفحہ ۱۱۹)

(۷۰) —— ہشام کی حکومت اور امامؑ کی پیش گوئی

کافی میں جناب جابر سے منقول ہے کہ وہ امام محمد باقر علیہ السلام کے پاس بیٹھے تھے کہ حکومت بنی امیہ کا ذکر آگیا تو حضرت امام نے فرمایا کہ جو بھی ہشام پر خروج کرے گا وہ اسے قتل کر دے گا وہ کہتے ہیں کہ حضرت نے اس کی حکومت کے بیس سال بتائے اور یہ سُن کر کچھ مایوسی سی ہوئی تو حضرت نے فرمایا کہ تمہیں کیا ہو گیا جب خدا کسی قوم کے بادشاہ کو ہلاک کرنا چاہتا ہے تو فرشتے کو حکم دے دیتا ہے کہ رفتار فلک کو تیز کر دے اور جو وہ چاہتا ہے پورا ہو کر رہتا ہے۔ جابر کہتے ہیں کہ ہم نے زید سے جناب امام کا یہ قول بیان کیا تو وہ کہنے لگے کہ میں ہشام کے پاس موجود تھا اور وہاں اس کے سامنے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی ہو رہی تھی تو اس نے کسی ناپسندیدگی کا اظہار نہیں کیا خدا کی قسم اگر کوئی بھی سوائے میرے اور میرے بیٹے کے نہ ہو تو میں اس پر خروج کر کے رہوں گا۔

(الکافی جلد ۸ صفحہ ۳۹۴)

(۷۱) —— جناب جابر کی پیش گوئی

نعمان بن بشیر سے منقول ہے کہ میں جابر بن یزید جعفی کے ساتھ تھا جب کہ ہم مدینہ میں تھے تو وہ امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے جب رخصت ہونے لگے تو خوش اور مسرور نظر آتے تھے جب ہم اخیرجہ پہنچے جو فید سے مدینہ جانے کی طرف جانے میں پہلی منزل ہے ہم نے نماز پڑھی جب سفر کے لئے اونٹ تیار ہو گیا تو اچانک ایک طویل القامت شخص نے انہیں ایک خط لا کر دیا انہوں نے اس خط کو بوسہ دیا آنکھوں سے لگایا دیکھا تو وہ خط امام محمد باقر علیہ السلام کا جابر بن یزید کے نام تھا نعمان کہتے ہیں کہ جابر نے اس خط کی مہر توڑی اور پڑھنے لگے اور قاصد سے پوچھا تم امام سے کب علیحدہ ہوئے تھے تو اس شخص نے کہا کہ ابھی جدا ہوا تھا تو انہوں نے پوچھا کہ نماز سے پہلے یا نماز کے بعد؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ نماز کے بعد پھر جابر نے وہ خط آخر تک پڑھا اور اسے ہاتھ میں لیے رہے چنانچہ میں نے دیکھا کہ وہ نہ ہنس رہے تھے اور نہ ان پر کسی خوشی کے آثار تھے۔ یہاں تک کہ کوفہ پہنچ گئے۔

جب رات کے وقت کوفہ میں آئے تو میں نے رات وہیں گزاری جب صبح ہو گئی تو میں ازراہ تعظیم ان کے پاس آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ عجیب حالت سے باہر آئے کہ ان کی گردن میں فرد کے مہرے لٹکے ہوئے تھے اور بانس کی لکڑی کے گھوڑے پر سوار تھے اور یہ کہہ رہے تھے کہ میں منصور بن جمہور کو غیر مامور حکمران دیکھ رہا ہوں جو کسی کے ماتحت نہیں اور کچھ اس طرح کے اشعار پڑھے پھر انہوں نے مجھے دیکھا اور میں نے انہیں وہ مجھ سے کچھ نہ بولے اور نہ میں نے ان سے کچھ کہا اور جب میں نے انہیں دیکھا تو میں رونے لگا پھر ایسا ہوا کہ ان کے پاس بچے اور دوسرے آدمی جمع ہو گئے اور وہ بچوں کے ساتھ چکر لگانے لگے اور لوگ کہہ رہے تھے کہ جابر دیوانے ہو گئے۔ خدا کی قسم چند روز نہ گزرے تھے کہ ہشام بن عبدالملک کا خط وہاں کے حاکم کے پاس پہنچا کہ اس شخص پر نگاہ رکھیں جنہیں جابر بن یزید جعفی کہا جاتا ہے ان کی گردن اور سر کو کاٹ کر میرے پاس روانہ کر دو چنانچہ وہ حاکم اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا کہ جابر بن یزید جعفی کون ہیں تو لوگوں نے کہا کہ خدا تیری اصلاح کرے وہ تو ایسے انسان ہیں جو صاحب علم و فضل اور عالم حدیث ہیں۔ انہوں نے حج کیا ہے اور ان کی عقل جاتی رہی ہے اور اس وقت بچوں کے ساتھ لکڑی کے گھوڑے پر سوار ہو کر کھیل رہے ہیں۔ نعمان کہتے ہیں کہ وہ ان کے پاس آیا تو دیکھا کہ وہ بچوں کے ساتھ بانس کی لکڑی کے گھوڑے پر بیٹھے ہیں تو وہ حاکم کہنے لگا کہ اس خدا کی حمد و ثنا ہے جس نے مجھے ان کے قتل سے بچا لیا۔ نعمان کہتے ہیں کچھ دن نہ گزرے تھے کہ منصور بن جمہور کوفہ میں آیا اور اس نے وہی کیا جو جابر نے کہا تھا۔

(الکافی جلد ۱ صفحہ ۲۹۶)

(٧٢) جنّات اور خدمت گزاریٔ امام

بصائر میں سدیر سے منقول ہے کہ ایک دفعہ امام محمد باقر علیہ السّلام نے مجھے اپنی سواری پر چند ضرورتوں سے مدینہ جانے کا حکم دیا ابھی میں موضع فج الروحا میں سواری پر جارہا تھا کہ اچانک ایک شخص نے اپنے کپڑے سے ہلاکر مجھے اشارہ کیا تو میں نے ان کی طرف رُخ کیا اور یہ سمجھا کہ شاید یہ پیاسے ہیں تو میں نے ان کی طرف مشکیزہ کو بڑھایا انہوں نے کہا کہ مجھے اس کی ضرورت نہیں پھر انہوں نے مجھے ایک خط دیا کہ جس کی مہر گیلی تھی جب میں نے اس مہر کو دیکھا تو وہ امام محمد باقر علیہ السّلام کی مہر تھی میں نے پوچھا کہ تم صاحب خط سے کب ملے تھے تو وہ بولے کہ ابھی ابھی" سدیر صرفی کہتے ہیں کہ اس خط میں ان چند چیزوں کا ذکر تھا کہ جن کے لانے کا امام نے حکم دیا تھا اب جو دیکھا تو خط پہنچانے والے غائب تھے میں پلٹا تو حضرت امامؑ سے ملاقات ہوئی۔ میں نے عرض کیا کہ میں آپ پر قربان ایک شخص آپ کا خط لیکر میرے پاس پہنچا تھا کہ جس کی مہر بھی خشک نہیں ہوئی تھی تو حضرت نے ارشاد فرمایا کہ ہمیں جب کسی کام میں جلدی ہوتی ہے تو ہم جنّات سے بھی کام لیتے ہیں۔

محمد بن الحسین نے جو مذکورہ واقعہ کے راوی ہیں یہ بھی روایت کیا ہے کہ حضرت امام نے سدیر سے فرمایا کہ جنّات میں سے ہمارے خدمت گزار جن بھی ہیں۔ کسی کام میں جلدی مقصود ہوتی ہے تو ہم انہیں بھیج دیتے ہیں۔

(بصائر الدرجات جلد ۲ باب ۱۸ صـــ۲۶)

(٧٣) ——— عیون المعجزات میں مروی ہے کہ حبابہ والبیہؒ امام محمد باقر علیہ السّلام کے زمانۂ امامت تک زندہ رہیں ایک دفعہ وہ خدمت امام میں حاضر ہوئیں تو امام نے فرمایا کہ حبابہ تمہیں کس چیز نے کمزور اور ضعیف کردیا تو کہنے لگیں کہ عمر زیادہ ہوگئی بال سفید ہوگئے اور فکریں بڑھ گئیں جن کی وجہ سے حضور کی خدمت میں حاضری کا موقع نہ مل سکا امام نے فرمایا ذرا قریب تو آؤ چنانچہ وہ قریب آگئیں تو حضرت نے ان کے سر پہ ہاتھ رکھا اور ان کے حق میں دُعا فرمائی اور کچھ ایسے الفاظ زبان مبارک پر جاری کیے جو سمجھ میں نہ آسکے اب جو دیکھا کہ ان کے سر کے بال بہت زیادہ سیاہ ہوگئے اور جوانی لوٹ آئی وہ خوش ہوئیں تو حضرت نے جواب دیا اے حبابہ جناب آدم کی خلقت سے قبل ہم نور تھے اور ہم تسبیح الٰہی بجالاتے تھے اور ہمارے ساتھ فرشتے بھی خدا کی تسبیح کرتے تھے اور ابھی کوئی پیدا بھی نہ ہوا تھا جب خداوند عالم نے جناب آدم کو پیدا کیا تو اس نور کو ان کی صلب میں قرار دے دیا۔

(٧٤) ——— منتخب البصائر میں ابوبصیر سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السّلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں آپ کا غلام اور آپ کے شیعوں میں ایک حقیر اور کمزور آدمی ہوں حضور مجھے جنت میں داخل ہونے کی ضمانت دیں تو امام نے فرمایا کیا میں تمہیں حضرات ائمہ کی صورتیں نہ دکھا دوں کہ تم ان کی زیارت کرسکو۔ میں نے عرض کیا کہ آپ کے لیے یہ کوئی مشکل چیز نہیں کہ آپ ان حضرات کو میرے واسطے یک جا کردیں جس پر حضرت نے اپنا ہاتھ میری آنکھوں پر پھیرا تو میں نے دیکھا کہ سب حضرات ائمہ آپ کے پاس اس سائبان میں جمع ہیں جہاں آپ

تشریف رکھتے تھے پھر حضرت نے فرمایا اے ابو محمد ذرا پھر ایک بار اپنی آنکھیں بند کرو اور پھر دیکھو کہ کیا نظر آتا ہے وہ کہتے ہیں کہ جب میں نے نظر کی تو خدا کی قسم سوائے کتے سور یا بندر کے کچھ دکھائی نہ دیا میں نے عرض کیا کہ یہ کیسی مسخ شدہ مخلوق ہے تو امام نے فرمایا کہ یہ لوگوں کی ایک بڑی جماعت جسے تم دیکھ رہے ہو اگر لوگوں کو پتہ چل جائے تو لوگ اپنے مخالفوں کو انہی شکلوں میں دیکھیں گے پھر امام نے فرمایا اے ابو محمد اگر تم پسند کرو تو تمہیں اس حالت پر چھوڑے رکھوں اور چاہو تو میں تمہیں جنت کی ضمانت دے دوں اور پہلی حالت پر لوٹا دوں تو میں نے عرض کیا کہ مجھے اس تبدیل شدہ مخلوق کی طرف دیکھنے کی کوئی احتیاج نہیں مجھے میری پہلی حالت پر لوٹا دیجیے یہ جنت کا بدلہ نہیں ہوسکتا تو امام نے اپنا ہاتھ پھر آنکھوں پر پھیرا اور میں اپنی سابقہ حالت پر لوٹ آیا۔ (مختصر بصائر الدرجات صـــ۱۱۲)

(٧٥) مستجیب الدعوات

کتاب عتیق غروی میں امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے حضرت فرماتے ہیں کہ میں اپنے پدر بزرگوار کی خدمت میں حاضر تھا جب کہ انصار کے لوگ بھی بیٹھے تھے کہ اتنے میں ایک آنے والے نے امام سے کہا سچ کہتا ہوں کہ آپ کے گھر میں آگ لگ گئی ہے تو آپ نے فرمایا بیٹا وہ نہیں جلا وہ شخص چلا گیا ابھی کچھ دیر نہ گذری تھی کہ وہ لوٹ کر آیا اور پھر کہا کہ خدا کی قسم آپ کا گھر جل گیا تو حضرت نے فرمایا بیٹا خدا کی قسم وہ نہیں جلا یہ کہہ کر وہ پھر چلا گیا ابھی کچھ وقت نہ گزرا تھا کہ وہ پھر آیا اور اس کے ساتھ میرے گھر والوں اور دوستوں میں سے کچھ لوگ تھے جو رو رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ آپ کا گھر جل گیا امام نے سُنا اور یہی فرمایا کہ ہرگز نہیں خدا کی قسم میرا گھر نہیں جلا میں تم سے جھوٹ نہیں کہتا اور نہ مجھ سے یہ بات غلط کہی گئی ہے جو کچھ میرے اور تمہارے سامنے ہے اس پر مجھے اعتماد ہے یہ فرماکر پدر بزرگوار کھڑے ہوئے اور میں بھی آپ کے ساتھ اٹھا جب ہم اپنے گھروں کے قریب پہنچے تو آگ ہمارے گھروں کے دائیں بائیں بلکہ ہر طرف لگی ہوئی تھی یہ دیکھ کر امام مسجد کی طرف لوٹے اور سجدہ میں چلے گئے اور بارگاہ الٰہی میں عرض کیا "پالنے والے تجھے اپنے عزت وجلال کی قسم ہے میں اپنے سر کو سجدے سے نہیں اٹھاؤں گا جب تک تو اس آگ کو نہ بجھا دے" امام جعفر صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم جب تک آگ نہ بجھ گئی آپ نے سجدہ سے سر نہ اٹھایا ہمارے گھروں کے علاوہ آس پاس کے گھر جل گئے تھے لیکن ہمارے گھر محفوظ تھے حضرت فرماتے ہیں کہ یہ میرے پدر بزرگوار کی دُعا کا اثر تھا جو ایسا ہوا۔

مولفؒ فرماتے ہیں کہ دُعا کا ذکر ان شاء اللہ اس کے موقع پر کیا جائے گا۔

چھٹا باب

دربیانِ مکارمِ اخلاق و سیرت، علم و فضل

ارشادِ شیخ مفیدؒ میں عبداللہ بن عطا مکی سے منقول ہے کہتے ہیں کہ میں نے حضرت محمد بن علی بن الحسین علیہما السلام کے سوا کسی اور کو نہیں دیکھا کہ علماء ان کے آگے حقیر معلوم ہوتے ہیں میں نے حکیم بن عتیبہ کو ان لوگوں میں جلالت شان کے باوجود آپ کے سامنے اس طرح دیکھا ہے جیسے کوئی طفل مکتب استاد کے سامنے بیٹھا ہو۔ جابر بن یزید جعفی جب بھی امام محمد باقر علیہ السلام سے کوئی روایت کرتے تو یہی کہتے تھے کہ مجھ سے وصی الاوصیاء، وارث علوم انبیاء حضرت محمد بن علی بن الحسین علیہما السلام نے یہ بیان فرمایا ہے۔

(ارشاد جناب شیخ مفید صـ ۲۸۰)

مناقب ابن شہر آشوب میں بحوالہ حلیۃ الاولیاء عبداللہ بن عطا کی یہی روایت جناب جابر کے مذکورہ قول تک بیان کی گئی ہے۔

(المناقب جلد ۳ صـ ۳۲۴)

ارشادِ شیخ مفیدؒ میں قیس بن ربیع سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابواسحٰق سے مسح کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ میں نے تمام لوگوں کو اسی طرح دیکھا ہے کہ وہ موزوں پر مسح کرتے ہیں یہاں تک کہ میری ملاقات بنی ہاشم کی ایک شخصیت حضرت محمد بن علی بن الحسین (علیہما السلام) سے ہوگئی تو میں نے آپ سے موزوں پر مسح کرنے کے بارے میں سوال کیا تو حضرت نے اس سے منع فرمایا اور یہ ارشاد فرمایا کہ امیرالمومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام بھی موزوں پر مسح نہیں کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ قرآن مجید نے بھی اس کو پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ ابواسحٰق کا بیان ہے کہ جب سے حضرت امام نے مجھے اس سے منع فرمایا میں نے موزوں پر مسح نہیں کیا۔ قیس بن ربیع کہتے ہیں کہ جب سے ابواسحٰق نے مجھے یہ بات بتائی میں نے بھی موزوں پر مسح کرنا چھوڑ دیا۔

(الارشاد صـ ۲۸۱)

(۲) تلاشِ رزقِ حلال

ارشاد شیخ مفید میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ محمد بن منکدر کہا کرتے تھے کہ میں سمجھتا ہی نہ تھا کہ حضرت امام علی بن الحسین علیہما السلام جیسے انسان اپنے بعد کے لیے کوئی ایسا خلف اور قائم مقام چھوڑیں گے جو علم و فضل میں ان کے وارث ہو سکیں یہاں تک کہ ایک دن ان کے فرزند امام محمد باقر علیہ السلام سے میری ملاقات ہوئی میں نے چاہا کہ انہیں کچھ وعظ و نصیحت کروں لیکن خود انہوں نے مجھے نصیحت کرنا شروع کردی ابن منکدر کے بعض ساتھیوں نے پوچھا کہ انہوں نے کس چیز کے بارے میں تہیں نصیحت کی تو کہنے لگے کہ میں ایک دن گرمی کے اوقات میں مدینہ کے اطراف میں چلا گیا تو امام محمد باقر علیہ السلام سے ملاقات ہو گئی جو بھاری جسم رکھتے تھے اور دو غلاموں کا سہارا لیے ہوئے تھے یہ دیکھ کر میں نے دل میں سوچا کہ اس گرمی کی شدت میں قریش کا ایک بزرگ دنیا کی طلب میں اس حال پر پہنچ گیا ہے یہ سوچ کر میں ان کے پاس آیا تاکہ انہیں نصیحت کروں کہ اس گرمی میں محنت اور دنیا کی طلب کس لیے؟ چنانچہ میں ان کے قریب پہنچا۔ میں نے انہیں سلام کیا تو آپ نے اکھڑے ہوئے سانس کی حالت میں جواب سلام دیا اور آپ کے جسم سے پسینہ ٹپک رہا تھا میں نے کہا کہ خدا آپ کو نیکی دے ایک بزرگ قریش اور اس گرمی کے وقت میں دنیا حاصل کرنے کے لیے اتنی محنت کرے اگر ابھی اسی حال میں آپ کو موت آجائے تو کیا ہو یہ سن کر جناب امام غلاموں سے الگ ہوئے اور فرمایا خدا کی قسم اگر مجھے اس وقت اسی حال میں موت آجائے تو وہ مجھے اطاعت الٰہی میں پائے گی جس سے میں اپنے نفس کو تم اور تم جیسے لوگوں پر ڈال دینے سے محفوظ کر رہا ہوں اور طلب رزق میں کسی شخص کا محتاج نہیں ہوں مجھے تو اس سے خوف ہے کہ موت آئے اور مجھ سے خدا کی کوئی نافرمانی و معصیت سرزد ہو رہی ہو۔

محمد بن منکدر کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ خدا آپ پر رحمت نازل فرمائے میں تو آپ کو نصیحت کرنے کے ارادے سے آیا تھا لیکن آپ نے تو مجھے نصیحت فرمادی۔ (الارشاد ص۲۸۴)

(۳) ——— کتاب الارشاد میں حسن بن کثیر سے منقول ہے کہ ایک دفعہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے اپنی محتاجی کے ساتھ ساتھ اپنے بھائیوں کی لاپرواہی کی شکایت کی تو امام نے فرمایا وہ کیسا برا بھائی ہے جو تمہاری مالداری کی حالت میں تو تمہارا خیال رکھے اور عزت و تنگدستی میں تمہارا ساتھ چھوڑ دے اس کے بعد حضرت نے اپنے غلام کو تھیلی لانے کا حکم دیا جس میں سات سو درہم تھے اور مجھ سے ارشاد فرمایا جاؤ اس رقم کو خرچ میں لاؤ جب یہ ختم ہو جائے تو مجھے اطلاع کرنا۔ (الارشاد ص۲۸۴)

یہی مذکورہ روایت مطالب السوؤل (ص۸۱) اور کشف الغمہ (جلد۲ ص۳۳۲) میں اسود بن کثیر سے منقول ہے۔

(۴) ——— کتاب الارشاد میں عمرو بن دینار اور عبید اللہ بن عبید بن عمیر سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ جب

کبھی ہماری امام محمد باقر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تو آپ نے ہمیشہ خرچ عطیہ اور لباس میں کچھ نہ کچھ عنایت فرمایا اور یہ بھی ارشاد ہوا کہ تمہارے آنے سے پہلے ہی ہم نے یہ تمہارے لیے رکھ چھوڑا تھا۔

(الارشاد ص۲۸۴)

مناقب ابن شہر آشوب جلد۳ صفحہ ۳۲۷ میں بھی عمرو اور عبید اللہ سے اسی طرح مروی ہے۔

کتاب الارشاد میں سلیمان بن قرم سے منقول ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام ہمیں پانچ چھ سو سے ہزار درہم تک عطا فرمایا کرتے تھے اور کسی وقت بھی اپنے بھائیوں غرض مندوں اور اپنی ذات سے امید و آرزو رکھنے والوں کو عطا کرنے سے رنجیدہ و ملول نہیں ہوئے۔ (الارشاد ص۲۸۴)

یہی روایت مناقب ابن شہر آشوب (جلد۳ صفحہ ۳۳۷) میں ہزار درہم کے الفاظ تک بیان کی گئی ہے۔

(۵) ——— کتاب الارشاد میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ سے آپ کی حدیث مرسل بلا حوالہ سند کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب میں کوئی حدیث بیان کرتا ہوں اور اس کی سند کو بیان نہیں کرتا تو اس کی سند اسی طرح ہوتی ہے کہ مجھ سے میرے پدر بزرگوار نے بیان کیا اور ان سے میرے جد نامدار امام حسین علیہ السلام نے اور ان سے ان کے جد امجد جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اور آپ سے جبرئیل امین نے بیان کیا اور ان سے خداوند عالم نے ارشاد فرمایا۔

حضرت امام نے فرمایا کہ ہم پر لوگوں کا معاملہ بڑی مصیبت ہے کہ ہم انہیں حق کی طرف بلاتے ہیں تو وہ جواب نہیں دیتے اور ہماری آواز پر لبیک نہیں کہتے اگر ہم انہیں چھوڑ دیں تو ہمارے علاوہ کسی دوسرے سے ہدایت نہیں پاسکتے آپ نے ارشاد فرمایا کہ لوگ ہم سے کیوں بچتے ہیں اور ہم میں کیوں عیب نکالتے ہیں ہم اہل بیت رحمت ہیں شجر نبوت اور علم و حکمت کی کان اور معدن ہیں ہم وہ جگہ ہیں جہاں فرشتوں کا نزول ہوا اور وحی اتری۔ (الارشاد ص۲۸۴)

(۶) امام وارث علوم انبیاء ہیں

مناقب ابن شہر آشوب میں مسند ابو حنیفہ سے یہ روایت نقل کی گئی ہے کہ روای کہتا ہے جب بھی میں نے کسی مسئلہ میں جابر جعفی سے کچھ دریافت کیا تو انہوں نے اس کے بارے میں حدیث پیش کی اور جب وہ امام محمد باقر علیہ السلام کے حوالے سے کوئی حدیث بیان کرتے تو یوں کہتے تھے کہ مجھ سے وصی الاوصیاء اور وارث علوم انبیاء نے یہ بیان فرمایا ہے۔

ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں امام محمد باقر علیہ السلام کی شان میں اس طرح کے الفاظ کہے ہیں کہ وہ امام حاضر ذاکر خاشع صابر حضرت ابو جعفر محمد بن علی باقر علیہ السلام ہیں۔ (حلیۃ الاولیاء جلد۳ ص۱۸۰)

جس طرح لوگوں نے حضرت یوسف کے لیے کریم کریم کے فرزند کریم کے فرزند یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم کہا اس طرح امام محمد باقر علیہ السلام کے لیے سید بن سید بن سید بن سید محمد بن علی بن حسین بن علی (علیہم السلام) کے الفاظ کہے ہیں۔ (المناقب جلد ۱ صـ ۳۱۵)

(۷) ——— ایک شخص نے جناب ابن عمر سے ایک مسئلہ پوچھا جس کا جواب انہیں معلوم نہ تھا تو انہوں نے کہا کہ اس لڑکے کے پاس جاؤ اور ان سے دریافت کرو وہ جو جواب دیں مجھے بھی بتاؤ اور اسی کے ساتھ انہوں نے امام محمد باقر علیہ السلام کی طرف اشارہ کیا چنانچہ وہ شخص خدمت امام میں آیا اور آپ سے وہ مسئلہ پوچھا آپ نے اس کا جواب عنایت فرمایا پھر وہ ابن عمر کی طرف لوٹ کر آیا اور امام کے جواب سے انہیں مطلع کیا تو جناب عمر کے صاحب زادے کہنے لگے کہ یہ یقیناً اہل بیت نبوت ہیں۔ (نفس المصدر جلد ۳ صـ ۳۲۹)

(۸) ——— جاحظ نے کتاب البیان والتبیین میں لکھا ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے تمام دنیا کی اصلاح کو ان دو کلموں میں بیان کر دیا ہے چنانچہ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ معیشت اور معاشرہ کی نیکی و اصلاح ایک پیمانہ بھر ہے جس کا دو تہائی ذہانت اور ہوشیاری ہے اور ایک تہائی بے پروائی کرنا اور بے اعتنائی ہے۔ (البیان والتبیین جلد ۱ صـ ۸۴)

(۹) ——— ایک عیسائی کا قبول اسلام

ایک نصرانی نے امام محمد باقر علیہ السلام سے کہا کہ کیا آپ بقر (گائے) ہیں تو حضرت نے فرمایا "نہیں" میں باقر ہوں پھر وہ نصرانی کہنے لگا کہ کیا آپ طباخہ (باورچن) کے بیٹے ہیں تو فرمایا یہ تو ان کا پیشہ تھا پھر بولا کہ کیا آپ حبشی عورت کے فرزند ہیں تو امام نے ارشاد فرمایا کہ اگر تو اپنے کہنے میں سچا ہے تو خدا انہیں بخش دے اور اگر تو اپنے اس قول میں جھوٹا ہے تو خدا تجھے بخش دے۔ راوی کہتا ہے کہ امام کے اس بلند اخلاق سے وہ متاثر ہوا اور مسلمان ہو گیا۔ (المناقب جلد ۳ صـ ۳۳۷)

(۱۰) ——— کشف الغمہ میں امام محمد باقر علیہ السلام کے غلام افلح سے منقول ہے کہ ایک دفعہ میں حضرت امام کے ہمراہ حج کے لیے گیا جب آپ مسجد میں داخل ہوئے تو آپ نے بیت اللہ کی طرف نظر کی اور زار و قطار رونے لگے میں نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ کے قربان جائیں سب لوگ آپ کو دیکھ رہے ہیں بہتر ہو کہ آہستہ گریہ فرمائیں تو حضرت نے ارشاد فرمایا اے افلح تم پر افسوس ہے میں اس طرح کیوں نہ روؤں شاید خداوند عالم مجھ پر نظر رحمت فرمائے اور جو کل قیامت کے دن میری کامیابی کا ذریعہ بنے۔ افلح کہتے ہیں کہ پھر امام نے خانہ کعبہ کا طواف کیا اور مقام پر رکوع کیا جب سجدہ سے سر اٹھایا تو سجدہ کی جگہ آنسوؤں سے تر تھی اور حضرت کی یہ حالت تھی کہ جب مسکراتے تھے تو بارگاہ الٰہی میں عرض کرتے کہ پالنے والے مجھ سے ناخوش نہ ہونا۔

آپ کے فرزند امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میرے پدر بزرگوار آدھی رات میں اپنی عاجزانہ دعاؤں میں عرض کیا کرتے تھے کہ پالنے والے تو نے جن کاموں کو بجا لانے کا حکم دیا میں انہیں بجا نہ لا سکا اور جن چیزوں سے تو نے منع فرمایا میں ان سے نہ رک سکا میں تیرا بندہ ہوں تیرے سامنے کھڑا ہوں کہ کوئی عذر پیش نہیں کر سکتا۔
(کشف الغمہ جلد ۲ صـ ۳۱۹)

مذکورہ دونوں روایات فصول مہمہ (صـ ۱۹۸) اور مطالب السؤول (صـ ۸۰) میں بھی بیان کی گئی ہیں لیکن ان دونوں کتابوں میں پہلی روایت کے اندر یہ الفاظ منقول ہیں "کہ میں اپنے گریہ کی آواز کیوں نہ بلند کروں"۔

(۱۱) ——— کشف الغمہ میں مروی ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ایک دفعہ میرے پدر بزرگوار کا خچر گم ہو گیا تو فرمایا کہ اے خداوند عالم اسے میرے پاس لوٹا دے تو میں خدا کی وہ حمد کروں جو اسے پسند ہے ابھی کچھ زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ وہ خچر زین اور لگام سمیت واپس آ گیا جب آپ اس پر بیٹھے اور اپنے لباس کو سمیٹ لیا تو سر کو آسمان کی جانب بلند کیا اور صرف الحمد للہ فرمایا اور پھر خود ہی ارشاد ہوا کہ میں نے حمد و ثنائے الٰہی کی شکل و صورت نہیں چھوڑی اور خدا کی ہر تعریف اس کے اندر آ گئی۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صـ ۳۱۹)

(۱۲) ——— تواضعِ امام

امام محمد باقر علیہ السلام کی کنیز سلمٰی بیان کرتی ہیں کہ جب بھی امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں آپ کے بھائی دوست اور احباب آتے تھے تو اس وقت تک واپس نہیں جا سکتے تھے جب تک حضرت انہیں بہتر کھانا نہ کھلا دیں عمدہ لباس نہ دے دیں اور درہموں کے عطیہ سے ان کی خاطر و مدارت نہ کر لیں میں نے حضرت سے اس میں کمی کرنے کے لیے کچھ عرض کیا تو جواب میں فرمایا۔ اے سلمٰی بھائیوں اور ساتھیوں کو بخشش کرنا دنیا کی نیکی ہے وہ کہتی ہیں کہ حضرت امام پانچ چھ سو سے لیکر ہزار تک انہیں عطا فرماتے تھے اور ان لوگوں کی صحبت سے افسردہ دل نہ ہوتے تھے اور فرماتے تھے کہ تم اپنے کسی بھائی کے دل میں اپنی محبت کا اندازہ کرنا چاہو تو یہ دیکھو کہ تمہارے دل میں اس کی کتنی محبت ہے آپ کے گھر سے سائل کے لیے یہ آواز کبھی نہیں سنی گئی کہ اے سائل یہ لیتا جا حضرت امام فرمایا کرتے تھے کہ انہیں اچھے ناموں سے یاد کیا کرو۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صـ ۳۳۰، صـ ۳۲۱)

(۱۳) ——— کافی میں عبداللہ بن عطا سے منقول ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے مجھے حکم دیا کہ ذرا کھڑے تو ہو جاؤ اور خچر اور گدھے پر زین تو کس دو چنانچہ تعمیل حکم میں میں نے دونوں سواریوں پر زین کس دی اور خچر کو آپ کی سواری کے لیے پیش کیا اور یہی سمجھا کہ ان دونوں سواریوں میں آپ کو یہی زیادہ پسند ہے حضرت نے فرمایا یہ تم سے کس نے کہا کہ تم میرے خچر کی سواری لاؤ جس پر میں نے عرض کیا کہ یہ میں نے خود آپ کے لیے پسند کیا ہے تو ارشاد فرمایا کہ کیا میں نے یہ حکم دیا تھا کہ تم اسے میرے لیے پسند کرو پھر حضرت نے ارشاد فرمایا کہ مجھے جانوروں میں گدھے کی سواری پسند ہے۔

عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے سواری کے لیے گدھا پیش کیا اور اس کی رکاب تھامی اور حضرت سوار ہو گئے اور یوں فرمایا کہ تمام تعریفیں اس خدا کے لیے ہیں جس نے ہمیں اسلام کے ذریعے ہدایت فرمائی اور قرآن مجید کی تعلیم دی اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرما کر ہم پر احسان فرمایا اور تمام تعریفیں اس خدا کے لیے ہیں جس نے اس جانور کو ہمارے لیے تابع فرمان کیا اگرچہ ہم اس پر قادر نہ تھے اور ہم اپنے رب ہی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں اور تمام تعریفیں خدائے رب العالمین ہی کے لیے ہیں اس کے بعد آپ کی سواری روانہ ہوئی یہاں تک کہ ہم ایک دوسری جگہ پہنچ گئے اور میں نے عرض کیا کہ میں آپ پر قربان نماز کا وقت ہو گیا تو حضرت نے فرمایا یہ وادی نمل (چیونٹیوں کی جگہ) ہے یہاں نماز نہیں ادا کی جائے گی پھر جب ہم ایک اور جگہ پہنچے تو میں نے پھر یہی عرض کیا تو ارشاد فرمایا یہ نمک کی زمین ہے یہاں بھی نماز نہ ہو سکے گی۔ عبداللہ کہتے ہیں کہ آگے چل کر جناب امام خود سواری سے نیچے تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا نافلہ پڑھو گے تو میں نے عرض کیا کہ یہ نماز تو وہ ہے جسے اہل عراق نماز زوال کہتے ہیں تو حضرت نے ارشاد فرمایا کہ وہ لوگ جو یہ نماز پڑھتے ہیں امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کے شیعہ ہیں اور یہ توبہ کرنے والوں کی نماز ہے چنانچہ حضرت اور میں نے نماز پڑھی نماز کے بعد میں نے آپ کی سواری کی رکاب تھامی اور امام نے حمد الٰہی میں وہی کلمات زبان پر جاری فرمائے جو پہلے کہہ چکے تھے پھر فرمایا کہ پروردگار گروہ مرجئہ پر لعنت یہ لوگ دنیا و آخرت میں ہمارے دشمن ہیں جس پر میں نے عرض کیا کہ مرجئہ کی یاد کیسے آئی تو حضرت نے فرمایا بس ان کی یاد آ ہی گئی۔

(الکافی جلد ۸ صفحہ ۲۷۶)

(۱۴) ——— رجال الکشی میں محمد بن مسلم سے منقول ہے کہ جب بھی مجھے کوئی مسئلہ درپیش ہوا تو میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے ہی اس کے بارے میں سوال کیا یہاں تک کہ میں نے تیس ہزار حدیثوں کی معلومات آپ سے حاصل کی اور ۱۶ ہزار احادیث کے بارے میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے مستفید ہوا (رجال الکشی ص ۱۰۹)

(۱۵) ——— زینت برائے ازواج

کافی میں حکم بن عتیبہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میں امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت آپ عمدہ رنگین قمیض پہنے ہوئے تھے اور گھر مزین و آراستہ تھا اور ایک رنگین چادر بھی زیب تن تھی چنانچہ میں گھر کی اس شکل و صورت کو دیکھتا رہا تو حضرت نے مجھ سے فرمایا اے حکم اس لباس کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے میں نے عرض کیا کہ حضور میں کیا کہہ سکتا ہوں سب کچھ میرے سامنے ہے لیکن اتنا سمجھتا ہوں کہ ایسا لباس ایک لاپرواہ قسم کا جوان ہی پہنتا ہے جس پر حضرت نے فرمایا اے حکم خدا کی مقرر کردہ زیب و زینت کو کون حرام کر سکتا ہے جسے اس نے اپنے بندوں کے لیے جائز قرار دیا ہے لیکن یہ گھر جو تم دیکھ رہے ہو ایک خاتون کا گھر ہے جن سے تھوڑا عرصہ ہوا میری شادی ہوئی ہے اور میرے گھر کے بارے میں

تو تم جانتے ہو کہ کیسا گھرانہ ہے (الکافی جلد ۲ صفحہ ۴۴۶)

(۱۶) ——— کافی میں مالک بن اعین سے منقول ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دفعہ امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا دیکھا کہ آپ بہت سرخ رنگ کی چادر اوڑھے ہوئے ہیں میں مسکرایا تو حضرت نے فرمایا میں جانتا ہوں کہ تم کیوں مسکرائے تم چادر کو دیکھ کر ہنسے جو میں اوڑھے ہوئے ہوں حالانکہ میری زوجہ ثقفیہ نے مجھے اس کے اوڑھنے پر مجبور کیا تھا اور میں ان سے محبت رکھتا ہوں پھر حضرت نے فرمایا کہ میں اسے اوڑھ کر نماز نہیں پڑھتا اور نہ تمہیں ایسے بھڑک دار سرخ رنگ کے کپڑے میں نماز پڑھنی چاہیئے۔ مالک بن اعین کہتے ہیں کہ جب دوسری بار حضرت کی خدمت میں آنا ہوا تو معلوم ہوا کہ حضرت نے اس عورت کو طلاق دے دی حضرت نے فرمایا کہ میں نے خود سنا کہ وہ جناب امیر المومنین علی علیہ السلام پر تبرا کر رہی ہے میں نے برداشت نہ کیا کہ وہ تبرا کرے اور میں اسے روکے رہوں۔ (نفس المصدر جلد ۶ صفحہ ۴۴۷)

(۱۷) ——— حقوق زوجین

کافی میں حسن زیات بصری سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میں اپنے ایک دوست کے ساتھ امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ حضرت امام کا گھر مزین اور آراستہ ہے حضرت گلابی رنگ کی چادر اوڑھے ہوئے ہیں ریش مبارک کتری ہوئی اور آنکھوں میں سرمہ لگا ہوا ہے ہم نے حضرت امام سے کچھ مسئلے دریافت کیے جب ہم جانے کے لیے کھڑے ہوئے تو آپ نے مجھ سے فرمایا اے حسن تم اپنے دوست کے ساتھ میرے پاس آنا میں نے عرض کیا کہ میں آپ پر قربان ہم کل ضرور حاضر ہوں گے جب دوسرا دن ہوا تو میں حاضر ہوا دیکھا کہ حضرت بوریا پر تشریف فرما ہیں اور موٹے کپڑے کی قمیض پہنے ہوئے ہیں حضرت امام میرے ساتھی کی طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے کہ اے برادر بصری کل تم میرے پاس آئے تھے تو میں اپنی زوجہ کے گھر میں تھا کل ان کی باری تھی اور گھر بھی انہی کا تھا اور سارا ساز و سامان بھی۔ وہ میرے لیے آراستہ ہوئیں تو میرا فرض تھا کہ میں بھی ان کے لیے اپنے آپ کو آراستہ کر دوں لہٰذا تمہارے دل میں کوئی بات نہ آنی چاہیئے۔ حسن کہتے ہیں کہ میرے دوست نے خدمت امام میں عرض کیا کہ میں آپ پر قربان خدا کی قسم کل تو میرے دل میں کچھ خیالات آئے تھے لیکن اب خداوند عالم نے وہ سب میرے دل سے نکال دیئے اور میں نے یقین کر لیا کہ آپ نے جو کچھ فرمایا وہ حق ہے۔ (المصدر السابق جلد ۲ صفحہ ۴۴۸)

(۱۸) ——— کافی میں زرارہ سے منقول ہے کہ ایک دفعہ امام محمد باقر علیہ السلام ایک بچہ کی نماز جنازہ کے لیے تشریف لے چلے تو آپ صوف کی زرد رنگ کی عبا اور صوف کی زرد رنگ کی شال زیب تن کیے ہوئے تھے۔

(کافی جلد ۶ صفحہ ۴۴۵)

(۱۹) ——— کافی میں حنان کے والد سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام

کی خدمت میں عرض کیا کہ کیا نافلہ نمازیں آپ بیٹھ کر پڑھتے ہیں تو حضرت نے جواب دیا کہ جب سے میں اِس عمر کو پہنچا ہوں آج تک بیٹھ کر نوافل ادا نہیں کیے۔ (نفس المصدر جلد ۲ صفحہ ۱۴۱)

(۲۰) —— ثواب الاعمال میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ میرے پدر بزرگوار اپنے گھر والوں میں مالی لحاظ سے بہت کمزور تھے لیکن دوسروں کے اخراجات کے برداشت کرنے میں سب سے بڑھے ہوئے تھے حضرت فرماتے ہیں کہ ہر جمعہ کے دن راہ خدا میں دینار تصدق کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ جمعہ کے دن خیرات میں دُگنی فضیلت ہے چونکہ جمعہ کو دوسرے دنوں پر فضیلت حاصل ہے۔ (ثواب الاعمال صفحہ ۱۲۸)

(۲۱) —— حضرت امامؑ اور نشر علوم

مناقب ابن شہر آشوب میں محمد بن مسلم سے منقول ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ہمیں پرندوں کی بولیاں سکھائی گئی ہیں اور ہر چیز کا علم عطا کیا گیا ہے۔

سماعہ بن مہران اپنے اصحاب سے روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ امام محمد باقر علیہ السلام سے ملاقات کے لیے حاضر ہوئے ہم اندر پہنچنا چاہتے تھے کہ ہم نے دروازہ کی دہلیز پر سریانی زبان میں تلاوت سنی جو درد بھری آواز میں تھی اور حضرت امام تلاوت فرما رہے تھے اور رو رہے تھے یہاں تک کہ اِس آواز نے ہم میں سے بعض کو رلا دیا۔

موسیٰ بن اکیل نمیری بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک دن امام محمد باقر علیہ السلام کے دروازے پہ پہنچے اور اندر آنے کی اجازت چاہی تو ہم نے عبرانی زبان میں تلاوت کی آواز سنی جب ہم اندر آئے اور حضرت سے تلاوت کرنے کے بارے میں دریافت کیا تو ارشاد فرمایا کہ میں مناجات ایلیا کی تلاوت کر رہا تھا کہ مجھ پر گریہ طاری ہو گیا۔

بیان کیا گیا ہے کہ امام حسن اور امام حسین علیہ السلام کی اولادوں میں سے کسی سے تفسیر و کلام فتاوی احکام اور حلال و حرام کے بارے میں اتنے علوم ظاہر نہیں ہوئے جتنے کہ امام محمد باقر علیہ السلام سے ظہور میں آئے۔

محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام سے تیس ہزار حدیثوں کے بارے میں معلومات حاصل کی حضرت امام سے روایت کرنے والے دینی رہنما اور صحابہ رسول تھے نیز نمایاں تابعین اور مسلمانوں کے بڑے بڑے فقہاء نے حضرت سے روایات کو نقل کیا ہے۔ چنانچہ صحابہ میں جابر بن عبداللہ انصاری تابعین میں جابر بن یزید جعفی اور کیسان سختیانی صاحب صوفیہ کی شخصیتیں تھیں فقہاء میں ابن مبارک زہری اوزاعی ابو حنیفہ مالک و شافعی اور زیاد بن منذر ہندی تھے۔

مصنفوں میں طبری بلاذری سلامی اور خطیب اپنی تاریخوں میں اور موطا شرف المصطفیٰ

ابانہ حلیۃ الاولیاء سنن ابی داؤد الکافی مسند ابی حنیفہ مروزی ترغیب الاصفہانی بسیط الواحدی تفسیر النقاش زمخشری معرفت اصول الحدیث اور رسالہ سمعانی میں کبھی تو یہ محمد بن مسلم کے نام سے روایت کرتے ہیں اور کبھی اس طرح روایت کرتے ہیں کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔ حضرت کو باقر کا لقب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیا جس کے بارے میں جابرؓ کی مشہور حدیث ہے جس کی فقہاء مدینہ و عراق سب نے روایت کی ہے (یہ مشہور حدیث حالات امام میں بیان کی جا چکی ہے)

(۲۲) —— ابو السعادات نے فضائل الصحابہ میں لکھا ہے کہ جب جناب امام محمد باقر علیہ السلام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سلام پہنچا تو امام محمد باقر علیہ السلام نے جابر سے فرمایا کہ آپ وصیت کی تکمیل کر دیں اِس لیے کہ آپ کی موت کا وقت قریب آ گیا ہے۔ جابر نے یہ سنا اور رونے لگے اور عرض کیا کہ آپ کو اس کا علم کیسے ہوا یہ تو وہ عہد تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے لیا تھا یہ بات آپ تک کیسے پہنچی تو حضرت نے ارشاد فرمایا اے جابر خدا نے ہمیں زمانہ گزشتہ اور قیامت تک ہونے والے امور کا علم عطا فرمایا ہے۔ چنانچہ جابر نے اپنی وصیت کو مکمل کیا اور پھر ان کی وفات ہو گئی۔

(۲۳) —— قتیبی نے عیون الاخبار میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ ہشام نے جناب زید بن علی بن الحسینؑ سے کہا کہ تمہارے بھائی بقرہ نے کیا کیا ہے تو جناب زید نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو انہیں باقر کا نام دیا ہے اور تو انہیں بقرہ کہتا ہے یہ تو مخالفت کی بات ہوئی اور پھر انہوں نے یہ اشعار پڑھے۔ ترجمہ اشعار

جناب باقر علم قبر میں آرام فرما رہے ہیں جو مخلوق کے امام ہیں اور جن کی پیدائش پاک و پاکیزہ ہے ان کے بعد سوائے امام جعفر صادق کے اور کون امام ہو سکتا ہے وہ مخلوق کے پیشوا یکتائے زمانہ اور ارفع و اعلیٰ ہیں اے نیکی اور خیر والے ابو جعفر آپ امام ہیں اور آپ ہی سے کل مصیبت کے دن قیامت میں امیدیں وابستہ ہیں۔ (عیون الاخبار از ابن قتیبہ جلد ۲ صفحہ ۲۱۲) مناقب جلد ۳ صفحہ ۳۲۷)

(۲۴) —— حق کی نعمتوں کے بارے میں باز پرس

کافی میں ابو خالد کابلی سے منقول ہے کہ ایک بار میں امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے صبح کا ناشتہ طلب فرمایا جسے میں نے بھی آپ کے ساتھ تناول کیا وہ ایسا عمدہ کھانا تھا کہ میں نے پہلے کبھی نہیں کھایا تھا جب ہم کھانے سے فارغ ہوئے تو حضرت نے فرمایا اے ابو خالد تمہیں کھانا کیسا لگا تو میں نے عرض کیا کہ میں آپ پر قربان اس سے بہتر اور صاف ستھرا کھانا میں نے کبھی نہیں کھایا اور اسی کے ساتھ میں نے کتاب الٰہی کی یہ آیت پڑھی ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ ؕ التکاثر آیت ۸ پھر تم سے نعمتوں کے بارے میں باز پرس کی جائے گی۔ تو حضرت امام نے فرمایا کہ تم نے حق

کی نعمتوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا کہ تم ان کا شکر بجا لائے یا نہیں۔ (کافی جلد ۲ صفحہ ۲۸۰)

(۲۵) — کافی میں عمر بن بزیع سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ میں امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت آپ ایک کالے رنگ کے پیالے میں سرکہ اور روغن زیتون تناول فرما رہے تھے کہ جس کے درمیان زرد رنگ سے قل ھو اللہ احد لکھا ہوا تھا حضرت نے فرمایا بزیع قریب آؤ چنانچہ میں نے آپ کے ساتھ کھایا جب روٹی ختم ہو گئی تو حضرت امام نے شوربہ کے تین گھونٹ پیے اور بقیہ مجھے دیا جسے میں نے پیا۔ (نفس المصدر جلد ۶ صفحہ ۲۹۸)

(۲۶) — کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میرے پدر بزرگوار کو جب کوئی رنج و غم لاحق ہوتا تو آپ عورتوں اور بچوں کو جمع کر کے بارگاہ الٰہی میں دعا کرتے تھے اور یہ سب آمین کہتے تھے۔ (الکافی جلد ۲ صفحہ ۴۸۷)

(۲۷) — کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میرے پدر بزرگوار ذکر الٰہی میں زیادہ مشغول رہتے تھے جب بھی میں آپ کے ساتھ چلتا تو آپ کی ذکر خداوندی میں مشغولیت رہتی تھی اور جب بھی میں آپ کے ساتھ کھانا کھاتا تھا تو آپ یاد الٰہی میں معروف رہتے تھے آپ لوگوں سے گفتگو فرماتے تو اس وقت بھی خدا کے ذکر سے غافل نہ ہوتے تھے میں نے ایک دفعہ دیکھا کہ آپ کی زبان مبارک تالو سے لگ گئی تو اس وقت بھی زبان پر لا الٰہ الا اللہ کا ورد تھا۔ حضرت فرماتے ہیں کہ پدر بزرگوار ہم سب کو جمع کر کے حکم دیتے تھے کہ ہم ذکر الٰہی میں مشغول ہوں یہاں تک کہ سورج نکل آئے اور ساتھ ہی ساتھ ان کو تلاوت کا حکم دیتے تھے جو ہم میں سے پڑھا ہوا ہوتا تھا اور جو ہم میں سے پڑھا ہوا نہ ہوتا تو اسے یاد الٰہی بجا لانے میں مشغول رہنے کا حکم دیتے تھے۔ (نفس المصدر السابق جلد ۲ صفحہ ۴۹۸)

(۲۸) — سنتِ امام

کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام وسمہ کا خضاب کرتے تھے۔ (المصدر السابق جلد ۶ صفحہ ۴۸۱)

کافی میں ابوشیبہ اسدی سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق سے خضاب لگانے کے بارے میں دریافت کیا تو حضرت نے فرمایا کہ امام حسین اور امام محمد باقر علیہ السلام مہندی اور وسمہ کا خضاب لگاتے تھے۔ (المصدر السابق جلد ۶ صفحہ ۴۸۱)

کافی میں ابوبکر حضرمی سے منقول ہے کہ ایک دفعہ میں ابوعلقمہ حارث بن مغیرہ اور ابوحسان کے ساتھ امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو علقمہ مہندی کا خضاب لگائے ہوئے تھا اور حارث وسمہ کا اور ابوحسان بغیر خضاب کے تھے تو ان میں سے ہر ایک نے کہا کہ خدا کی رحمت آپ کے شامل حال ہو

یہ تو فرمایئے کہ اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے اور اسی کے ساتھ ہر ایک نے اپنی اپنی داڑھی کی طرف اشارہ کیا تو حضرت امام نے فرمایا "بہت عمدہ" تو سب نے عرض کیا کہ کیا امام محمد باقر علیہ السلام وسمہ کا خضاب کرتے تھے تو امام نے جواب میں فرمایا ہاں ایسا ہی تھا۔ (المصدر السابق جلد ۶ صفحہ ۴۸۲)

کافی میں محمد بن مسلم سے منقول ہے کہ ایک بار میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کو دیکھا کہ گوند چبا رہے تھے پھر حضرت نے فرمایا اے محمد وسمہ سے دانت ہلنے لگے ہیں تو میں نے گوند چبایا ہے تاکہ وہ مضبوط رہیں۔ (المصدر السابق جلد ۶ صفحہ ۴۷۲)

معاویہ بن عمار کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کو دیکھا کہ آپ مہندی کا خضاب لگائے ہوئے تھے۔ (المصدر السابق جلد ۶ صفحہ ۴۸۳)

(۲۹) — سدیر صیرفی کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کو دیکھا کہ آپ رخساروں کا خط بنا رہے تھے اور ٹھوڑی کے نیچے کے بال تراش رہے تھے۔ (المصدر السابق جلد ۶ صفحہ ۴۸۶)

حسن زیات بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کو دیکھا کہ آپ ہلکی داڑھی رکھے ہوئے تھے۔ (المصدر السابق جلد ۶ صفحہ ۴۸۷)

محمد بن مسلم سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حجام امام محمد باقر علیہ السلام کی ریش مبارک تراش رہا تھا تو آپ نے حجام سے فرمایا کہ اسے گول بناؤ (المصدر السابق جلد ۶ صفحہ ۴۸۸)

(۳۰) — عبداللہ بن سلیمان کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے ہاتھی دانت کے بارے میں دریافت کیا تو فرمایا کہ کوئی مضائقہ نہیں میرے پاس بھی اس کی ایک کنگھی ہے۔ (المصدر السابق جلد ۶ صفحہ ۴۸۹)

(۳۱) — ناخنوں پر مہندی لگانا

حکم بن عتیبہ سے منقول ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کو دیکھا کہ آپ نے اپنے ناخنوں پر مہندی لگا رکھی ہے اور فرمایا کہ اے حکم تمہارا اس کے بارے میں کیا خیال ہے تو میں نے عرض کیا کہ اب میں کیا کہہ سکتا ہوں جب کہ حضور نے خود مہندی لگالی ہے اتنا ضرور ہے کہ ایسا کام جوان ہی کیا کرتے ہیں تو حضرت نے ارشاد فرمایا اے حکم جب ناخنوں پر سفید داغ پڑ جاتے ہیں تو ان میں تغیر آجاتا ہے یہاں تک کہ وہ مردوں کے ناخنوں کی طرح ہو جاتے ہیں لہٰذا اسے مہندی سے بدل ڈالو۔ (الکافی جلد ۶ صفحہ ۵۹)

(۳۲) — ابوعبیدہ سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ میں ایک دفعہ مکہ اور مدینہ کے درمیان امام محمد باقر علیہ السلام کا رفیق سفر رہا جب آپ حرم کی جانب تشریف لائے تو غسل فرمایا اور اپنی نعلین اتاری اور کچھ دیر کے لیے ننگے پاؤں حرم میں چلتے رہے۔ (نفس المصدر جلد ۴ صفحہ ۳۹۸)

(۳۳) — محمد بن فضیل کنانی کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے قربانی کے گوشت

کے مصرف کے بارے میں دریافت کیا تو فرمایا کہ امام زین العابدین اور امام محمد باقر علیہ السلام اس گوشت کا تہائی حصہ پڑوسیوں کو اور ایک تہائی محتاجوں اور مسکینوں اور ایک تہائی اپنے اہل وعیال پر تقسیم فرماتے تھے۔

(المصدر السابق جلد ۴ صـ۴۹۹)

(۳۴) ——— امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میرے پدر بزرگوار امام محمد باقر علیہ السلام کے گھر میں ایک فاختہ تھی ایک دن آپ نے فاختہ کو کچھ بولتے ہوئے سنا تو اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ تمہیں معلوم ہے کہ یہ فاختہ کیا کہہ رہی ہے سب نے کہا ہمیں معلوم نہیں تو حضرت نے فرمایا یہ کہہ رہی ہے کہ میں نے تمہیں معدوم کر دیا میں نے تمہیں معدوم کر دیا جس پر امام نے فرمایا کہ قبل اس کے کہ یہ ہمیں معدوم کرے ہم اسے ختم کر دیتے ہیں چنانچہ آپ نے حکم دیا کہ اسے ذبح کر دیا جائے اور وہ ذبح کر دی گئی۔

(المصدر السابق جلد ۶ صـ۵۵۱)

(۳۵) ——— کافی میں زرارہ سے منقول ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام ایک مرد قریش کے جنازے میں شریک ہوئے میں بھی حضرت کے ساتھ تھا اور عطا بھی تھے چنانچہ ایک چیخنے والی چیخنے لگی جس پر عطا نے کہا کہ خاموش ہو جا یا پھر ہم چلے جائیں وہ بیان کرتے ہیں کہ کہنے پر بھی وہ خاموش نہ ہوئی۔ زرارہ کہتے ہیں کہ عطا لوٹ گئے اس کا ذکر میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے کیا کہ عطا چلے گئے تو حضرت نے دریافت کیا کہ کیوں چلے گئے۔ میں نے عرض کیا کہ ایک چیخنے والی چیخ رہی تھی تو انہوں نے یہ کہا تھا کہ خاموش ہو جا یا پھر ہم یہاں سے چلے جائیں وہ خاموش نہ ہوئی اور وہ خود واپس چلے گئے تو حضرت امام نے فرمایا کہ ہمارے ساتھ چلے چلو اگر ہم یہ دیکھیں کہ حق کے ساتھ باطل شامل ہو گیا تو کیا ہم حق کو بھی چھوڑ بیٹھیں اور مسلمان کا حق نہ ادا کریں زرارہ کا بیان ہے کہ جب آپ جنازے کی نماز پڑھ چکے تو مرنے والوں کے وارث نے امام کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور تشریف لے جائیں خدا آپ کو اپنی رحمت سے نوازے آپ میں شریک جنازہ ہو کر چلنے کی طاقت نہیں آپ نے سنا اور لوٹنے سے انکار فرمایا یہ دیکھ کر میں نے خدمت میں عرض کیا کہ مولا میت کے وارث نے آپ کو واپس جانے کی اجازت دے دی ہے اور میری ایک حاجت بھی ہے جس کے بارے میں آپ سے سوال کرنا چاہتا ہوں تو حضرت نے فرمایا اچھا چلو نہ تو ہم اس وارث کی اجازت سے شریک جنازہ ہوئے اور نہ ہی اس کی اجازت سے واپس جا رہے ہیں یہ تو فضل و اجر کی طلب تھی جس کے لیے ہم یہاں آئے جنازے کی جتنی بھی مشایعت کی جائے اس کا اجر ملتا ہے۔

(المصدر السابق جلد ۳ صـ۱۷۱)

(۳۶) ═══ درجہ تسلیم ورضا

کافی میں یونس بن یعقوب سے منقول ہے کہ کچھ لوگ امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ آپ کے فرزند سخت بیمار ہیں اور آپ بہت زیادہ بے چین ہیں اور کسی طرح کا سکون نہیں وہ کہتے کہ ان لوگوں نے کہا کہ خدا نہ کرے اگر اس بچہ کی موت واقع ہو گئی تو ہمیں اس کا ڈر ہے کہ ہم جناب

امام سے کوئی ایسی بات دیکھیں جو مکروہ ہو چنانچہ کچھ دیر نہ گزری کہ ان لوگوں نے چیخ کی ایک آواز سنی اور دیکھا کہ حضرت امام خوش اور مسرور باہر تشریف لائے جس کی وہ صورت نہ تھی جو اس سے پہلے تھی لوگوں نے عرض کیا کہ خدا ہمیں آپ کا فدیہ قرار دے ہمیں آپ کی اس حالت سے خوف تھا جو ہم نے دیکھی تھی کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کی وہ کیفیت ہو جائے جو ہمارے لیے غم کا باعث ہو یہ سن کر حضرت امام نے فرمایا کہ ہم چاہتے ہیں کہ مکروہ امر نہ واقع ہو اور جب خدا کا حکم آ جائے تو ہماری خوشی اسی میں ہوتی ہے جس میں خدائے تعالیٰ کی رضا ہوتی ہے۔

(المصدر السابق جلد ۳ صـ۲۲۶)

(۳۷) ——— کافی میں اسحاق بن عمار سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اپنے پدر بزرگوار کے لیے بستر بچھایا کرتا تھا اور آپ کا منتظر رہتا جب آپ بستر پر لیٹ جاتے اور سونے لگتے تھے تو میں اپنے بستر پر آ جاتا تھا ایک رات آپ کو آنے میں دیر ہو گئی تو میں آپ کی تلاش میں مسجد کی طرف آیا اور یہ وہ وقت تھا کہ تمام لوگ اپنے آرام میں تھے میں نے دیکھا کہ پدر بزرگوار سجدہ میں ہیں اور آپ کے علاوہ مسجد میں کوئی نہیں ہے میں نے آپ کی آواز سنی کہ آپ بارگاہ الٰہی میں یوں عرض کر رہے ہیں کہ پروردگار تو پاک و پاکیزہ ہے تو ہی میرا رب ہے میں تجھ ہی سجدہ بندگی کر رہا ہوں پالنے والے میرا عمل کمزور ہے تو اسے میرے لیے دو چند کر دے اور زیادتی عطا فرما بار الٰہا حشر کے دن مجھے اپنے عذاب سے محفوظ رکھ اور میری توبہ کو قبول فرما تو رحیم ہے اور تو ہی توبہ کا قبول کرنے والا ہے۔

(المصدر السابق جلد ۳ صـ۳۲۳)

(۳۸) ═══ صبر جمیل کیا ہے

تہذیب الاحکام میں زرارہ سے منقول ہے کہ ایک دفعہ امام جعفر صادق علیہ السلام کے صاحبزادے سخت بیمار ہو گئے اور امام محمد باقر علیہ السلام ان کے ایک طرف تشریف فرما تھے جب بھی کوئی شخص صاحبزادے کے قریب آتا تو یہ فرماتے تھے کہ ان کے جسم کو ہاتھ نہ لگانا اس سے کمزوری میں اضافہ ہوتا ہے اور یہ جس حالت میں ہیں اس میں زیادتی ہو جائے گی اور اگر اس حالت میں کسی نے جسم کو چھوا اور دبایا تو اس حالت کو مدد ہی ملے گی جب صاحبزادے کی رحلت ہو گئی تو حضرت امام نے ان کی آنکھیں بند کر دینے اور جبڑوں کو باندھ دینے کا حکم دیا چنانچہ ایسا ہی کیا گیا پھر ہم سب سے ارشاد فرمایا کہ ہمیں آہ و فغاں نہ کرنا چاہیے اور جب حکم الٰہی آ جائے اور موت واقع ہو جائے تو سوائے مرضی خداوندی کے آگے سر تسلیم خم کرنے کے کوئی دوسری چیز نہیں اس کے بعد آپ نے تیل منگایا اور اسے ملا اور آنکھوں میں سرمہ لگایا پھر کھانا طلب فرمایا اور دوسروں نے بھی آپ کے ساتھ کھایا اور یہ ارشاد فرمایا کہ یہ ہے صبر جمیل۔ پھر میت کے غسل کا حکم دیا اس کے بعد حضرت نے صوف کی ردا اور چادر پہنی اور صوف ہی کا عمامہ سر پر رکھا اور باہر آ کر نماز

میت پڑھی۔

(تہذیب الاحکام جلد ۱ صفحہ ۲۸۹)

(۳۹) —— کافی میں ابوعبیدہ سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ میں امام محمد باقر علیہ السلام کے ساتھ اکثر سفر میں رہا اور میں ہمیشہ رکاب تھامتا تھا پھر آپ سوار ہوتے تھے جب ہم روانہ ہونے لگتے تھے تو حضرت امام کا یہ طریقہ تھا کہ آپ وہاں نا واقف موجود لوگوں کو بھی سلام کرتے مزاج پرسی اور دریافت احوال فرماتے مصافحہ کرنے کے لیے ہاتھ بڑھاتے تھے اور جب کسی منزل پر اترتے تو سلام کرتے اور حالات کے بارے میں استفسار فرماتے تھے ابوعبیدہ کہتے ہیں کہ میں نے خدمت امام میں عرض کیا کہ آپ تو وہ عجیب عمل بجا لاتے ہیں جو کوئی نہیں کرتا تو حضرت نے ارشاد فرمایا تمہیں مصافحہ کے بارے میں معلوم نہیں کہ جب دو مومن آپس میں ملیں اور ایک ساتھی دوسرے سے مصافحہ کرے تو ان دونوں کے سارے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں جیسے درخت سے پتے گرتے ہیں اور خداوند عالم ان پر اس وقت تک رحمت کی نظر فرماتا ہے جب تک ایک دوسرے سے جدا ہوں۔

(الکافی جلد ۲ صفحہ ۱۷۹)

(۴۰) —— امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ایک دن پدر بزرگوار کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے دیکھا کہ حضرت نے اہل مدینہ کے محتاجوں اور فقیروں میں آٹھ ہزار دینار تقسیم فرما دیئے اور گیارہ غلام آزاد کر دیئے۔

(۴۱) قلب انسانی پر قرآن مجید کے اثرات

کافی میں ابان بن میمون قداح سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ پڑھو تو میں نے عرض کیا کہ کیا پڑھوں تو ارشاد فرمایا کہ قرآن کے نویں سورے کی تلاوت کرو جس پر میں نے اس سورہ کی تلاوت شروع کی تو حضرت نے فرمایا کہ سورۂ یونس پڑھو چنانچہ جب میں نے یہ آیت تلاوت کی "لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَىٰ وَزِيَادَةٌ ۖ وَلَا يَرْهَقُ وُجُوهَهُمْ قَتَرٌ وَلَا ذِلَّةٌ" جن لوگوں نے بھلائی کی ان کے لیے بھلائی ہے بلکہ اس سے بڑھ کر اور نہ ان کے چہروں پر کالک لگی ہوئی ہوگی اور نہ انہیں ذلت ہوگی، تو امام نے فرمایا بس کافی ہے۔ سنو کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب میں قرآن پڑھتا ہوں تو میں بوڑھا کیوں نہیں ہو جاتا۔

(کافی جلد ۲ صفحہ ۶۳۲)

نوٹ بعض اہل علم کی یہ رائے ہے کہ سورہ یونس اس بنا پر نواں سورہ ہے کہ سورہ بقرہ کو پہلا سورہ شمار کیا جائے۔ (آیت نمبر ۲۶)

(۴۲) —— کافی میں ابوالجارود سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جب میں تم سے کسی مسئلہ میں گفتگو کروں تو تم مجھ سے اس کے کتاب الٰہی میں ہونے کے بارے میں پوچھ لیا کرو پھر فرمایا کہ خداوند عالم نے قیل وقال، فساد مال اور سوال کرنے میں زیادتی سے منع فرمایا ہے جس پر حاضرین

نے دریافت کیا کہ فرزند رسول اس کی ممانعت کا ذکر کتاب اللہ میں کہاں آیا ہے تو امام نے فرمایا کہ خداوند عالم کا یہ ارشاد ہے کہ "لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِّن نَّجْوَاهُمْ" (سورہ نساء آیت نمبر ۱۱۴) (ان کی رازکی باتوں سے اکثر میں بھلائی نہیں) کہ "وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمُ الَّتِي جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ قِيَامًا" (سورہ نساء آیت نمبر ۵) (اور اپنے وہ مال جن پر خدا نے تمہاری گزران قرار دی ہے بے وقوفوں کو نہ دے بیٹھو) "لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِن تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ" (سورہ مائدہ آیت نمبر ۱۰۱) (ایسی چیزوں کے بارے میں (رسول سے) نہ پوچھا کرو کہ اگر تمہیں معلوم ہو جائیں تو تمہیں بری معلوم ہوں۔

(کافی جلد ۱ صفحہ ۶۰)

(۴۳) امام کا غلاموں کے کام میں ہاتھ بٹانا

کتاب الزہد میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک خط میں تحریر تھا کہ جب تم اپنے زر خرید لونڈی غلاموں سے کوئی کام لو اور وہ کام ان کے لیے دشوار ہو تو تم بھی ان کے ساتھ مل کر کام کرو۔ امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میرے پدر بزرگوار انہیں کسی کام کا حکم نہیں دیتے تھے بلکہ یوں فرمایا کرتے تھے کہ تم جیسے چاہو اور صورت یہ تھی کہ حضرت یہ ملاحظہ فرماتے تھے کہ اگر مشکل اور بھاری کام ہے تو بسم اللہ کہہ کر ان کے ساتھ کام میں لگ جاتے تھے اور اگر وہ کام سہل اور آسان ہوتا تو ان سے علیحدہ رہتے اور اس کام کو انہی پر چھوڑ دیتے تھے۔

(کتاب الزہد باب بیان مملوک)

(۴۴) —— امالی جناب شیخ رہ میں شقیق بلخی سے منقول ہے کہ ایک کہنے والے نے امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا کہ حضور آج آپ کی صبح کیسی ہوئی تو حضرت نے فرمایا کہ خدا کی نعمتوں میں غرق اور گناہوں کے زیادہ ہونے میں ہم نے صبح کی ہے ہمارا خدا اپنی نعمتوں سے ہماری طرف محبت کی نظر کرتا ہے تو ہم بھی اس کے گناہوں سے دور رہیں اور نفرت کریں ہم اس کے محتاج ہیں اور اسے ہماری ضرورت نہیں اور وہ بے نیاز ہے۔

(امالی ابن الشیخ طوسی صفحہ ۵)

(۴۵) —— کافی میں عبداللہ بن سلیمان سے مروی ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے پنیر کے بارے میں دریافت کیا کہ یہ کیسی چیز ہے تو فرمایا کہ تم نے اس چیز کے بارے میں مجھ سے پوچھا جو مجھے پسند ہے چنانچہ حضرت نے اسی وقت غلام کو ایک درہم دیا اور فرمایا جاؤ ہمارے لیے پنیر خرید لاؤ آپ نے ناشتہ طلب فرمایا تو میں نے بھی ساتھ میں ناشتہ کیا اتنے میں غلام پنیر لے آیا تو حضرت نے اسے تناول فرمایا اور میں نے بھی کھایا۔

(الکافی جلد ۶ صفحہ ۳۳۹)

(۴۶) غسل جنابت میّت

کافی میں محمد بن سلیمان دیلمی کے والد سے منقول ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک دفعہ عبداللہ بن قیس ماصر امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے عرض کیا کہ مجھے یہ بتلایئے کہ مردے کو غسل جنابت کیوں دیا جاتا ہے تو حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اس کے بارے میں میں تجھے نہیں بتاؤں گا چنانچہ ابن قیس ماصر وہاں سے اٹھ کر چلا گیا اور ایک شیعہ سے ملا اور کہنے لگا کہ اے علیؑ کے شیعو تمہارے بارے میں مجھے تعجب و حیرت ہے کہ تم اس شخص سے محبت کرتے ہو اور اس کی اطاعت بجا لاتے ہو کہ اگر وہ تمہیں اپنی عبادت کے لیے بلائے تو یقیناً تم اس کی طرف چلے جاؤ گے جن سے میں نے ایک مسئلہ پوچھا تو وہ اس کا کوئی جواب نہ دے سکے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ کچھ عرصہ کے بعد عبداللہ بن قیس پھر خدمت امام میں حاضر ہوا اور اس نے وہی سوال دہرایا جس پر پھر حضرت نے یہی فرمایا کہ میں تجھے نہیں بتاؤں گا۔ عبداللہ چلا گیا اور اس نے اپنے ایک دوست سے کہا کہ شیعوں کے پاس جاؤ اور ان کے ساتھ رہ کر اپنی محبت کا اظہار کرتے رہو اور مجھ سے اپنی بیزاری دکھاؤ اور میری برائی کرتے رہو جب حج کا زمانہ آئے تو تم میرے پاس آنا میں تمہارے ہر مقصد کو پورا کر دوں گا اور جو چاہو گے وہ دوں گا اور تم ان شیعوں سے کہنا کہ امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں چلیں جب تم ان کی خدمت میں حاضر ہو تو ان سے میت کے بارے میں دریافت کرنا کہ اُسے غسل جنابت کیوں دیا جاتا ہے۔

وہ یہ سب کچھ سُن کر شیعوں کے پاس چلا گیا اور موسم حج تک ان کے ساتھ رہا اور ان کے دین کو سمجھتا رہا اور اُسے قبول کر لیا اور ابن قیس کی بات کو اس خوف سے دل میں چھپائے رہا کہ کہیں حج سے محروم نہ ہو جائے جب حج کے دن آئے تو وہ شخص ابن قیس کے پاس آیا تو اس نے اسے بطور ہمدردی عطیہ و بخشش کی وہ چلا گیا اور جب مدینہ آیا تو اس کے ساتھیوں نے کہا کہ تم اسی جگہ ٹھہرو ہم حضرت امام سے تمہارا ذکر کریں گے اور درخواست کریں گے کہ تمہیں حاضری کی اجازت مل جائے۔

جب یہ لوگ امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں پہنچے تو آپ نے دریافت کیا کہ تمہارا ساتھی کہاں ہے تم نے اس کے ساتھ انصاف نہیں کیا تو وہ کہنے لگے کہ حضور ہمیں تو اس کا پتہ ہی نہیں کہ ہم نے کیا ناانصافی کی ہم تو اس بات کو سمجھے ہی نہیں تو حضرت نے انہی میں سے ایک شخص کو بھیج کر اُسے بلوایا جب وہ حاضر خدمت ہوا تو آپ نے اُسے خوش آمدید کہا اور فرمایا یہ بتاؤ کہ تم آج کے دن کو اس سے پہلے کے مقابلہ میں کیسا پاتے ہو تو اس نے جواب دیا کہ میں تو کوئی فرق محسوس نہیں کرتا تو امام نے فرمایا کہ تم ٹھیک کہتے ہو لیکن تمہاری پچھلی عبادت آج کی عبادت سے زیادہ سہل اور آسان تھی اس لیے

کہ حق بھاری ہوتا ہے اور شیطان ہمارے شیعوں پر تعینات ہے جس کا سبب یہ ہے کہ دوسرے لوگوں نے اپنے نفسوں کو اس لیے رکھ چھوڑا ہے۔ اس سے پہلے کہ تم مجھ سے پوچھو میں تمہیں بتائے دیتا ہوں کہ ابن قیس نے تم سے کیا کیا کہا ہے اور ان تمام باتوں کی اطلاع دیئے دیتا ہوں جو کچھ اُس نے تمہیں بتائی ہیں۔ اگر چاہو تو سب باتیں کہہ دوں اور اگر تم انہیں چھپانا چاہتے ہو تو یہی سہی۔ سنو کہ خداوند عالم نے کچھ پیدا کرنے والے خلق فرمائے ہیں جب خدا نے چاہا کہ وہ مخلوق کو پیدا کرے تو اس نے انہیں حکم دیا تو انہوں نے وہ مٹی اٹھائی جس کا اس نے قرآن مجید میں ذکر کیا ہے۔۔ مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَىٰ (سورہ طٰہٰ آیت ۵۵) ہم نے اس مٹی سے تمہیں پیدا کیا اور اسی میں لوٹا دیں گے اور پھر ہم دوبارہ اسی سے تمہیں باہر نکالیں گے) تو نطفہ اسی مٹی میں گوندھا گیا جس سے اس نے پیدا کیا اور چالیس دن تک اسے رحم میں ٹھہرایا جب چالیس دن پورے ہو جاتے ہیں تو وہ ذمہ دار فرشتے عرض کرتے ہیں کہ بار الہا تو اسے کیا بنانا چاہتا ہے تو اس کی مشیت میں لڑکا یا لڑکی سفید و سیاہ جو بھی ہوتا ہے اس کا حکم کرتا ہے جب روح بدن سے نکل جاتی ہے تو بعینہٖ وہ نطفہ جسم سے نکل جاتا ہے جس طرح کہ پیدائش کے وقت ڈالا گیا تھا خواہ مرنے والا بچہ ہو یا بوڑھا مرد ہو یا عورت اسی لیے تو میت کو غسل جنابت دیا جاتا ہے یہ سُن کر وہ شخص کہنے لگا کہ فرزند رسول خدا کی قسم میں ابن قیس ماصر کو یہ سب کچھ کبھی نہ بتاؤں گا جس پر حضرت امام نے فرمایا یہ تمہاری ذمہ داری ہے۔ (نفس المصدر جلد ۲ صفحہ ۱۶۱)

ساتواں باب

معجزاتِ امامؑ اور سفرِ شام

السید بن طاؤس علیہ الرحمۃ نے کتاب امان الاخطار میں دلائل الامامۃ محمد بن جریر طبری سے نقل کرتے ہوئے امام جعفر صادق علیہ السلام کی زبانی امام محمد باقر علیہ السلام کے معجزات کے سلسلے میں یہ واقعہ لکھا ہے کہ ایک سال ہشام بن عبدالملک بن مروان حج کے لیے آیا اور اسی سال امام محمد باقر علیہ السلام اور آپ کے فرزند امام جعفر صادق علیہ السلام بھی حج کے لیے آئے تھے تو امام جعفر صادق علیہ السلام نے حمدالٰہی کرتے ہوئے کہا کہ تمام تعریفیں اُس خدا کے لیے ہیں جس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبی برحق بنا کر مبعوث فرمایا اور ان کے ذریعے سے ہمیں عزت و عظمت عطا فرمائی ہم تمام مخلوق میں اس کے برگزیدہ اور روئے زمین پر اس کے خلفاء ہیں جس نے ہماری پیروی کی وہ نیک بخت اور سعید رہا اور جس نے ہم سے دشمنی کی اور ہمارا مقابل رہا وہ شقی اور بدبخت ہے۔

مسلمہ نے جو کچھ حضرت امام سے سنا تھا اپنے بھائی ہشام سے بیان کر دیا لیکن اس وقت تو وہ ہم سے کچھ نہ بولا حج کے بعد وہ دمشق چلا گیا اور ہم مدینہ واپس آ گئے وہاں پہنچ کر اس نے حاکم مدینہ کے پاس اپنے قاصد کو خط دے کر روانہ کیا جس میں لکھا تھا کہ میرے پدر بزرگوار اور ان کے ہمراہ مجھے دمشق روانہ کر دے چنانچہ ہم مدینہ سے نکالے گئے اور جب دمشق میں پہنچے تو اُس نے تین دن تک ہمیں روکے رکھا پھر چوتھے روز ہمیں اس کے دربار میں آنے کی اجازت ملی جب ہم داخل ہوئے تو ہشام تخت شاہی پر بیٹھا ہوا تھا اور اس کے مخصوص لشکر کے آدمی اور خواص اسلحہ باندھے ہوئے اس کے پاس خاموش کھڑے تھے اور اس کے سامنے تیراندازی کا ایک نشان کھڑا ہوا تھا جس پر اُس کے آدمی تیر مارتے تھے جب ہم داخل ہوئے تو میرے پدر بزرگوار آگے آگے تھے اور میں آپ کے پیچھے تھا۔ ہشام کہنے لگا کہ اے محمد تم بھی ان کے ساتھ تیر مارو تو حضرت امام نے فرمایا مجھے معاف رکھو میں بوڑھا ہو گیا ہوں۔ ہشام نے کہا

کہ اُس ذات کی قسم ہے جس نے ہمیں اپنے دین اور اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے عزت عطا کی میں معاف نہیں دوں گا۔ اس کے بعد اس نے بنی امیہ کے ایک بوڑھے کی طرف اشارہ کیا کہ آپ کو اپنی کمان دے چنانچہ جناب امام نے تیر کو لیا اور اسے کمان کے بیچ میں رکھا پھر اُسے کھینچا اور نشان کے درمیان میں تیر کو پیوست کر دیا پھر دوسرا تیر مارا جو پہلے تیر کے پیکان پر بیٹھا یہاں تک کہ پے در پے آپ نے نو تیر چلائے کہ ایک تیر دوسرے کے پیکان میں بیٹھتا تھا یہ دیکھ کر ہشام پریشان ہو گیا اس لیے کہ اس کی غرض تو آپ کی منقصت تھی اور یہاں معاملہ دوسرا ہو گیا وہ اور کچھ تو نہ کہہ سکا صرف اتنا بولا کہ اے ابو جعفرؑ آپ تو عرب و عجم میں بہترین تیر انداز ہیں آپ نے یہ کیسے سمجھ لیا کہ آپ بوڑھے ہو گئے ہیں پھر ہشام کو اپنے کیے پر ندامت ہوئی۔

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ہشام نے اپنے دورِ حکومت میں میرے پدر بزرگوار سے پہلے اور ان کے بعد کسی کو کنیت سے نہیں پکارا تھا چنانچہ وہ سر جھکائے فکری انداز میں زمین کی طرف نظریں جمائے رہا۔ میں اور میرے پدر بزرگوار اس کے سامنے کھڑے رہے جب کھڑے کھڑے دیر ہو گئی تو میرے پدر بزرگوار کو اس کے اس طرزِ عمل پر غصہ آیا اور آپ کی یہ عادت تھی کہ جب غصہ آتا تھا تو غصہ کی نظر سے آسمان کی طرف دیکھا کرتے تھے کہ دیکھنے والا آپ کے چہرہ سے غصہ کا اندازہ کر لیتا تھا جب ہشام نے پدر بزرگوار کی یہ کیفیت دیکھی تو کہنے لگا کہ اے محمدؐ آپ میرے پاس تخت کے قریب تشریف لائیے چنانچہ حضرت تخت کے قریب ہوئے اور میں آپ کے پیچھے تھا جب آپ ہشام کے قریب آ گئے تو وہ تعظیماً کھڑا ہو گیا اور آپ کو گلے لگایا اور اپنی داہنی طرف بٹھایا پھر مجھ سے گلے ملا اور مجھے پدر بزرگوار کی داہنی جانب بٹھایا پھر میرے پدر بزرگوار کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا کہ اے محمدؐ قریش عرب و عجم پر آپ کی وجہ سے فخر کرتے رہیں گے جب تک آپ جیسی ہستی موجود رہے گی۔ یہ تو فرمائیے کہ آپ نے تیر اندازی کا یہ فن کس سے سیکھا اور کتنی مدت میں؟ آپ نے جواب دیا کہ تمہیں معلوم ہے کہ یہ فن اہل مدینہ میں عام ہے اور میں بھی بچپن میں اس سے شغل رکھتا تھا پھر میں نے اسے چھوڑ دیا اب جب کہ تم نے اس کی خواہش کی تو میں نے اسے پھر اختیار کیا جس پر ہشام کہنے لگا کہ میں نے ایسی تیر اندازی کبھی نہیں دیکھی اور میرا تو یہ خیال ہے کہ روئے زمین پر آپ کی طرح کا کوئی تیر انداز نہ ہو گا کیا آپ کی طرح آپ کے فرزند جعفرؑ بھی تیر اندازی کرتے ہیں تو حضرت امام نے فرمایا کہ ہم تو کمالات کے وارث ہیں جو خداوند عالم نے بفحوائے آیہ مبارکہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر نازل فرمائے جس میں ارشاد ہوا کہ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا (سورہ مائدہ آیت ۳) (آج میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمتوں کو پورا کر دیا اور تمہارے لیے دین اسلام کو پسند کیا اور زمین اس ہستی سے خالی نہیں رہتی جو ان امور کی تکمیل کرے جن سے ہمارے علاوہ ہر آدمی قاصر رہتا ہے۔

حضرت فرماتے ہیں کہ جب ہشام نے میرے پدر بزرگوار کی یہ باتیں سنیں تو اس کی آنکھ

کا ڈول بدل دیا گیا اور سرخ ہو گئی اور چہرہ تمتما گیا اور یہ اس کے غصہ کی علامت تھی اس کے بعد وہ کچھ دیر تک خاموش بیٹھا رہا اور سر اٹھایا تو میرے پدر بزرگوار سے کہنے لگا کیا ہماری اور تمہاری نسبت ایک نہیں ہے کہ ہم سب عبد مناف کی اولاد ہیں تو حضرت نے جواب میں فرمایا کہ ہاں ہے تو ایسا ہی لیکن خداوند عالم نے ہمیں اپنے خفیہ راز اور اپنے خاص علم سے خصوصیت عطا فرمائی ہے جس سے ہمارے علاوہ کوئی دوسرا مخصوص نہیں ہوا۔ ہشام کہنے لگا کہ کیا ایسا نہیں ہے کہ خداوند عالم نے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو خاندانِ عبد مناف میں سے تمام سرخ و سیاہ و سفید کی طرف مبعوث فرمایا ہے لہٰذا یہ ورثہ تمہارے لیے کہاں سے مخصوص ہو گیا کہ جس میں تمہارے سوا کسی دوسرے کا حق نہیں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم تو تمام دنیا کے لیے نبی بھیجے گئے ہیں خداوند عالم تو ارشاد فرماتا ہے کہ

وَلِلّٰهِ مِیْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (سورہ آل عمران آیت ۱۸۰) (آسمان و زمین کی وراثت و بادشاہت خدا ہی کے لیے ہے) تو پھر آپ اس علم کے وارث کہاں سے ٹھہر گئے؟ نہ تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ السلام کے بعد کوئی نبی آئے گا اور نہ آپ نبی ہیں حضرت امام نے جواب دیا کہ خدا نے ہمیں اپنے خاص علم سے اس طرح مخصوص فرمایا ہے کہ اس نے اپنے نبی پر وحی بھیجی اور یوں ارشاد فرمایا کہ "لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ (سورہ القیامۃ آیت ۱۶) (اے رسول) وحی کے جلدی یاد کرنے کے لیے اپنی زبان کو حرکت نہ دو) جس نے ہمارے غیر کے لیے وحی کے ساتھ اپنی زبان کو حرکت نہیں دی تو اسے خدا نے حکم دیا کہ وہ ہمارے غیر کو چھوڑ کر سارے علم سے ہمیں مخصوص کریں اسی وجہ سے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اپنے بھائی حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام کو تمام علوم و اسرار سے مخصوص فرمایا اور دوسرے اصحاب کو ان سے آگاہ نہ کیا چنانچہ قرآن مجید میں یہ ارشاد ہوا۔

وَتَعِیَهَآ اُذُنٌ وَّاعِیَةٌ (سورہ الحاقۃ آیت ۱۲) اور (ہم نے) ایسے یاد رکھنے والے کان عطا کیے تاکہ وہ اس کو یاد رکھیں۔ اس آیہ مبارکہ کے نزول کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ میں نے خداوند عالم سے سوال کیا ہے کہ اے علی وہ تمہارے کانوں کو ایسا ہی بنا دے اسی لیے تو امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام نے کوفہ میں ارشاد فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے مجھے علم کے ہزار باب تعلیم فرمائے اور ہر باب سے میرے لیے ہزار ابواب کھل گئے۔ رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلّم نے حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کو اپنے خفیہ رازوں سے مخصوص فرمایا تھا جس کی بنا پر وہ خدا کی تمام مخلوق میں افضل قرار پاتے ہیں تو جس طرح خدا نے اپنے نبی کو خصوصیت بخشی اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اپنے بھائی حضرت علی علیہ السلام کو اپنے راز دل سے مخصوص فرمایا اور کسی دوسرے کو اس کا اہل نہیں سمجھا یہاں تک کہ یہ مخفی علوم ہماری طرف منتقل ہوئے اور ہم ان کے وارث قرار پائے۔

ہشام کہنے لگا کہ حضرت علی (علیہ السلام) تو علم غیب کا بھی دعویٰ کرتے تھے حالانکہ خدا نے علم غیب میں کسی کو اپنا شریک نہیں کیا پھر انہوں نے یہ دعویٰ کیسے کر لیا۔ امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میرے پدرِ بزرگوار نے جواب دیا کہ خدا نے اپنے نبی پر وہ کتاب نازل فرمائی ہے جس میں گزشتہ اوقات تک آنے والی ہر چیز کا علم موجود ہے جیسا کہ ارشاد ہوا وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ (سورہ النحل آیت ۸۹) اور ہم نے تم پر کتاب نازل کی جس پر ہر چیز کا بیان ہے اور مسلمانوں کے لیے ہدایت و رحمت و خوش خبری ہے اور یہ بھی ارشاد ہوا کہ وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُّبِينٍ (سورہ یٰسین آیت نمبر ۱۲) ہم نے ہر چیز کو ایک صریح و روشن پیشوا میں گھیر دیا ہے اور یوں بھی ارشاد فرمایا کہ مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِن شَيْءٍ (سورہ الانعام آیت ۳۸) ہم نے کتاب میں کوئی بات فروگذاشت نہیں کی ہے) اور خدا نے اپنے نبی کو وحی کی کہ جو جو غیب کے اسرار ان پر آشکار کر دیئے گئے ہیں وہ سب علی (علیہ السلام) کو بتا دیں چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کو حکم دیا کہ ان کے بعد قرآن کو جمع کریں اور ان کے غسل و تدفین و تکفین میں وراثت کو انجام دیں جب کہ کوئی اور دوسرا موجود نہ ہو اور اپنے اصحاب سے فرمایا تھا کہ تم پر اور میرے اہل پر حرام ہے کہ میرے بھائی علی علیہ السلام کے علاوہ میرے ستر کو دیکھیں اس لیے کہ علیؑ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں جو میرے لیے ہے وہ علیؑ کے لیے ہے اور جو ان پر لازم ہے وہی مجھ پر لازم ہے وہ میرا قرض ادا کرنے والے ہیں اور میرے وعدوں کو پورا کرنے والے ہیں پھر اصحاب سے فرمایا کہ میرے بعد علیؑ منافقوں سے تاویلِ قرآن پر اسی طرح قتال کریں گے جس طرح میں نے تنزیلِ قرآن پر کافروں سے قتال کیا اور سوائے علی بن ابی طالب علیہ السلام کے کسی پاس مکمل تاویلِ قرآن نہیں ہے۔ اسی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے زیادہ علم قضا کے عالم علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں یعنی وہ تمہارے قاضی ہیں۔

جناب عمر بن الخطابؓ فرمایا کرتے تھے اگر علی نہ ہوتے تو میں ہلاک ہو جاتا یہ جناب عمر کی حضرت علیؑ کے علم پر گواہی تھی اور ان کے تبحر سے انکار تھا۔

یہ سب کچھ سننے کے بعد ہشام نے اپنا سر جھکا لیا اور پھر سر کو اٹھا کر بولا کہ آپ کی جو حاجت ہو بیان فرمایئے تو حضرت امام نے فرمایا کہ میرے پیچھے میرے اہل خانہ یہاں آنے سے خوف زدہ ہیں لہذا واپسی کی اجازت دی جائے تو ہشام کہنے لگا کہ خدا ان کی طرف آپ کی واپسی سے ان کی پریشانی کو دور کرے آپ زیادہ دیر نہ ٹھہریں اور آج ہی تشریف لے جائیں امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ پدرِ بزرگوار نے اس سے معانقہ فرمایا اور دعا دی اور میں نے بھی پدرِ بزرگوار کی طرح عمل کیا پھر حضرت کھڑے ہو گئے اور میں بھی ساتھ کھڑا ہوا جب ہم دروازے کی طرف آئے تو دیکھا کہ میدان میں لوگوں کا

بڑا مجمع ہے پدرِ بزرگوار نے دریافت فرمایا کہ یہ کون لوگ ہیں تو دربان نے کہا کہ یہ پادری اور راہب ہیں اور یہ ان کا ایک بڑا عالم ہے جو سال میں ایک دن ان کے پاس آتا ہے یہ لوگ اس سے مسائل دریافت کرتے ہیں اور وہ انہیں جوابات دیتا ہے یہ سن کر حضرت امام نے اپنے چہرہ کو ردا کے دامن سے چھپایا تاکہ کوئی شناخت نہ کرے اور میں نے بھی اسی طرح کیا چنانچہ وہاں جا کر آپ ان کی جماعت میں بیٹھ گئے اور میں آپ سے پیچھے بیٹھا اس کی اطلاع ہشام کو ہوئی تو اس نے اپنے کچھ غلاموں کو حکم دیا کہ وہاں جائیں اور دیکھیں کہ امام کیا کرتے ہیں وہاں مسلمانوں کی بھی ایک تعداد جمع ہو گئی اور وہ ہمارے چاروں طرف بیٹھ گئے اتنے میں وہ نصرانی عالم آیا جو اتنا بوڑھا تھا کہ اس نے بھنوؤں کو ایک زرد ریشمی کپڑے سے باندھ رکھا تھا ہم درمیان میں بیٹھے جب وہ عالم آیا تو سارے پادری اور راہب اس کی تعظیم کو اٹھ کھڑے ہوئے اور صدرِ مجلس میں بٹھایا اور اس کے اصحاب اس کے چاروں طرف بیٹھے اور میرے پدرِ بزرگوار اور میں ان لوگوں کے درمیان میں۔ اس عالم نے مجمع پر ایک نظر ڈالی اور میرے پدرِ بزرگوار سے کہنے لگا کہ کیا آپ ہم میں سے ہیں یا امتِ مرحومہ میں سے؟ تو حضرت نے فرمایا کہ میں امتِ مرحومہ میں سے ہوں جس پر وہ نصرانی عالم کہنے لگا کہ کیا آپ اس امت کے علماء میں سے ہیں یا ان کے جاہلوں میں سے؟ تو حضرت نے جواب دیا کہ میں ان جاہلوں میں سے نہیں ہوں" یہ جوابات سن کر وہ پریشان ہو گیا۔

پھر بولا کہ میں آپ سے کچھ سوال کروں گا تو حضرت نے فرمایا کہ جو پوچھنا ہے پوچھو وہ بولا کہ آپ لوگ یہ کیسے کہتے ہیں کہ اہلِ جنت کھائیں پئیں گے لیکن پیشاب پاخانہ نہ کریں گے۔ دنیا میں کوئی ایسی مثال بتایئے تو حضرت نے فرمایا کہ بچہ شکمِ مادر میں کھاتا ہے لیکن پیشاب پاخانہ نہیں کرتا امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ وہ نصرانی عالم سخت پریشان ہو گیا اور کہنے لگا کہ آپ نے یہ نہیں کہا تھا کہ میں اس امت کے علماء میں سے نہیں ہوں تو حضرت نے فرمایا کہ میں نے تو یہ کہا تھا کہ میں جاہلوں میں سے نہیں ہوں یہ گفتگو ہشام کے ساتھی سن رہے تھے اب وہ عالم نصرانی کہنے لگا کہ میں آپ سے ایک اور سوال کرنا چاہتا ہوں حضرت نے فرمایا سوال کرو اس نے کہا کہ آپ کا یہ کیسا دعویٰ ہے کہ جنت کے میوے ہمیشہ تر و تازہ ہی رہیں گے اور کبھی کم نہ ہوں گے اس کی کیا دلیل ہے تو فرمایا کہ مٹی تر و تازہ رہتی ہے اور کبھی ختم نہیں ہوتی یہ سن کر وہ پھر سخت پریشان ہوا اور کہنے لگا کہ کیا آپ نے یہ نہیں کہا تھا کہ میں اس امت کے علماء میں سے نہیں ہوں تو امام نے فرمایا کہ میں نے یہ کہا تھا کہ میں امت کے جاہلوں میں سے نہیں ہوں نصرانی کہنے لگا کہ ایک سوال اور ہے تو امام نے فرمایا پوچھو تو بولا وہ کون سا وقت ہے جو نہ رات میں شامل ہے اور نہ دن میں تو حضرت نے فرمایا کہ وہ ساعت صبح طلوعِ آفتاب کے درمیان ہے جس میں بیمار سکون پاتے ہیں اور جنہیں نیند نہ آئی ہو وہ بھی سو جاتے ہیں اور غش میں

پڑے ہوئے لوگوں کو افاقہ ہوجاتا ہے خدا نے اس وقت کو دنیا سے رغبت رکھنے والوں کے لیے رغبت بنایا ہے اور آخرت کی طرف رغبت رکھنے والوں کے لیے یہ وقت ایک کھلی دلیل ہے اور سرکش منکروں پر یہ وقت ایک حجت ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ وہ نصرانی عالم چیخ پڑا اور بولا کہ ایک مسئلہ اور باقی ہے خدا کی قسم میں وہ سوال کروں گا کہ آپ کبھی اس کا جواب نہ دے سکیں گے امام نے فرمایا وہ بھی پوچھ لو اور میں سمجھتا ہوں کہ تم اپنی قسم میں جھوٹے ثابت ہو گے تو نصرانی کہنے لگا کہ ان دو ساتھ پیدا ہونے والے آدمیوں کے بارے میں بتایئے جو ایک ہی دن پیدا ہوئے اور ایک ہی دن مرے اس دنیا میں ایک کی عمر پچاس سال ہوئی اور دوسرے کی ایک سو پچاس سال۔ فرمایئے کہ یہ دو شخص کون تھے تو حضرت نے جواب دیا کہ وہ دونوں عزیر اور عزیرہ تھے دونوں ایک ہی دن پیدا ہوئے جب یہ دونوں پچیس سال کی عمر کو پہنچے تو عزیر نبی اپنے گدھے پر سوار ہو کر انطاکیہ کے ایک گاؤں میں سے گزرے وہ بستی ایسی اجڑی پڑی تھی کہ اپنی چھتوں پر ڈھے کر گر پڑی تھی تو عزیر نبی نے کہا کہ خدا اس بستی کو اس کی تباہی کے بعد کس طرح زندہ کرے گا جیسے قرآن مجید میں یوں فرمایا گیا ہے۔ أَنَّىٰ يُحْيِي هَٰذِهِ اللَّهُ بَعْدَ مَوْتِهَا (سورہ البقرہ آیت ۲۵۹) حالانکہ وہ خدا کے منتخب بندے تھے اور خدا نے انہیں ہدایت بھی کر دی تھی جب انہوں نے ایسی بات کہی تو خدا ان پر غضبناک ہوا اور ایک سو سال تک انہیں مردہ رکھا جوان کے اس کہنے پر خدا کی ناراضگی کی وجہ سے تھا اور پھر انہیں زندہ کر دیا اور وہ گدھا بھی زندہ ہوا جو ان کے ساتھ مر چکا تھا ان کا کھانا وغیرہ بھی جوں کا توں تھا جب جناب عزیر گھر کی طرف لوٹے تو ان کے بھائی عزیرہ نے انہیں نہ پہچانا اور مہمانی کی درخواست کی چنانچہ یہ ان کے مہمان رہے عزیرہ کے بیٹے پوتے ان کے پاس آئے جو بوڑھے ہو چکے تھے اور عزیر پچیس سال کے جوان تھے۔ چنانچہ عزیر اپنے بھائی اور بیٹے کو یاد دلاتے رہے جو بوڑھے ہو چکے تھے ان لوگوں نے کہا کہ یہ باتیں تمہیں کیسے معلوم ہیں جب کہ برسوں کی طویل مدت گزر چکی ہے عزیرہ جو ایک سو پچیس سال کے بوڑھے تھے کہنے لگے کہ میں نے آج تک پچیس سال کے کسی جوان کو نہیں دیکھا جوان واقعات کو تم سے زیادہ جانتا ہو جو میرے اور میرے بھائی عزیر کے درمیان ہوتے یہ بتاؤ کہ تم اہل آسمان سے ہو یا زمین کے رہنے والوں میں سے؟ تو عزیر کہنے لگے کہ اے عزیرہ میں عزیر ہوں خدا مجھ سے میرے اس قول پر ناراض ہوا جو میں نے کہا تھا جب کہ اس نے مجھے اپنا نبی منتخب کیا اور مجھے ہدایت بھی دی نتیجہ یہ ہوا کہ اس نے سو سال تک مجھے مردہ رکھا پھر دوبارہ زندگی عطا کی تاکہ اس کا یقین بڑھے کہ خدا ہر چیز پر قادر ہے یہ تو دیکھو یہ میرا گدھا ہے اور یہ میرے کھانے پینے کا سامان ہے جو جاتے وقت میں اپنے ساتھ لے گیا تھا خدا نے اسے بھی ویسے کا ویسا ہی لوٹا دیا چنانچہ

انہیں ان باتوں سے یقین آ گیا اور عزیر نے ان میں پچیس سال زندگی گزاری پھر ایک ہی دن میں انہوں نے اور ان کے بھائی عزیرہ نے دنیا سے کوچ کیا۔

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ سن کر وہ عالم اور تمام نصرانی کھڑے ہو گئے اور وہ عالم ان سے کہنے لگا کہ تم ایسے شخص کو میرے پاس لے آئے جو مجھ سے بہت زیادہ عالم ہے اور تم نے اسے اپنے ساتھ بٹھا لیا اس نے تو میری توہین اور بے عزتی کر دی اور میں جانتا ہوں کہ مسلمانوں میں ایسے لوگ ہیں جنہوں نے ہمارے علوم کا احاطہ کر لیا ہے اور ان کے پاس وہ سب کچھ ہے جو ہمارے پاس نہیں ہے خدا کی قسم میں اب کچھ نہ بولوں گا اور ایک سال بھی زندہ رہا تو گوشہ میں بیٹھا رہوں گا۔ آخر کار سب لوگ منتشر ہو گئے لیکن میرے پدر بزرگوار اپنی جگہ پر تشریف فرما رہے اور میں بھی بیٹھا رہا اور یہ خبر ہشام تک پہنچ گئی۔

جب سب لوگ چلے گئے تو پدر بزرگوار کھڑے ہوئے اور اس مقام کی طرف چلے جہاں ٹھہرے ہوئے تھے۔ اتنے میں ہشام کا قاصد عطیہ کے ساتھ آیا اور کہنے لگا کہ اسی وقت مدینہ کی جانب چلے جائیں اور یہاں نہ رکیں اس لیے کہ لوگوں میں بے چینی پھیلی ہوئی ہے اور اس بارے میں چہ میگوئیاں جاری ہیں جو میرے پدر بزرگوار اور نصرانی عالم کے درمیان گفتگو ہوئی تھی۔ چنانچہ ہم سواریوں سے مدینہ کی طرف روانہ ہوئے اور ہماری روانگی سے پہلے ہشام نے قاصد کے ذریعے حاکم مدین کو لکھ بھیجا کہ ابوتراب کے یہ دونوں فرزند محمد بن علیؑ اور جعفر بن محمدؑ (معاذ اللہ) جادوگر اور جھوٹے ہیں (بلکہ ہشام بدبخت خود ہی ملعون تھا) اور اسلام کا اظہار کرتے ہیں یہ میرے پاس آئے تھے جب میں نے انہیں مدینہ جانے کا حکم دیا تو یہ نصرانی کافروں کے پادریوں اور راہبوں کی جانب مائل ہو گئے اور انہوں نے ظاہر میں اپنے دین کو دکھایا اور یہ دونوں اسلام سے کفر میں دین نصاریٰ کی طرف چلے گئے اور عیسائیت میں ان کے قریب آ گئے میں یہ پسند نہیں کرتا کہ انہیں سزا دوں لہٰذا تم میرا یہ خط پڑھتے ہی لوگوں میں منادی کرا دو کہ میں ان لوگوں سے بری الذمہ ہوں جو ان دونوں سے لین دین کریں یا مصافحہ کریں یا انہیں سلام کریں اس لیے کہ یہ دونوں اسلام سے پھر گئے ہیں مناسب یہ ہے کہ انہیں اور ان کی سواری کے جانوروں اور ان کے غلاموں اور ان سب کو جوان کے ساتھ ہوں قتل کر دیا جائے۔

جب ہم شہر مدین کے قریب پہنچے تو میرے پدر بزرگوار نے غلاموں کو آگے روانہ کیا تاکہ وہ ہمارے لیے جائے قیام کی تلاش کریں اور ہمارے جانوروں کے لیے چارے کا انتظام کریں اور ہمارے لیے کھانے کا بندوبست کریں جب ہمارے غلام شہر کے دروازے کے قریب آئے تو لوگوں نے دروازہ بند کر دیا اور ہمارے لیے برے الفاظ کہنے لگے اور حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کی شان میں گستاخیاں کیں اور بولے کہ تمہارے لیے ہمارے یہاں رہائش کی کوئی جگہ نہیں اور نہ تم سے ہماری کوئی خرید و فروخت ہو گی اسے کا فرادہ مرکو

اور اے مرتد لوگو اور جھوٹ بولنے والو اور اے بدترین خلق (معاذ اللہ) کان کھول کر سن لو۔ ہمارے غلام وہیں رکے رہے یہاں تک کہ ہم بھی پہنچ گئے تو میرے پدر بزرگوار نے ان لوگوں سے نرم انداز میں بات کی اور فرمایا کہ خدا سے ڈرو اور تند خوئی اختیار نہ کرو ہم ویسے نہیں جیسی کہ تمہیں اطلاعات ملی ہیں اور تم ہمیں جیسا سمجھتے ہو ہم وہ نہیں لہٰذا ہماری بات سنو چلو تم یہی فرض کر لو جو تم کہتے ہو لیکن ہمارے لیے دروازہ تو کھول دو ہم سے خرید و فروخت کرو جیسا کہ تم یہود و نصاریٰ اور مجوسیوں سے لین دین کرتے ہو تو وہ لوگ کہنے لگے کہ تم ان سے بھی بدتر ہو اس لیے کہ وہ لوگ جزیہ تو دیتے ہیں اور تم تو یہ بھی نہیں دیتے۔ امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میرے پدر بزرگوار نے ان سے فرمایا کہ دروازہ تو کھولو ہم سے جزیہ لے لینا جیسے کہ تم یہود و نصاریٰ سے لیتے ہو وہ کہنے لگے کہ ہم دروازہ نہ کھولیں گے اور تمہاری کوئی عزت و توقیر نہیں یہاں تک کہ تم اپنی سواریوں پر بیٹھے ہوئے بھوکے اور پیاسے مر جاؤ یہ جانور جو تمہارے نیچے ہیں سب کے سب ہلاک ہو جائیں پدر بزرگوار کے اس وعظ و نصیحت سے ان میں نافرمانی اور مزید سرکشی آگئی پدر بزرگوار زین سے اترے اور مجھ سے فرمایا اے جعفرؑ تم یہیں رہو پھر آپ پہاڑ پر چڑھے جو شہر سے نظر آتا تھا اور مدین والے دیکھ رہے تھے کہ اب آپ کیا کرتے ہیں جب حضرت پہاڑ کی بلندی پر پہنچ گئے تو شہر کی طرف اپنا رخ کیا پھر کانوں میں انگلیاں دے کر بلند آواز میں ان آیتوں کی تلاوت فرمائی "وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۔۔۔ بَقِيَّتُ اللَّهِ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ" (سورہ ہود آیت نمبر ۸۴ تا ۸۶) اور ہم نے مدین والوں کے پاس ان کے بھائی شعیب کو پیغمبر بنا کر بھیجا۔ تا۔ اگر تم سچے ہو مومن ہو تو خدا کا بقیہ تمہارے واسطے کہیں اچھا ہے۔ خدا کی قسم ہم خدا کی زمین پر اس کے بقیہ ہیں چنانچہ خداوند عالم نے کالی اور تاریک آندھی کو حکم دیا اور وہ چل پڑی اور میرے پدر بزرگوار کی آواز کو مردوں عورتوں اور بچوں کے کانوں تک پہنچا دیا۔ کوئی مرد عورت اور بچہ ایسا نہ تھا جو اپنی چھت پر نہ چڑھ گیا ہو اور میرے پدر بزرگوار ان پر نظر ڈال رہے تھے تو مدین والوں میں سے ایک بہت بوڑھا شخص نکلا جس نے پہاڑ پر پدر بزرگوار کی جانب نظر کی اور بلند آواز میں پکارا کہ اے مدین والو خدا سے ڈرو میں دیکھ رہا ہوں کہ یہ بزرگ اس جگہ پر کھڑے ہیں جہاں حضرت شعیبؑ اپنی قوم کو بددعا کرنے کے لیے کھڑے ہوئے تھے اگر تم نے ان کیلئے شہر کا دروازہ نہ کھولا اور عزت کے ساتھ تم نے انہیں نیچے نہ اتارا تو یاد رکھو کہ خدا کا عذاب نازل ہوگا۔ مجھے تمہارے بارے میں ڈر لاحق ہے یہ سمجھ لو کہ جو کسی کو قبل از وقت خطرہ سے ڈراتا ہے وہ الزام سے بری ہو جاتا ہے میں نے تمہیں خبردار کر دیا۔ آخر کار لوگ گھبرا گئے اور انہوں نے شہر کا دروازہ کھول دیا اور ہماری مہمان داری کی اور ہشام کو ساری صورت حال سے مطلع کر دیا گیا چنانچہ دوسرے دن ہم نے وہاں سے کوچ کیا ہماری روانگی کے بعد ہشام کا حاکم مدین کو تحریری حکم ملا کہ اس بوڑھے کو قتل کر دیا جائے اور حاکم

مدینہ کو یہ لکھا کہ کسی طریقے سے کھانے پینے کی چیز میں زہر ملا کر میرے پدر بزرگوار کو شہید کر دیا جائے۔ ہشام کو موت آگئی اور میرے پدر بزرگوار کے لیے اسے اس کام پر مستعد ہونے کا موقع نہ مل سکا۔

یہ مذکورہ واقعہ دلائل الامامۃ میں بعینہٖ مرقومہ الفاظ میں نقل کیا گیا ہے۔ نیز تفسیر علی بن ابراہیم میں قدرے تبدیلی و اختصار کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔

عمر بن عبداللہ ثقفی راوی ہیں کہ ہشام بن عبدالملک نے امام ابوجعفر محمد بن علی زین العابدین (علیہ السلام) کو مدینہ سے شام کی طرف نکالا تو حضرت اس کے دربار میں تشریف لائے اس وقت وہ لوگوں کے ساتھ شریک مجلس تھا اور لوگ اس سے کچھ سوالات کر رہے تھے کہ حضرت امام کی نظر نصرانیوں پر پڑی جو ایک پہاڑ کی طرف جا رہے تھے حضرت نے پوچھا کہ کیا معاملہ ہے کیا آج ان کی کسی عید کا دن ہے تو لوگوں نے کہا کہ فرزند رسول ایسا نہیں ہے بلکہ یہ لوگ ہر سال اپنے عالم کے پاس اسی دن آیا کرتے ہیں اور اس کے پاس جا کر سال بھر میں ہونے والے اپنے اپنے مسائل دریافت کرتے ہیں تو حضرت نے فرمایا کیا یہ صاحب علم شخص ہے تو جواب دیا یہ تو بہت بڑا عالم ہے اس نے تو ان لوگوں کا زمانہ دیکھا ہے جو حضرت عیسیٰ کے اصحاب میں حواری تھے اس پر امام نے فرمایا آؤ ذرا اس کے پاس چلیں لوگوں نے عرض کیا فرزند رسول آپ جیسے جا ہیں۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرت امام نے اپنے سر کو کپڑے سے ڈھانکا۔ آپ اور آپ کے اصحاب وہاں سے نکلے اور لوگوں کے ساتھ پہاڑ پر پہنچے۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور آپ کے اصحاب نصرانیوں کے درمیان تشریف فرما ہوئے ان لوگوں نے فرش بچھایا اور تکیے لگائے پھر وہ لوگ اندر گئے اور اس راہب کو غار سے باہر لائے چونکہ وہ بوڑھا ہو چکا تھا اس کی بھنویں باندھ دی تھیں اس راہب نے اپنی آنکھیں ادھر ادھر پھرائیں گویا وہ سانپ کی آنکھیں لگ رہی تھیں پھر وہ جناب امام کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا کہ کیا آپ ہم میں سے ہیں یا امت مرحومہ میں سے ؟ تو امام نے جواب دیا کہ میں امت مرحومہ میں سے ہوں پھر پوچھا کہ اس کے علماء میں سے ہیں یا جاہلوں میں سے تو فرمایا کہ جاہلوں میں سے نہیں ہوں جس پر وہ عالم نصرانی کہنے لگا کہ میں آپ سے سوال کروں یا آپ مجھ سے سوال کریں گے حضرت نے جواب دیا کہ پہلے تم ہی سوال کرو تو راہب نصرانیوں سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ امت محمدی کے یہ شخص مجھ سے فرماتے ہیں کہ میں ان سے سوال کروں یہ تو مسائل کا علم رکھنے والے معلوم ہوتے ہیں اس نے سوال شروع کیا کہ اے بندۂ خدا مجھے وہ گھڑی بتایئے جو نہ دن میں شامل ہے نہ رات میں۔ حضرت نے فرمایا کہ وہ طلوع صبح اور طلوع آفتاب کی درمیانی ساعت ہے پھر بولا کہ اگر وہ گھڑی نہ رات کی ساعتوں میں ہو اور نہ دن کی تو بتایئے پھر کن ساعتوں میں سے ہوگی تو حضرت نے فرمایا کہ وہ جنت کی ساعتوں میں سے ہوگی کہ جس کی لطافت سے ہمارے مریض شفا پاتے ہیں۔

نصرانی نے کہا کہ آپ نے درست فرمایا پھر کہنے لگا کہ میں آپ سے سوال کروں یا اب آپ

مجھ سے سوال کریں گے حضرت نے وہی جواب دیا کہ تم مجھ سے سوال کرو تو نصرانی کہنے لگا یہ تو مسائل کے علم سے پُر ہیں۔ اچھا یہ بتائیے کہ اہل جنت کھائیں پئیں گے لیکن بول و براز نہ ہوگا اس کی دنیا میں کون سی مثال ہے تو امام نے جواب دیا کہ ماں کے شکم میں بچہ اپنی ماں کی غذا کھاتا ہے مگر پاخانہ نہیں کرتا نصرانی نے کہا آپ نے صحیح فرمایا کیا آپ نے یہ نہیں کہا تھا کہ میں عالموں میں سے نہیں ہوں تو حضرت نے فرمایا کہ میں نے تو یہ کہا تھا کہ میں اس امت کے جاہلوں میں سے نہیں ہوں۔

نصرانی نے حضرت امام سے پھر کہا کہ میں سوال کروں یا آپ سوال کریں گے حضرت نے پھر وہی جواب دیا کہ تم سوال کرو تو گروہ نصاریٰ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ اب ان سے وہ بات پوچھوں گا کہ یہ اس میں ایسے پھنسیں گے جیسے گدھا کیچڑ میں الجھ کر رہ جاتا ہے حضرت نے فرمایا تم سوال تو کرو تو نصرانی کہنے لگا ایک عورت نے دو لڑکے ایک ساتھ جنے ایک وقت میں وہ پیدا ہوئے اور ایک ہی وقت میں وہ دونوں مرے اور ایک ہی وقت وہ دفن ہوئے ان میں ایک کی عمر ایک سو پچاس سال کی ہوئی اور دوسرے کی صرف پچاس سال۔ بتائیے وہ کون تھے تو حضرت نے فرمایا وہ دو بھائی عزیر اور عزیرہ تھے جن کی وہی صورت ہوئی جو تم نے بیان کی عزیرہ نے عزیر کے ساتھ تیس سال زندگی گزاری پھر خدا نے انہیں سو سال تک مردہ رکھا اور عزیرہ زندہ رہے پھر خدا نے عزیر کو دوبارہ زندگی عطا کی تو انہوں نے عزیرہ کے ساتھ زندگی کے بیس سال گزارے یہ سن کر وہ راہب نصرانیوں سے مخاطب ہوا کہ میں نے ان سے زیادہ کسی عالم کو نہیں دیکھا جب تک یہ بزرگ شام میں موجود ہیں مجھ سے کسی طرح کا کوئی سوال نہ کرنا مجھے غار میں واپس لے چلو چنانچہ لوگ اسے غار میں لے گئے اور تمام نصرانی حضرت امام کے ساتھ واپس لوٹ آئے۔ (تفسیر علی بن ابراہیم صہ ۸۸)

انتباہ مولف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ امام محمد باقر علیہ السلام کے احتجاجات کا تذکرہ متعدد کتابوں میں مذکور ہے۔ خرائج کے باب احتجاجات میں بیان کیا گیا ہے کہ نصرانی اپنے ساتھیوں کے ساتھ حضرت امام کے ہاتھوں پر اسلام لے آیا تھا۔

حضرت امام کا سفر شام

قصص الانبیاء میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے ابو بصیر رح کی یہ روایت نقل کی گئی ہے کہ حضرت امام نے فرمایا کہ ہشام بن عبدالملک نے میرے پدر بزرگوار کے پاس حکم بھیجا اور انہیں شام کی جانب طلب کیا جب حضرت امام وہاں پہنچے تو ہشام کہنے لگا کہ اے ابو جعفر میں نے یہاں آپ کو اس لیے بلایا ہے کہ آپ سے ایک ایسا مسئلہ دریافت کروں کہ میرے علاوہ کسی دوسرے کے لیے مناسب نہیں کہ اس کے بارے میں آپ سے سوال کرے اور یہ بھی ٹھیک نہیں کہ ایک شخص کے علاوہ کسی دوسرے کو اس مسئلہ کی اطلاع ہو جس پر پدر بزرگوار نے فرمایا کہ تم جو چاہو سوال کرو اگر مجھے اس کا علم ہوا تو جواب دوں گا اور

اگر علم نہ ہوا تو کہہ دوں گا کہ مجھے معلوم نہیں سچائی اور صاف گوئی میرے نزدیک اہم چیز ہے۔ ہشام کہنے لگا کہ مجھے اس رات کے بارے میں بتائیے جس میں حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب کی شہادت واقع ہوئی اور شہروں سے دور لوگوں کو خبر ہوگئی جس میں حضرت قتل کیے گئے اور وہ کیا علامتیں تھیں جن سے لوگوں نے یہ سمجھ لیا؟ اور یہ بھی فرمائیے کہ حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب کے قتل میں دوسروں کے لیے کوئی سبق تھا؟

حضرت نے فرمایا کہ جس شب میں جناب امیر المومنین علیہ السلام قتل کیے گئے زمین پر کوئی پتھر ایسا نہ تھا جسے اٹھایا جائے مگر اس کے نیچے خون تازہ جوش مار رہا تھا یہاں تک کہ صبح نمودار ہو گئی اور وہ رات بھی ایسی ہی تھی جس میں حضرت موسیٰ کے بھائی جناب ہارون نے دنیا سے رحلت فرمائی اور وہ رات بھی ایسی ہی تھی جس میں جناب یوشع بن نون قتل کیے گئے اسی طرح وہ رات تھی جس میں حضرت عیسیٰ کو آسمان کی طرف اٹھایا گیا اور وہ رات بھی ایسی ہی تھی جس میں حضرت امام حسین علیہ السلام شہید کیے گئے کہ زمین کے ہر پتھر سے خون تازہ جوش زن تھا۔

یہ سن کر ہشام کا چہرہ خاکستری ہو گیا اور رنگ بدل گیا اس نے ارادہ کیا کہ شدت غضب میں آپ پر ٹوٹ پڑے تو حضرت نے فرمایا اے بادشاہ لوگوں پر ان کے امام کی اطاعت لازم ہے اور امام کے لیے ضروری ہے کہ وہ سچائی کے ساتھ نصیحت کرے اور جس مسئلہ کے لیے امیر نے مجھے یہاں بلایا تھا میں نے اپنے علم سے اس کا جواب دے دیا جو اطاعت کی حد تک ضروری تھا۔ لہٰذا امیر کو حسن ظن سے کام لینا چاہیے جس پر ہشام نے کہا کہ آپ خدا سے عہد کیجیے کہ آپ اس بات کا زندگی بھر کسی سے ذکر نہ کریں گے تو حضرت نے اس سے وعدہ فرما لیا پھر ہشام کہنے لگا کہ آپ جب چاہیں اپنے گھر والوں کے پاس واپس جا سکتے ہیں تو پدر بزرگوار نے شام سے حجاز کی طرف جانے کا عزم کیا اسی دوران میں ہشام نے اپنے دمشق اور مدینہ کے درمیان واقع شہروں کے تمام حکام کو حکم نامہ بھیج دیا کہ اپنے اپنے شہر میں میرے پدر بزرگوار کو داخلہ کی اجازت نہ دیں اور نہ بازاروں میں انہیں خرید و فروخت کا کوئی موقع دیا جائے اور نہ انہیں اہل شام سے ملنے ملانے کی اجازت دی جائے یہاں تک کہ وہ حجاز کی طرف روانہ ہوں جب جناب امام اپنے قریبی لوگوں کے ساتھ شہر مدین پہنچے تو بعض ساتھیوں نے عرض کیا کہ سامان سفر ختم ہو چکا ہے اور بازار سے کچھ خریدنے کی ممانعت ہے اور ہم پر شہر کا دروازہ بند کر دیا گیا ہے حضرت نے سنا اور فرمایا اچھا تم وضو کے لیے پانی تو لاؤ چنانچہ پانی لایا گیا آپ نے وضو کیا اور ایک غلام کا سہارا لے کر پہاڑ پر تشریف لے گئے جب گھاٹی میں پہنچے تو رو بقبلہ ہو کر دو رکعت نماز پڑھی پھر کھڑے ہوئے اور شہر کی طرف رخ کر کے با آواز بلند یہ آیات مبارکہ تلاوت فرمائیں "وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۚ قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ وَلَا تَنقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ

اِنِّیۡۤ اَرٰىكُمۡ بِخَيۡرٍ وَّاِنِّیۡۤ اَخَافُ عَلَيۡكُمۡ عَذَابَ يَوۡمٍ مُّحِيۡطٍ ۞ وَيٰقَوۡمِ اَوۡفُوا الۡمِكۡيَالَ وَالۡمِيۡزَانَ بِالۡقِسۡطِ وَلَا تَبۡخَسُوا النَّاسَ اَشۡيَآءَهُمۡ وَلَا تَعۡثَوۡا فِى الۡاَرۡضِ مُفۡسِدِيۡنَ ۞ بَقِيَّتُ اللّٰهِ خَيۡرٌ لَّكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ ۞ (سورہ ہود آیات ۸۴-۸۵-۸۶) ہم نے مدین والوں کے پاس ان کے بھائی شعیب کو پیغمبر بنا کر بھیجا انہوں نے کہا کہ اے میری قوم خدا کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں اور ناپ تول میں کمی نہ کیا کرو میں تمہیں آسودگی میں دیکھ رہا ہوں اور میں تو تم پر اس دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں جو سب کو گھیرے گا اور اے میری قوم پیمانہ اور ترازو انصاف کے ساتھ پورے پورے رکھا کرو اور لوگوں کو ان کی چیزوں میں کم نہ دیا کرو اور روئے زمین پر فساد نہ پھیلاتے پھرو اگر تم سچے مومن ہو تو خدا کا بقیہ تمہارے واسطے کہیں اچھا ہے۔

اس کے بعد حضرت امام نے اپنا ہاتھ اپنے سینے پر رکھا اور دوبارہ بلند آواز سے فرمایا کہ خدا کی قسم اس کا بقیہ میں ہی ہوں۔ مدین والوں میں ایک بہت بوڑھا شخص تھا جو تجربوں کے لحاظ سے بڑا معزز کتب آسمانی کا پڑھنے والا تھا جسے مدین والے نیک سمجھتے تھے جب اس کے کانوں میں حضرت امام کی یہ آواز پہنچی تو اس نے اہل مدین سے کہا کہ مجھے باہر لے چلو۔ چنانچہ وہ اٹھے اور درمیان شہر آئے لوگوں کا اجتماع ہو گیا تو ان سے اس بوڑھے نے کہا کہ یہ آواز کیسی تھی جو پہاڑ سے بلند ہوئی لوگوں نے جواب دیا کہ یہ ایک ایسے شخص کی آواز ہے جو بازار میں آنا چاہتے ہیں لیکن حاکم شہر نے انہیں اس سے منع کر دیا ہے کہ وہ بازار کی طرف رُخ کریں اور یہاں سے کچھ خرید سکیں یہ سُن کر اس بوڑھے نے کہا کہ کیا میرا کہنا مانو گے سب نے کہا ضرور مانیں گے تو بولا کہ حضرت صالح کی قوم میں سے صرف ایک شخص نے ان کی اونٹنی کی کونچیں کاٹ دی تھیں اور چونکہ اس کے اس فعل پر سب راضی ہو گئے تھے لہذا سب کے سب عذاب کی زد میں آ گئے اور یہ بزرگ پہاڑ پہ اسی جگہ کھڑے ہیں جہاں حضرت شعیب کھڑے ہوئے تھے انہوں نے اسی طرح آواز دی ہے جس طرح حضرت شعیب نے ندا کی تھی تم لوگ حاکم کو چھوڑ دو اور میرے کہنے پر عمل کرو اور انہیں بازار کی طرف لے جاؤ اور وہاں سے ان کی ضروریات کو پورا کرو ورنہ خدا کی قسم تم ہلاکت سے محفوظ نہ رہ سکو گے امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ انہوں نے شہر کا دروازہ کھول دیا اور میرے پدر بزرگوار کو بازار کی طرف لائے اور ضروریات کو پورا کیا اور اپنے شہر میں لے آئے۔ مدین والوں نے جو کچھ کیا تھا اور اس بوڑھے شخص کے عمل کی ساری اطلاع حاکم نے ہشام کو دے دی جس پر ہشام نے حاکم مدین کو لکھ بھیجا کہ اس بوڑھے شخص کو گرفتار کر کے فوراً میرے پاس بھیجو لیکن یہ بزرگ راستہ ہی میں رحلت کر گئے۔ (رضی اللہ عنہ)

امیر المومنینؑ کے اسلام پر احسانات اور کفار و منافقین کی غداریاں

مناقب ابن شہر آشوب میں راویوں کے ایک طویل سلسلہ سے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی زبانی امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا گیا ہے کہ جب میرے پدر بزرگوار کو دمشق میں لایا گیا تو آپ نے لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ یہ ہیں ابو تراب کے فرزند۔ امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب لوگوں نے یہ کہا تو آپ نے دیوار قبلہ کا سہارا لے کر خدا کی حمد و ثنا بیان فرمائی اور آنحضرتؐ پر صلوات بھیجی اس کے بعد سب سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے عداوت والو اور اے نفاق کی اولاد اور اے آگ میں ڈالے جانے والو ذلیل لوگو اور اے جہنم کا ایندھن بننے والے لوگو اس ذات کے بارے میں بدگوئی کو ترک کرو جو چودھویں رات کا چمکتا ہوا چاند گہرا سمندر شہاب ثاقب اور مومنوں کا ستارہ اور صراط مستقیم ہے اس سے پہلے کہ تمہارے چہرے سیاہ ہوں اور تمہاری شقاوت اور دشمنی تمہیں الٹے پاؤں کفر کی طرف پلٹا دے اور تم اس طرح ملعون ٹھہرو جیسے اصحاب سبت (ہفتہ والوں) پر لعنت کی گئی اور خدا کا فیصلہ اٹل ہے۔

اس کے بعد حضرت نے ارشاد فرمایا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھائیؑ کا مذاق اڑاتے ہو اور یعسوب الدین میں عیب نکالتے ہو اب اس کے بعد کون سی راہ اختیار کرو گے اور کون سی تکلیف کو دور کر سکو گے خدا کی قسم وہ فضائل کی طرف سبقت کرنے میں فوقیت لے گئے ہیں اور سب پر اپنے غالب آنے میں کامیاب ہوئے اور بلندی و عظمت کی انتہا پر پہنچ گئے اور آپ کے کمالات کی وجہ سے ان لوگوں کے جھوٹ کھل گئے اور ان کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں اور آپ کے آگے لوگوں کی گردنیں جھک گئیں ان لوگوں کو وہ فضائل کہاں حاصل ہو سکتے ہیں اس لیے کہ وہ تو آپ سے دور مقام پر ہیں پھر حضرت امام نے یہ اشعار پڑھے (ترجمہ اشعار) انہوں نے ان مقدس حضرات پر الزامات لگا کر ان کے مدارج کو گھٹایا تمہارا ستیاناس ہو انہوں نے ان امور میں رخنے ڈالے جنہیں ان حضرات نے بند کیا تھا اور دین کو ان لوگوں کی برائیوں سے پاک کیا تھا اب وہ رخنے اور شگاف کیسے بھریں گے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھائی حضرت علی مرتضیٰ کی وفات سے پیدا ہوئے ان حضرات میں ایک دوسرے کا مثل و نظیر ہے اور نسبی حیثیت میں امیر المومنین علی بن ابی طالب تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خونی رشتہ سے بھائیؑ ہوتے ہیں اور ثابت قدمی میں ان کی مثل قرار پاتے ہیں یاد رکھو یہ تو وہ حضرات ہیں کہ ان کی رکھی ہوئی بنیادیں بہترین ہیں جو وعدہ کرتے اسے پورا کرتے ہیں اور جب کوئی عہد و پیمان کرتے تو اس پر سختی سے کاربند رہتے ہیں۔

امیر المومنین قرآنت کے ذوالقرنین ہیں جب کہ دوسرے لوگ میدان جہاد میں فتح کے بعد امیر المومنین کے ہاتھوں میں مال غنیمت کے اختیارات کو دیکھتے تھے انہوں نے تو دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی اور لوگوں نے اس سے انحراف کیا تھا ان کا ایمان یقینی بنا رہا اور دوسروں نے کفر اختیار کر لیا یہ تو خلد و جنت کے ذوالقرنین ہیں اور

جنت کے دروازے انہی کے لیے کھلیں گے اور یہی ہیں کہ مشرکوں کے عہد توڑنے کے وقت آگے بڑھے اور دوسرے لوگ ذلیل ہوئے یہ امیر المومنین علی بن ابی طالب ہی ہیں جو شب ہجرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جگہ بستر پر سوئے اور جانشینی کی جب کہ کفار و مشرکین تلملا رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس طرح بچ کر نکل گئے حجۃ الوداع میں پیغمبر اسلام نے حضرت امیر المومنین ہی کو رازوں کا امین بنایا تھا اور خلافت الٰہیہ آپ ہی کے سپرد ہوئی تھی۔ (المناقب جلد ۳ صفحہ ۳۳۴)

آٹھواں باب

مدارج فاطمۃ الزہراؑ

قرب الاسناد میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب عمر بن عبد العزیز کو اقتدار حاصل ہوا تو انہوں نے ہمیں تحفے تحائف دیئے ایک دن ان کے بھائی آئے اور کہنے لگے کہ بنی امیہ تم سے اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ تم انہیں چھوڑ کر اولاد حضرت فاطمہ زہرا پر مہربان ہوتے ہو تو انہوں نے جواب دیا کہ میں تو انہیں اس لیے فضیلت دیتا ہوں اور دیتا رہوں گا کہ میں نے ان کے فضائل کے بارے میں اتنا سن رکھا ہے کہ اب مجھے اس کی پرواہ نہیں کہ کچھ سنوں یا نہ سنوں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ فاطمہ زہرا میری ہی ایک شاخ ہے اور میرے دل کو پسند ہے جس نے اسے خوش کیا اس نے مجھے خوش کیا اور جس نے اسے ناراض کیا اس نے مجھے رنج پہنچایا۔ عمر بن عبد العزیز نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشی کا خواہاں ہوں میں انہیں ناخوش نہیں کر سکتا اس لیے کہ حضرت فاطمہ زہرا (صلوات اللہ علیہا) کی ناراضگی رسولؐ کی ناراضگی ہے اور ان کی خوشی رسولؐ کی خوشی ہے۔ (قرب الاسناد صفحہ ۱۷۲)

ولید کے دربار میں حضرت علی مرتضیٰ کے فضائل کی گونج

کتاب العدد میں خلیل ابن احمد العروضی سے مروی ہے کہ ایک دن میں ولید بن یزید بن عبد الملک بن مروان کے دربار میں آیا تو دیکھا کہ ولید حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کی شان گستاخیاں کر رہا ہے اور جلدی جلدی آپ کے لیے بے ہودہ اور ناشائستہ الفاظ بک رہا ہے اتنے میں عرب کا ایک بدو آ گیا جو اونٹنی پر سوار تھا اور تیز دوڑنے کی وجہ سے اس کے دونوں کانوں سے خون بہہ رہا تھا

ملعون نے اس شخص کو دیکھا تو کہنے لگا اسے آنے دو میں سمجھتا ہوں کہ اس کے آنے کا مقصد کیا ہے اس اعرابی نے اپنی اونٹنی کو اس کی مہار سے باندھ دیا اندر آنے کی اجازت چاہی اس نے آتے ہی ولید کے بارے میں ایک قصیدہ پڑھا کہ سننے والوں نے اس جیسا عمدہ قصیدہ کبھی نہ سنا تھا یہاں تک کہ اس نے قصیدہ کے آخر میں کہا (ترجمہ) کہ جب میں نے زمانہ کو دیکھا کہ اس نے کوتاہی برتی اور میرے حالات کو پے درپے کمزور کر دیا اور تنگ دست ہوگیا تو اے بادشاہ مجھے تیرے پاس آنا پڑا تاکہ میں اپنے انجام کو بہتر بنا سکوں اور اپنے عیال کی تنگی و محتاجی کو دور کر سکوں یہ قصیدہ اس کی شان میں ہے جسے سب کا خیال ہے اور جو بلندیوں پر پہنچا ہوا ہے چنانچہ یہ سب کچھ میں نے ولید کی شان میں کہا ہے جو ارادے کا پختہ ہے خدا تعالیٰ اسے انقلابات زمانہ سے محفوظ رکھے یہ تو وہ شیر ہے جو شکار کے ٹکڑے اڑا دیتا ہے اور شجاعت و دلیری میں بہت مضبوط ہے میدان جنگ کی برہنہ شمشیر ہے اور ہمارے رب کا خلیفہ ہے ہمارا مقصود ہے موروثی شرافت و بزرگی کا مالک اور صاحب کمال ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ وہ اس کی تعریف سے اتنا خوش ہوا کہ اس پر ایک بڑے انعام سے نوازش کی اور بولا کہ اے عرب بھائی ہم نے تمہاری تعریف کو پسند کیا اور ایک بڑے انعام و اکرام سے نواز دیا اب تم یہ کرو کہ امیر المومنین حضرت ابو تراب کی برائی اور ہجو میں کچھ لکھو یہ سنتے ہی ایک دم وہ اعرابی اٹھا اور بڑبڑانے لگا ایک سخت آواز نکالی اور بڑی تیزی کے ساتھ وہاں سے بھاگنے کا ارادہ کیا وہ بولا کہ تو نے جس کی ہجو کرنے کے لیے کہا ہے وہ تجھ سے کہیں زیادہ مدح کا حقدار ہے اور تو ہجو کا سزا وار ہے۔ یہ سن کر اس کے ساتھی کہنے لگے خاموش ہو جا خدا تجھے نیکی سے دور رکھے وہ اعرابی کہنے لگا کہ تم مجھ سے کس چیز کی امید رکھتے ہو اور مجھے کون سی خوش خبری سناؤ گے میں نے تو کوئی گری ہوئی بات نہیں کہی نہ کچھ کہنے میں حد سے گزرا اور نہ کوئی غلط طریقہ اختیار کیا سوائے اس کے کہ میں نے اس ہستی کو اس بادشاہ پر فضیلت دی ہے جو اس سے کہیں ارفع و اعلیٰ ہے وہ حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب صلوات اللہ علیہ کی ذات اقدس ہے جو شرافت و عظمت کی رداسے آراستہ ہیں وہ ہر عیب سے پاک اور ہر برائی سے متنفر ہیں جن کا مقصد انصاف اور لوگوں میں نیک کاموں کی نشر و اشاعت ہے جن کی زندگی کا ہر پہلو برائی سے محفوظ ہے جو صاحبان عزو شرف سے دوستی اور انس رکھتے ہیں انہوں نے خدا کے بارے میں وہ تمام شکوک و شبہات کو خفیہ علوم کے بیان سے دور کر دیا جو فرشتے نے خدا کی طرف سے وحی کی صورت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل کیے۔ آنحضرت نے وہ علوم امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کو عطا کیے اور آپ نے ان کی تشریحات میں ذرہ برابر کمی نہیں کی اور نہ ہی ان میں اپنی طرف سے کچھ بڑھایا آپ ہی نے امیر المومنین کو مقام شرف پر پہنچایا زمانہ جاہلیت میں بھی مادی زندگی اور اس کے صحیح طریقے انہی سے سیکھے گئے فضل و شرف ملا تو انہی حضرات کو ملا یہ وہ صفت ہے جسے خدا نے پسند کیا۔

کوئی جاہل اس سے بے خبر نہ رہے کہ حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ بڑی ثابت قدمی کے ساتھ خلافت سے علیحدہ رہے انہوں نے اس کے لیے لڑائی اور ظالم لوگوں نے لڑائیاں لڑیں اگر تم یہ تسلیم کرتے ہو کہ اسلام

میں سابق ہونے کی وجہ سے وہ اس کے مستحق تھے تو پھر تمہاری کوئی اور دلیل و حجت اس بارے میں باقی نہیں رہ جاتی کیا تمہارے کسی ساتھی نے سخت موقعوں اور سخت معرکوں میں کود جانے میں پہل کی ہے جیسی کہ امیر المومنین نے ہر کٹھن موقع پر کی وہ اس طرح آگے بڑھے کہ نہ تو آپ سانپ کی طرح جالاک تھے کہ خطرہ کے وقت اپنے سر کو اپنی کھال میں چھپا لے اور نہ آپ اونٹ کے اس بچہ کی طرح تھے کہ چلتے تو اپنی گردن کو اٹھا لے آپ کے دل میں خدا کی مخلوق کی طرف سے کوئی کینہ نہ تھا اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے دل میں کوئی نفاق تھا۔ اسلام پر جو مصائب آتے آپ ہر صبح و شام ان کا دفاع کرتے تھے اور آپ نے اپنے آپ کو مصیبتوں کی ایک سیاہ اور تاریک رات میں ڈال دیا تھا دشمن اسلام پر نگاہیں لگی ہوئی تھیں اسلام کے معاملہ میں کبھی آپ نرم طریقہ پر چلے اور کبھی چلنے میں تیزی اختیار کی۔ سخت سے سخت تباہ کن حالات اور مصیبت سے بھرے ہوئے اوقات آئے تو آپ نے اپنے آپ کو ہتھیاروں میں مشغول رکھا اور اس حالت میں کہ آپ اپنے چچا زاد بھائی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بڑی زرہ پہنے ہوئے ہوتے اور آپ کے ہاتھ میں مقام خط کا بنا ہوا نیزہ ہوتا تھا جس پر سناں لگی ہوئی ہوتی تھی۔ چنانچہ جب ٹیڑھی چال والا سانڈ کا دشمن اسلام اور مضبوط شہ سوار عمرو بن عبدود میدان جنگ میں تیز رفتار گھوڑے پر سوار آپ کے مقابلہ میں نکلا تو امیر المومنین علی مرتضیٰ نے اسے ایک ایسی ضرب لگائی جس سے اس کی گردن اڑ گئی۔ کیا تم عمرو بن معدی کرب کو بھول گئے کہ جب وہ اس مغرورانہ حالت میں مقابلہ کے لیے آیا کہ اس کی زرہ کے نیچے کے جھبے زمین پر گھسٹ رہے تھے اور لوگ اس کے ڈر سے اپنی جگہیں چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے اور پھر اس نے داہنے بائیں نگاہ ڈال کر آواز لگائی کہ کون ہے جو میرے مقابلہ پر آئے تو وہ امیر المومنین ہی تھے جو بلند پہاڑ کے اژدہے کی طرح اس پر ٹوٹ پڑے اور اس پر اس طرح گرے جیسے چٹانوں کے پتھر پھینکنے والی مشین اور اس دشمن اسلام کی گردن اس طرح توڑی جیسے شکرا کبوتر کی گردن کو توڑ ڈالتا ہے پھر اسے خدمت جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں لے کر حاضر ہوئے کہ وہ تیکنے والے اونٹ کی طرح تھا جسے زبردستی ہنکایا جائے صورت یہ تھی کہ اس ظالم کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اس کے نتھنے کانپ رہے تھے اور دل قابو سے باہر تھا یہ تو ایک موقع ہے۔ امیر المومنین علیہ السلام کے لیے کتنے ایسے سخت وقت آئے ہیں جن میں آپ سچی نیت کے ساتھ مشرکوں کے مقابلہ میں نکلے جب کہ آپ کے علاوہ دوسروں کی یہ صورت تھی کہ گئے تو شکست کھائی اور بزدلی کا مظاہرہ کر کے الٹے پاؤں لوٹ آئے اور ہتھیار بھی میدان جنگ میں چھوڑ دیئے۔ میں تمہیں بتاؤں کہ امیر المومنین کو ذلیلوں اور کمینوں نے اس حقارت میں رکھا جیسے کنگھی کے دانتوں میں کوئی بال زمین پر گر جائے۔ تو کیا ایسا انسان ہجو کا مستحق ہو سکتا ہے؟ جس کا عزم و ارادہ مضبوط جس کا قول سچا اور جس کی شمشیر چیر دینے والی ہو۔ ہجو کے لائق تو وہ شخص ہے جس نے اپنے آپ کو ہجو کی طرف منسوب دیا ہو اور جس نے خلافت کو لے لیا ہو اور اسے اس کے وارث سے دور کر دیا ہو اور خود اس سے چمٹ گیا ہو گویا کہ اسے بچھو دل

نے ڈس رکھا ہے یہاں تک کہ جب دین کی دشمن ایک جماعت کے بعد دوسری جماعت نے خلافت کو کھیل کی چیز بنالیا اور خلافت کی اکھاڑ پچھاڑ کو اپنا طریقہ کار بنالیا اگر وہ اسے سیدھی راہ پر لگا دیتے تو وہ تمام چیزوں کو ان کی اصلی جگہ پر رکھ دیتے لیکن انہوں نے موقع سے فائدہ اٹھایا اور اپنے آپ کو مصیبت میں پھنسالیا پھر رنج و افسوس کے سوا کچھ نہ رہا۔

راوی کہتا ہے کہ یہ تقریر سن کر ولید کے چہرے کا رنگ متغیر ہوگیا منہ سے تھوک جاری ہوگیا اور آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں اور وہ ایسا ہوگیا جیسے اس کی آنکھ میں کوئی کڑوا دانہ یا بیج گر گیا ہو اور وہ سوزش پیدا کر رہا ہو۔ حالت یہ ہوئی کہ اس کی آنکھیں سرخ ہوگئیں۔ یہ حالت دیکھ کر ولید کے بعض ساتھیوں نے اس مرد عرب کو وہاں سے چلے جانے کا مشورہ دیا اور اسے یقین تھا کہ وہ قتل کر دیا جائے گا۔ چنانچہ وہ ولید کے دربار سے نکلا تو اس نے دیکھا کہ ایک عرب اندر آنا چاہتا ہے تو اس نے اس بدوی سے پوچھا کہ کیا تم یہ پسند کرو گے کہ تم میری زرد پوشاک لے لو اور میں تمہارا سیاہ لباس پہن لوں میں تمہیں اس انعام میں سے کچھ حصہ دوں وہ اس کے لیے تیار ہوگیا اس کے بعد وہ اعرابی چل پڑا اور اپنی سواری پر بیٹھ کر جنگل میں کہیں چھپ گیا اس دوسرے عرب کو پکڑ لیا گیا اور اس کی گردن کاٹ دی گئی اس کا سر ولید کے پاس لایا گیا تو وہ بولا یہ وہ شخص نہیں ہے یہ تو ہمارا ساتھی تھا تم نے اسے قتل کر ڈالا چنانچہ اس بدوی کی تلاش میں تیز رفتار گھوڑے دوڑا دیئے گئے آخر کار کچھ دیر کے بعد انہوں نے اس بدو کو جالیا۔ جب اس نے دیکھا کہ لوگ اسے پکڑنا چاہتے ہیں تو اس نے اپنے ترکش میں ہاتھ ڈالا اور ایک تیر نکال کر اسے چلانا شروع کر دیا یہاں تک کہ ان لوگوں میں سے چالیس کا صفایا کر دیا اور باقی بھاگ کھڑے ہوئے وہ لوٹ کر ولید کے پاس آئے اور سارا واقعہ سنایا یہ سن کر وہ ایک شب و روز بے ہوش پڑا رہا جس پر لوگ کہنے لگے کہ یہ تیری کیا حالت ہوگئی تو ولید نے کہا کہ میرے دل پر اس بدوی کے ہاتھوں سے نکل جانے کا غم پہاڑ کی مانند ایک بوجھ ہے افسوس یہ کیا ہوگیا۔

حضرت امام کو فدک کی واپسی

ہشام بن معاذ سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ میں عمر بن عبدالعزیز کے پاس بیٹھا ہوا تھا جب کہ وہ ایک دن کے لیے مدینہ میں آئے ہوئے تھے انہوں نے حکم دیا کہ اس کی منادی کرائی جائے کہ جس پر کوئی ظلم ہوا ہو یا کسی کی حق تلفی ہوئی ہو تو وہ سامنے آئے اس کے ساتھ انصاف کیا جائے گا چنانچہ اس کا اعلان ہوا اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام تشریف لائے عمر بن عبدالعزیز کے غلام مزاحم نے انہیں اطلاع دی کہ حضرت محمد بن علی بن الحسین علیہما السلام تشریف لائے ہیں تو انہوں نے غلام سے کہا کہ حضرت کو اندر لے آؤ امام تشریف لائے تو عمر بن عبدالعزیز کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے جس پر حضرت امام نے فرمایا اے عمر کیوں رو رہے ہو تو انہوں نے عرض کیا کہ فرزند رسول مجھے

ہشام کی فلاں فلاں باتوں نے رلا دیا ہے تو امام نے فرمایا کہ اے عمر دنیا تو بازاروں میں سے ایک بازار ہے جس سے لوگ اپنے فائدہ کی چیزیں بھی خریدتے ہیں اور نقصان کی بھی اور کتنے وہ لوگ ہیں جنہیں دنیا دھوکہ دیتی ہے وہ نقصان کا سودا خرید لیتے ہیں یہاں تک کہ ان کے سر پہ موت آ کھڑی ہوتی ہے تب وہ سمجھتے ہیں کہ یہ کیا ہوا آخرکار دنیا سے ناکام اور لائق ملامت ہو کر چلے جاتے ہیں جب کہ انہوں نے آخرت سے کچھ نہیں پایا اور ان لوگوں کے لیے جمع کیا جنہوں نے مرنے کے بعد ان کی تعریف نہیں کی اور اس خدا کی طرف لوٹ گئے جو ان کا عذر قبول نہ کرے گا۔ خدا کی قسم ہم ہی وہ ہیں جو لوگوں کے ان نیک اعمال کی طرف نگاہ رکھتے ہیں جن میں ان پر ہمیں رشک ہوتا ہے تو ہم ان اعمال میں ایسے لوگوں کی موافقت کرتے ہیں لوگوں کے ان برے اعمال کی طرف بھی ہماری نگاہ ہے جن سے ان کے بارے میں ہم خوف رکھتے ہیں تو ہم بھی ان سے بچتے ہیں۔

لہٰذا خدا سے ڈرتے رہو اور دو باتوں کا خیال رکھو ایک تو یہ کہ ان اعمال کی طرف نظر رکھو جنہیں تم چاہتے ہو کہ وہ اس وقت تمہارے ساتھ ہوں جب تم خدا کے سامنے پیش ہو تو انہیں اپنے جانے سے پہلے بھیج دو اور دوسرے یہ کہ ان اعمال کی طرف نظر رکھو جنہیں تم اپنے ساتھ رکھنا نہیں چاہتے جب تم خدا کے سامنے جاؤ لہٰذا ان اعمال کا بدل تلاش کرو اور ایسے سرمایہ کی طرف نہ جاؤ جو تم سے پہلے لوگوں پر تباہی و بربادی لے آیا اور تم یہ امید کرو کہ تمہارے ساتھ ایسا نہیں ہو سکتا۔ اے عمر اللہ سے ڈرو دروازے کھولے رکھو اپنے اردگرد کے پردے ہٹا دو مظلوم کی مدد کرتے رہو اور ظالم کے ظلم کو روکو۔

اس کے بعد جناب امام نے فرمایا کہ تین باتیں وہ ہیں کہ اگر کسی کو حاصل ہوں تو یہ سمجھو کہ اس کا خدا پر کامل ایمان ہے یہ سن کر عمر بن عبدالعزیز گھٹنوں کے بل جھک گئے اور کہا کہ اے اہل بیت نبوت ارشاد فرمایئے تو حضرت نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی شخص کچھ پسند کرے تو ایسا نہ ہو کہ اس کی خوشی اور پسندیدگی باطل میں لے آئے یعنی باطل کے حصول میں اپنی خوشی کو نہ رکھے اور جب وہ غصہ کی حالت میں ہو تو ایسا نہ ہو کہ اس کا غصہ اسے حق کے راستے سے ہٹا دے اور جب کسی چیز کے لینے پر قادر ہو تو وہ چیز نہ لے جو اس کی نہ ہو۔ امام کے یہ ارشادات سن کر عمر بن عبدالعزیز نے قلم دوات منگایا اور لکھا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اس تحریر کے ذریعے عمر بن عبدالعزیز نے فدک کو جو ظلم اور ناانصافی سے لیا گیا تھا حضرت امام محمد بن علی بن الحسین (علیہما السلام) کو واپس کیا۔

(الخصال جلد ۱ صفحہ ۵۱)

مناقب ابن شہر آشوب میں بھی ہشام بن معاذ سے اسی طرح مروی ہے۔

(مناقب جلد ۳ صفحہ ۳۳۷)

جابرؒ کی مدح اور مُغیرہ کی قدح

بصائر الدرجات میں زیاد بن ابی الحلال سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ جابر بن یزید کی شخصیت ان کی بیان کردہ احادیث اور ان کی عجیب و غریب باتوں کے بارے میں لوگوں میں اختلافات تھے اِن میں چہ میگوئیاں ہو رہی تھیں میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا کہ اس بارے میں حضرت امام سے دریافت کروں کہ آپ کے کیا خیالات ہیں تو اس سے پہلے کہ میں کچھ پوچھوں حضرت امام نے پہل فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ خداوند عالم جابر بن یزید جعفی پر رحمت نازل فرمائے وہ جو کچھ ہمارے بارے میں کہتے تھے اس میں سچے تھے خدا مغیرہ بن سعید پہ لعنت کرے کہ وہ ہماری طرف جھوٹے اقوال کو منسوب کرتا ہے۔

(نفس المصدر صـ۲۴)

ہر منزل پر امام کی اپنے دوستوں کی راہنمائی

کتاب المحاسن میں ابوبکر حضرمی سے منقول ہے کہ ایک کہنے والے نے امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا کہ جناب ابن عباس کے غلام عکرمہ موت کی کش مکش میں مُبتلا ہیں تو حضرت نے فرمایا کہ وہ تو رحلت کر چکے ہیں اس کے بعد یوں ارشاد ہوا کہ اگر موت سے پہلے ان سے میری ملاقات ہو جاتی تو میں انہیں ایسی باتیں تعلیم کرتا کہ آتش دوزخ انہیں اذیت نہ پہنچاتی حضرت یہ فرما رہے تھے کہ ایک آنے والے نے خبر دی کہ عکرمہ انتقال کر گئے۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرت امام نے فرمایا کہ ہمیں انہیں جو کچھ تعلیم کرنا تھا کر دیا پھر فرمایا خدا کی قسم یہی بات تمہارے لیے بھی ہے تم بھی ہمارے دوست اور پیرو ہو۔

(المحاسن برقی صـ۱۴۹)

امام سے بے مقصد سوالات کرنے کی ممانعت

کتاب الاختصاص میں محمد بن مسلم سے منقول ہے وہ کہتے کہ ایک دفعہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں آپ پر قربان یہ تو فرمائیے کہ سورج سر پر آ کر ٹھہرتا ہوا کیوں معلوم ہوتا ہے تو امام نے فرمایا کہ اے محمد تمہارا یہ سوال کیسا ادنیٰ اور بے مقصد ہے جس کے بعد تین دن تک حضرت نے مجھ سے کلام نہیں کیا اور چوتھے روز فرمایا کہ تم اِس لائق ہو کہ تمہیں اس کا جواب نہ دیا جائے چنانچہ یہ معروف و مشہور حدیث جناب صدوق نے فقیہ جلد ا صـ۱۲۵ پر نقل کی ہے

(نفس المصدر صـ۱۰۱)

امام جعفر صادق علیہ السلام اور محمد بن مسلم کی علمیت کے بارے میں آپ کا اعتراف

الاختصاص میں ابن ابی یعفور سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور کے لیے ممکن نہیں کہ ہر وقت مجھے ملاقات کا شرف بخشیں اور حضور کی خدمت میں میرا پہنچنا بھی ہر وقت ممکن نہیں ہے میرے پاس آنے والے دوست مجھ سے مسائل دریافت کرتے ہیں اور میں ہر مسئلہ کا جواب نہیں دے سکتا لہٰذا کیا کروں تو امام نے فرمایا کہ محمد بن مسلم ثقفی سے ان مسائل کے جوابات معلوم کرنے میں تمہیں کیا امر مانع ہے ان سے پوچھ لیا کرو وہ تو بہت کچھ احادیث میرے پدر بزرگوار سے سُن چکے ہیں اور اُن کی پسندیدہ شخصیت رہے ہیں وہ ہر مسئلہ میں تمہاری راہنمائی کر سکتے ہیں۔

(الاختصاص صـ۲۰۱)

محمد بن مسلم کا سن وفات

الاختصاص میں وارد ہے کہ محمد بن مسلم طائفی ثقفی القصیر الطحان الکوفی العربی نے سنہ ۱۵۰ھ میں رحلت فرمائی۔

(الاختصاص صـ۲۰۲)

شہادت امامؑ

الخرائج میں بروایت ابوبصیر امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ زید بن امام حسن نے میرے پدر بزرگوار سے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی میراث میں جھگڑا کیا وہ کہتے تھے کہ میں امام حسن علیہ السلام کی اولاد میں سے ہوں اور آپ سے زیادہ اِس کا حقدار ہوں اِس لیے کہ میں ان کا بڑا بیٹا ہوں لہٰذا اس متروکہ میں سے مجھے بھی حصّہ دیجئے میرے پدر بزرگوار نے انکار فرما دیا اور وہ اس معاملہ کو قاضی عدالت میں لے گئے ایک دن زید بن امام حسن کے ساتھ زید بن علی بن الحسین علیہما السلام بھی اِس تنازع میں قاضی عدالت کے سامنے تھے اس دوران میں زید بن امام حسن نے زید بن علی زین العابدین علیہ السلام سے کہا کہ اے سندھیہ کے بیٹے تم خاموش رہو اور کچھ نہ بولو تو زید بن علی زین العابدین علیہ السلام نے کہا کہ تف ہے اِس جھگڑے پر اور افسوس ہے ایسی دشمنی پر جس میں ماؤں کا نام لیا جائے اب جب تک زندہ رہوں گا تم سے کلام نہ کروں گا یہ کہہ کر جناب زید بن علی میرے پدر بزرگوار کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اے میرے بھائی میں نے آپ پر اعتماد کرتے ہوئے قسم کھائی ہے کہ میں زید بن امام حسنؑ سے بات نہ کروں گا اور نہ جھگڑے میں فریق بنوں گا مجھے یقین ہے کہ آپ اِس پر معترض نہ ہوں گے اور مجھے نا امید نہ کریں گے اِس کے بعد انہوں نے سارا واقعہ سنایا تو جناب امام نے انہیں بری قرار دیا جب زید بن امام حسنؑ کو اس کی خبر ملی تو وہ رنجیدہ ہوئے اور کہنے لگے کہ میری یہ دشمنی محمد بن علی علیہما السلام تک پہنچ گئی اب میں انہیں بے قدر کر دوں گا

اور تکلیف پہنچاؤں گا چنانچہ دوڑتے ہوئے میرے پدر بزرگوار کے پاس آئے اور بولے آپ میرے ہمراہ قاضی کے پاس چلیں" جناب امام نے فرمایا "چلو" جب باہر آئے تو حضرت نے بطور نصیحت زید بن امام حسنؑ سے فرمایا دیکھو تمہارے پاس چھری ہے جسے تم چھپائے ہوئے ہو میں تمہیں دیکھاتا ہوں کہ وہ چھری جسے تم چھپائے ہوئے ہو بولے گی اور اس کی گواہی دے گی کہ میں تم سے زیادہ حق دار ہوں کیا پھر بھی تم اس دشمنی سے باز نہ آؤ گے" زید نے کہا کہ "میرے پاس کوئی چھری نہیں" جس پر حضرت امام نے چھری کو حکم دیا کہ خدا کے اذن سے بول زید بن امام حسن کی بغل سے وہ چھری زمین پر گری اور گویا ہوئی کہ زید تم ظالم ہو اور حق امام محمد بن علی (علیہما السلام) کی طرف ہے اگر تم اپنے اس دعوی سے باز نہ آئے تو میں تمہیں ہلاک کردوں گی" زید بن امام حسن غش کھا کر گر پڑے میرے پدر بزرگوار نے ان کا ہاتھ پکڑ کر اٹھایا اور فرمایا کہ زید اگر یہ پتھر اور چٹان جس پر ہم کھڑے ہیں گواہی دیں تو تم مان لوگے"؟ وہ کہنے لگے کہ "ہاں" چنانچہ وہ پتھر جس پر زید کھڑے تھے حرکت میں آیا اور قریب تھا کہ شق ہو جائے لیکن جس چٹان پر میرے پدر بزرگوار کھڑے تھے حرکت میں نہ آیا اس پتھر نے اپنی زبان میں کہا کہ اے زید تم ظلم کر رہے ہو حضرت محمد بن علی حق پر ہیں ان کی دشمنی سے ہاتھ اٹھاؤ ورنہ میں تمہیں ہلاک کردوں گا"

یہ سن کر زید پھر غش کھا کر گر پڑے حضرت امام نے ہاتھ پکڑ کر اٹھایا اور فرمایا "اے زید کیا تم دیکھو گے کہ یہ درخت بولے اور میری طرف چلا آئے اس کے باوجود کیا تم اس حرکت سے باز نہ آؤ گے"؟ زید کہنے لگے کہ "ہاں" حضرت نے درخت کو آواز دی اور وہ زمین کو چیرتا پھاڑتا آپ کی طرف آگیا یہاں تک کہ اس نے آپ پر سایہ کرلیا اور بولا "کہ اے زید تم ظلم کر رہے ہو اور حضرت محمد بن علی علیہما السلام تم سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وراثت کے حق دار ہیں تم اپنے دعوی سے باز آجاؤ ورنہ میں تمہیں مار ڈالوں گا" زید بن حسن پھر بے ہوش ہوگئے میرے پدر بزرگوار نے ان کا ہاتھ تھاما وہ درخت اپنی جگہ واپس چلا گیا زید نے میرے پدر بزرگوار سے قسم کھا کر کہا کہ وہ آپ سے تعرض نہ کریں گے اور نہ کوئی جھگڑا کریں گے میرے والد بزرگوار اپنے گھر پر آگئے اور زید اسی دن عبدالملک بن مروان کے پاس گئے اور اس سے کہا کہ میں تیرے پاس ایک جادوگر دروغ گو کو لے آیا ہوں تیرے لیے جائز نہیں کہ تو اسے چھوڑ دے زید نے جو کچھ دیکھا تھا اس سے بیان کر دیا عبدالملک نے حاکم مدینہ کو خط لکھا کہ حضرت محمد بن علی (علیہما السلام) کو گرفتار کر کے میرے پاس روانہ کرے اس نے زید سے کہا کہ اگر میں تمہیں ان کے قتل پر مامور کر دوں تو کیا تم انہیں قتل کر دوگے زید نے کہا کہ ضرور ایسا کروں گا۔

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب وہ خط والی مدینہ کو ملا تو اس نے عبدالملک کو جواب میں لکھا کہ میری یہ تحریر تمہاری مخالفت اور نافرمانی نہیں ہے بلکہ نصیحت و خیر خواہی میں لکھ رہا ہوں کہ وہ شخص جن کے بارے میں تو نے لکھا ہے کہ میں انہیں گرفتار کر کے تیرے پاس بھیج دوں

وہ تو ایسے شخص ہیں جن کا کہ تمام روئے زمین پر زہد و ورع و تقوی میں کوئی ہم پلہ نہیں ہے جب وہ محراب عبادت میں قرآن کی تلاوت کرتے ہیں تو اسے سننے کے لیے پرندے اور وحشی جانور آجاتے ہیں ان کی تلاوت حضرت داؤد کی تلاوت کی مثل ہے وہ لوگوں میں سب سے بڑے عالم نرم دل لوگوں کی بھلائی میں کوشش کرنے والے اور عبادت میں سب سے بڑھے ہوئے ہیں لہٰذا خلیفہ کے لیے مناسب نہیں کہ ایسے شخص سے کوئی تعرض کیا جائے یاد رکھو کہ خدا نے کسی قوم کی حالت کو اس وقت تک نہیں بدلا جب تک خود اسے اپنی حالت کے بدلنے کا خیال پیدا نہ ہوا ہو۔

جب عبدالملک کو یہ جواب ملا تو وہ خط کے مضمون سے خوش ہوا کہ اس میں نصیحت کے پہلو ہیں۔ اس نے زید بن امام حسن کو بلایا اور انہیں حاکم مدینہ کا خط دکھایا وہ کہنے لگا کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے حاکم مدینہ کو خوش کرلیا ہے جس پر عبدالملک نے کہا کہ تمہارے سامنے کوئی اور تجویز ہے؟ تو زید نے کہا کہ ہاں۔ تجویز یہ ہے کہ حضرت امام کے پاس جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہتھیاروں میں سے تلوار اور زرہ موجود ہے اور انگشتری و عصا بھی ہے لہٰذا تو انہیں لکھ کر یہ سب تبرکات مانگ لے اگر وہ نہ دیں تو پھر تجھے ان کے قتل کر دینے کا بہانہ مل جائے گا۔ چنانچہ عبدالملک نے والی مدینہ کو لکھا کہ امام محمد باقر علیہ السلام کو ایک ہزار درہم پیش کرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی میراث کا ان سے مطالبہ کرے والی مدینہ یہ خط پڑھ کر میرے پدر بزرگوار کی خدمت میں حاضر ہوا عبدالملک کا خط پڑھ کر سنایا حضرت امام نے فرمایا مجھے چند روز کی مہلت دے تو وہ کہنے لگا کہ ہاں اس کی اجازت ہے میرے پدر بزرگوار نے ان تبرکات کو جمع کر کے عامل کے پاس بھیج دیئے وہ بہت خوش ہوا اس نے زید کو بلایا اور وہ تبرکات انہیں دکھائے زید نے کہا کہ خدا کی قسم امام نے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامان میں سے تجھے کچھ بھی نہیں بھیجا۔ عبدالملک نے میرے پدر بزرگوار کو لکھا کہ میرا مال تو آپ نے لے لیا اور جو چیزیں ہم نے طلب کی تھیں ان میں سے کوئی چیز آپ نے ہمیں نہیں بھیجی۔

جناب امام نے جواب میں لکھا کہ جو کچھ میں نے دیکھا تھا سب تیرے پاس میں نے بھجوا دیا اب تو یقین کرے یا نہ کرے۔ عبدالملک نے ظاہری طور پر جناب امام کی تصدیق کی اور اہل شام کو بلایا اور کہا کہ یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چیزیں ہیں جو مجھے بھیجی گئی ہیں۔ پھر زید کو گرفتار کرلیا اور قید میں ڈال دیا اور کہا کہ اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا کہ میں تم میں سے کسی کے قتل میں ملوث ہو جاؤں گا تو میں تمہیں ضرور قتل کر دیتا۔ عبدالملک نے میرے پدر بزرگوار کو خط لکھا کہ میں آپ کے چچا زاد بھائی کو آپ کے پاس بھیجتا ہوں آپ ان کی تادیب کریں جب زید حضرت امام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو پدر بزرگوار نے فرمایا اے زید افسوس کی بات ہے کہ تم نے ایک امر عظیم کا ارادہ کیا ہے اور یہ کیسا بڑا فعل ہے جو تمہارے ہاتھوں سے کرایا جا رہا ہے میں جانتا ہوں کہ زین کی لکڑی کس درخت سے تراشی

گئی ہے لیکن مقدر میں یہی ہے کہ میری شہادت اس شخص کے ہاتھوں اسی طرح ہو جس کے مقدر میں خدا نے برائی لکھ دی ہو۔ چنانچہ اس زین کو گھوڑے پر کسا گیا اور حضرت امام اس پر سوار ہوئے چونکہ زین میں زہر بھرا ہوا تھا سارا زہر بدن مبارک میں سرایت کر گیا اور جسم پر ورم آگیا حضرت امام نے کفن کی تیاری کا حکم دیا جس میں سفید لباس تھا جسے آپ نے حج کے احرام میں پہنا تھا اور فرمایا اسے میرے کفن میں رکھ دو اس کے بعد جناب امام تین دن تک زندہ رہے اور رحلت فرمائی (یہ زین حضرات آل محمد علیہم السلام کے پاس محفوظ ہے اور رجعت کے بعد نکلے گی اور کافر سے انتقام لیا جائے گا) آخر کار حضرت کی شہادت کے بعد زید بن حسن بیمار ہو گئے اور بیماری کی وجہ سے ان کی عقل جاتی رہی اور جنون کی کیفیت پیدا ہو گئی انہوں نے نماز کو ترک کر دیا اور دنیا سے گزر گئے۔ (الخرائج والجرائح صـ۲۳)

وضاحت: ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس روایت کا آخری حصہ چھوڑ دیا گیا ہے جس میں غالباً یہ مصلحت ہے کہ ظاہری طور پر زید کی توہین ہو اور عبدالملک کا زید کو جناب امام کی خدمت میں بھیجنا بھی مصلحت کے تحت تھا کہ وہ آنجناب کو اس زہر آلود زین پر سوار کریں جو ان کے ساتھ بھیجی گئی تھی جس کے بارے میں جناب امام نے پہلے ہی بتا دیا تھا کہ میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ زین کی لکڑی اور کس درخت سے تراشی گئی ہے اور مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ اس میں زہر ملا ہوا ہے لیکن مقدر میں یہی ہے کہ میری شہادت اسی طرح ہو اسی لیے حضرت نے یہ بھی فرما دیا کہ یہ زین آل محمد علیہم السلام کے پاس محفوظ ہے اور رجعت کے بعد کافر سے انتقام لیا جائے گا اس میں بھی اشکال ہے کہ عبدالملک نے زید بن حسن کو امام کو زہر سے شہید کرنے پر مامور کیا جب کہ تاریخی روایات سے یہ ثابت ہے کہ ہشام بن عبدالملک نے حضرت امام کو زہر دیا تھا۔

عبدالملک کا بھیانک انجام

الخرائج والجرائح میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب عبدالملک کی موت کا وقت قریب آیا تو وہ بدشکل ہو گیا تھا (کہا جاتا ہے کہ اس کی شکل چھپکلی کی ہو گئی تھی) اس کے پاس اس کے بیٹے تھے جو سب کے سب پریشان تھے کہ اب کیا کریں آخر کار وہ مر گیا اور یہ رائے قرار پائی کہ وہ دھڑ کو لیکر آدمی کی شکل بنا لیں چنانچہ ایسا کیا گیا اور دھڑ کو پوشیدہ رکھا گیا پھر اسے کفن میں لپیٹا جس کی اطلاع سوائے میرے اور اس کے بیٹوں کے کسی کو نہ ہوئی۔

(الکافی جلد ۸ صـ۲۲۲)

بروز قیامت جنتیوں اور دوزخیوں کی حالت

الارشاد میں عبدالرحمٰن بن عبداللہ زہری سے منقول ہے کہ ایک دفعہ حج کے موقع پر ہشام مسجد الحرام میں اس حالت میں آیا کہ اپنے غلام سالم کا سہارا لیے ہوئے تھا اور امام محمد باقر علیہ السلام بھی مسجد میں تشریف فرما تھے اس سے سالم نے کہا یہ محمد بن علی بن الحسین (علیہم السلام) ہیں تو کہا کیا یہی ہیں کہ جن کی محبت میں عراق والے دیوانے ہو گئے ہیں اور انہیں امام سمجھتے ہیں۔ سالم نے جواب دیا کہ ہاں ایسا ہی ہے تو ہشام نے کہا کہ ان کے پاس جاؤ اور پوچھو کہ امیر کہتا ہے کہ یہ کیا معاملہ ہے کہ حشر کے دن لوگ کھائیں پئیں گے یہاں تک کہ ان کے درمیان فیصلہ کیا جائے تو حضرت نے فرمایا کہ لوگوں کا حشر ایک روشن چمک دار تھالی یا سفید اور شفاف روٹی کی طرح ہوگا جہاں نہریں بہتی ہوں گی لوگ کھائیں پئیں گے یہاں تک کہ وہ حساب سے فارغ ہوں گے ہشام نے سمجھا کہ امام جواب میں کامیاب ہو گئے تو بطور تعجب اللہ اکبر کہا اور غلام سے کہنے لگا کہ پھر جا کر یہ پوچھو کہ اس وقت کیا چیز انہیں کھانے پینے سے بے خبر کر دے گی مطلب یہ کہ ایسے وقت میں انہیں کھانے پینے سے کیا کام تو حضرت امام نے جواب دیا کہ جہنم میں ہونا بہت بڑی مصیبت ہے لیکن وہ کہیں گے "اَفِيْضُوْا عَلَيْنَا مِنَ الْمَآءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ" (سورہ اعراف آیت ۵۰) ہمارے اوپر پانی ہی ڈال دو یا خدا نے جو نعمتیں تمہیں دی ہیں ان میں سے کچھ عطا کر دو۔ یہ سن ہشام قائل ہو گیا اور خاموشی اختیار کی۔

(الارشاد صـ۲۸۲)

مغیرہ بن سعید کی گمراہی اور موضوعہ احادیث

سلیمان اللبان سے مروی ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ مغیرہ بن سعید کی کیا مثال ہے تو میں نے عرض کیا کہ حضور میں نہیں جانتا تو فرمایا کہ اس کی مثال ایک شخص بلعم باعور کی ہے کہ جسے اسم اعظم سکھا تھا جیسا کہ خداوند عالم نے ارشاد فرمایا ہے۔ "اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ" (سورہ الاعراف پارہ ۹ آیت ۱۷۵) ہم نے اسے اپنی آیتیں عطا کی تھیں پھر وہ ان سے نکل بھاگا تو شیطان نے اس کا پیچھا پکڑا آخر کار وہ گمراہ ہو گیا۔

(تفسیر العیاشی جلد ۱ صـ۴۲، تفسیر البرہان جلد ۲ صـ۵۱، تفسیر صافی جلد ۱ صـ۶۲)

شبہات کا ازالہ۔ ایک اہم توضیح: تفسیر العیاشی میں یہ بات مغیرہ بن شعبہ کی طرف منسوب کی گئی ہے جو قطعاً غلط ہے اس لیے کہ مغیرہ بن شعبہ ۵۰ھ ہجری میں رحلت کر چکے تھے۔ حقیقت یہی

ہے کہ اس کی نسبت مغیرہ بن سعید کی طرف ہے جس کی جانب مغیریہ فرقہ منسوب ہے اور جس کی مذمت میں حدیث وارد ہے (ملاحظہ کیجیے رجال الکشی صفحہ ۱۴۸) جس میں سلیمان اللبان کے بدلے سلمان الکتانی کا نام لیا گیا ہے۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس مغیرہ بن سعید پر لعنت فرمائی ہے اور امام علی رضا علیہ السلام نے بھی ارشاد فرمایا ہے کہ مغیرہ بن سعید امام محمد باقر علیہ السلام پر جھوٹ بولتا تھا بہتر یہ ہے کہ رجال الکشی کی اس روایت کا ذکر دیا جائے جو انہوں نے رجال کے صفحہ ۱۴۷ پر تحریر کی ہے جیسا کہ یونس نے ہشام بن حکم کے حوالے سے امام جعفر صادق علیہ السلام کے اس ارشاد کو نقل کیا ہے کہ مغیرہ بن سعید میرے پدر بزرگوار پر دانستہ جھوٹ بولتا تھا وہ آپ کے اصحاب کی یاداشتِ احادیث کی کتابیں لے لیتا تھا اس کے دوست میرے پدر بزرگوار کے اصحاب سے پوشیدہ طور پر کتابیں لے کر مغیرہ بن سعید کو دے دیا کرتے تھے وہ ان کتابوں میں اپنی سازش سے کفر کی باتیں داخل کر دیتا تھا اور میرے پدر بزرگوار کی طرف منسوب کر کے ان کا حوالہ دیتا تھا پھر وہ کتابیں اپنے دوستوں کو دے کر یہ حکم کرتا تھا کہ وہ انہیں شیعہ کتابوں میں مستحکم کر دیں چنانچہ جو کچھ بھی میرے پدر بزرگوار کے اصحاب کی کتابوں میں غلو کی چیزیں ہیں وہ سب مغیرہ بن سعید کی سازش اور چالاکی سے ان میں داخل کر دی گئی ہیں۔

کمیت شاعر کے خلوص و محبّت پر حضرت امام کا انعام و اکرام

مناقب بن شہر آشوب میں مروی ہے کہ کمیت شاعر نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے سامنے قصیدہ پڑھا جس میں من لقلب متیم مستہام (ترجمہ) ذلیل اور رنجیدہ دل کا کون ہے) تو حضرت امام نے خانہ کعبہ کی طرف رخ کر کے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا کہ پروردگارا کمیت کو بخش دے اور یہی دعا تین دفعہ کی پھر کمیت سے فرمایا کہ یہ ایک لاکھ درہم میں نے اپنے اہل بیت سے تمہارے لیے جمع کیے ہیں تو کمیت نے عرض کیا کہ مولا میں نہ لوں گا مجھے تو اس کا بدلہ خدا عطا فرمائے گا لیکن آپ کا یہ کرم ہوگا کہ مجھے اپنی قمیصوں میں سے ایک قمیص عنایت فرما دیں چنانچہ امام نے کمیت کو اپنی قمیص عطا کر دی۔ (المناقب جلد ۳ صـ ۳۲۹)

عمر بن عبدالعزیز کی اپنے اسلاف سے بیزاری

امالی میں جابر بن عون سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک روز اسماء بن خارجہ فزاری عمر بن عبدالعزیز کے پاس آئے جب کہ اس دن ان کی بیعت کی جا رہی تھی تو انہوں نے عمر بن عبدالعزیز کی مدح میں یہ اشعار پڑھے۔

اِنَّ اَوْلَى الْاَنَامِ بِالْحَقِّ قِدْمًا … هُوَ اَوْلٰى بِاَنْ يَكُوْنَ خَلِيْفًا

بِالنُّهٰى وَالْاُمُوْرِ لِلْاُوْلٰى … يَاتِ بِغَيْرِهٖ اَنْ يَكُوْنَ يَلِيْقَا

مَنْ اَبُوْهُ عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مَرْوَانَ … وَمَنْ كَانَ جَدُّهُ الْفَارُوْقَا

یعنی مخلوق میں پہلے حق کو قبول کرنے والا امر و نہی کی ذمہ داری لینے کا اہل ہے اور اولیٰ یہی ہے کہ اس کے علاوہ کوئی دوسرا بھی آئے تو وہ اس لائق ہو اور وہ ایسا شخص ہے کہ جس کے باپ عبدالعزیز بن مروان اور دادا فاروق ہوں

یہ سن کر عمر بن عبدالعزیز کہنے لگے کہ تم ایسا نہ کہتے تو مجھے زیادہ پسند ہوتا۔ (امالی شیخ صـ)

عترت رسول ہی وارث رسول ہے۔

امالی میں ابن حزم سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز کے دل میں فدک کا خیال آگیا تو انہوں نے حاکم مدینہ ابوبکر کو لکھا کہ چھ ہزار دینار اور مزید چار ہزار دینار کا غلہ مہیا کر کے بنی ہاشم سے اولاد حضرت فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا میں تقسیم کر دو اس لیے کہ فدک آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ذاتی ملکیت تھا اور بغیر کسی لشکر کشی و جنگ کے حاصل ہوا تھا لہٰذا آنحضور کے شرعی وارث اس کے حقدار ہیں۔

(نفس المصدر صـ ۱۶۴)

حقیقی علم کا ماخذ محمدؐ و آل محمدؐ ہیں

کافی میں ابو مریم سے منقول ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے سلمہ بن کہیل اور حکم بن عتیبہ کے بارے میں فرمایا کہ [illegible] درست نہیں ہو سکتا جب تک ان کی معلومات کا ماخذ ہم آل محمد (علیہم السلام) نہ ہوں یعنی حقیقی علم وہی ہے جو رسول و آل رسول سے لیا جائے۔

(الکافی جلد ۱ صـ ۳۹۹)

خلیفہ کا انتخاب صرف خدا اور رسول کے حکم پر منحصر ہے

اعلام الدین دیلمی میں مروی ہے کہ ایک شخص نے عبدالملک بن مروان سے کہا کہ جان کی امان ملے تو میں آپ سے مناظرہ کروں اس نے کہا کہ اجازت ہے اس شخص نے کہا کہ یہ بتائیے وہ یہ خلافت و حکومت آپ کو ملی ہے اس کے بارے میں کیا خدا اور رسول کی کوئی نص اور حکم ہے؟" ابن مروان نے جواب دیا "کہ ایسا تو نہیں ہے" اس پر اس شخص نے کہا "تو کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ لوگوں نے مل کر آپ کو حاکم بنا دیا اور اس کے لیے پسند کر لیا ہے؟" "کہ ایسا بھی نہیں ہے" اس پر وہ شخص کہنے لگا کیا لوگوں کی گردنوں میں آپ کی بیعت کا قلادہ پڑا ہوا ہے۔ جسے انہوں نے پورا کیا" وہ بولا کہ ایسا بھی نہیں ہے" پھر اس شخص نے کہا کہ

کیا حکومت کے لیے آپ کا انتخاب مجلس شوریٰ سے عمل میں آیا" تو عبدالملک نے جواب میں یہی کہا کہ "ایسا بھی نہیں" وہ شخص کہنے لگا کہ کیا لوگوں پر آپ زبردستی حکومت کر رہے ہیں اور اسے آپ نے اپنے لیے مخصوص کر لیا ہے" تو اس نے جواب دیا کہ ہاں ایسا ہی ہے" جس پر اس شخص نے کہا "تو پھر کیا وجہ ہے کہ آپ اپنے آپ کو امیرالمومنین کہتے ہیں جب کہ آپ کو نہ خدا نے حاکم بنایا نہ اس کے رسول نے اور نہ مسلمانوں نے"۔ اس پر عبدالملک کو غصہ آگیا اور بولا کہ تو میرے علاقے سے نکل جا ورنہ میں تجھے قتل کر دوں گا جس پر وہ شخص کہنے لگا کہ یہ تو عدل و انصاف والوں کا جواب نہیں ہوا۔ آخر کار وہ وہاں سے چلا گیا۔

عمر بن عبدالعزیز اور حق خلافت

مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے اپنے حاکم خراسان کو لکھا کہ اپنے علاقے کے سو علماء کو میرے پاس روانہ کرو تاکہ میں ان سے تمہارے اطوار اور انتظامی حالات کے بارے میں دریافت کر سکوں اس نے ان علماء کو جمع کیا اور انہیں عمر بن عبدالعزیز کے مقصد سے آگاہ کیا سب نے جانے میں عذر کیا اور کہا کہ ہمارے بال بچے ہیں اور کچھ مصروفیتیں بھی ہیں جن کی وجہ سے ہم یہاں سے نہیں جا سکتے ہمیں امیر کی عدالت سے امید ہے کہ وہ ہمیں سفر کے لیے مجبور نہ کریں گے ہم اس پر متفق ہیں کہ ہم میں سے ایک شخص کو امیر کے پاس روانہ کر دیا جب وہ عمر بن عبدالعزیز کے دربار میں پہنچا تو اس نے سلام کیا اور بیٹھ گیا اور ان سے کہنے لگا کہ میں تخلیہ چاہتا ہوں بہتر ہو کہ لوگ چلے جائیں تو امیر نے کہا ان کی موجودگی دو حال سے خالی نہیں کہ یہی بات کہو تو وہ سب اس کی تصدیق کریں گے یا کوئی غلط بات کہو تو وہ تمہاری تکذیب کریں گے جس پر وہ شخص کہنے لگا کہ لوگوں سے علیحدگی اور تنہائی میں اپنی وجہ سے نہیں چاہتا بلکہ آپ کی وجہ سے چاہتا ہوں مجھے ڈر ہے کہ کہیں ہمارے درمیان ایسی گفتگو نہ ہو جائے جس کا سننا ناپسندیدہ ہو اور بری لگے۔

چنانچہ عمر بن عبدالعزیز نے تمام اہل جلسہ کو باہر چلے جانے کا حکم دیا اور اس شخص سے کہا کہ اب جو کہنا ہے کہو تو وہ بولا کہ مجھے یہ بتایئے کہ آپ کو یہ حکومت کہاں سے ملی یہ سن کر وہ دیر تک خاموش رہے تو اس شخص نے کہا کہ کیا آپ کوئی جواب نہ دیں گے تو امیر نے کہا "نہیں"، جس پر اس شخص نے پوچھا کہ کیوں جواب دینا پسند نہیں کرتے تو عمر بن عبدالعزیز کہنے لگے کہ اگر میں یہ کہوں کہ خدا اور اس کے رسول کی نص کی بنا پر میں حاکم بنا ہوں تو یہ جھوٹی بات ہوگی اور یہ کہوں کہ تمام مسلمانوں کے اجماع سے خلیفہ ہوا ہوں تو تم یہ کہو گے کہ مشرق کے علاقہ والوں کو تو اس کا پتہ ہی نہیں اور ہم تو اس اجماع میں شامل ہی نہیں ہیں اور اگر میں یہ کہوں کہ یہ حکومت مجھے اپنے بزرگوں سے ورثہ میں ملی ہے تو تم یہ کہو گے کہ تمہارے باپ کی اولاد تو بہت تھی تو دوسروں کو چھوڑ کر تم ہی اس کے مالک کیسے بن گئے جس پر اس شخص نے کہا کہ آپ نے خود اپنے خلاف دوسرے کے حق کا اعتراف کر لیا تو کیا اب میں اپنے شہر کو واپس جا سکتا ہوں تو امیر نے کہا "نہیں" تم تو واعظ ہو تم نے مجھے اچھی نصیحت کی ہے جس پر وہ شخص

کہنے لگا کہ آپ کچھ اور کہنا چاہتے ہیں تو ضرور کہیے چنانچہ عمر بن عبدالعزیز کہنے لگے کہ میں سمجھتا ہوں کہ مجھ سے پہلے حکمرانوں نے ظلم اختیار کیا ناانصافی سے کام لیا مظالم ڈھائے اور مسلمانوں کے خزانے اور مال غنیمت کو اپنے لیے مخصوص کر لیا اور میں جانتا ہوں کہ یہ سب کچھ میرے لیے جائز نہیں۔ مومنوں کے حق میں کوئی کمی نہیں کی یہ سن کر اس شخص نے کہا کہ مجھے یہ بتایئے کہ اگر آپ کو یہ حکومت نہ ملتی اور کوئی دوسرا حاکم ہوتا اور وہ وہی کرتا جو اس سے پہلے حاکموں نے کیا تو آپ پر اس حاکم کا کوئی گناہ لازم آتا تو امیر نے کہا کبھی نہیں تو وہ شخص کہنے لگا کہ میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے اپنے آپ کو مشقت میں ڈال دیا اور دوسرے کو راحت پہنچائی اور اپنے آپ کو خطرہ میں ڈال کر دوسرے کو محفوظ رکھا جس پر عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ واقعی تم واعظ ہو یہ کہہ کر وہ شخص جانے کے لیے کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کہ خدا کی قسم تمہارے پہلے شخص کی وجہ سے ہمارے پہلے لوگ ہلاکت میں پڑ گئے اور ہمارے درمیان کے زمانہ کے لوگ تمہارے درمیان کے آدمی کی وجہ سے ہلاک ہوئے اور ہمارے زمانہ کے لوگ تمہارے آخیر میں آنے والے حاکموں کی وجہ سے ہلاک ہوں گے۔ خدا تمہارا مددگار ہے وہی ہمارے لیے کافی اور اچھا ساز گار ہے۔

بداعمال حاکم لائق اطاعت نہیں ہے۔

امالی میں ثمالی سے منقول ہے کہ مجھے ایک شخص نے یہ بات بتائی جو عبدالملک کے پاس اس وقت موجود تھا جب کہ وہ مکہ میں لوگوں سے خطاب کر رہا تھا جب تقریر کے دوران وہ وعظ و نصیحت کے موقع پر آیا تو مجمع میں سے ایک شخص کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کہ ٹھہرو ٹھہرو تم دوسروں کو حکم کرتے ہو اور خود عمل نہیں کرتے دوسروں کو برائی سے روکتے ہو اور خود نہیں رکتے دوسروں کو نصیحت کرتے ہو اور خود نصیحت حاصل نہیں کرتے کیا ایسی صورت میں تمہاری پیروی ہو سکتی ہے اور تمہارے حکم پر عمل کیا جا سکتا ہے اگر تم یہ کہو کہ ہماری سیرت کو اپناؤ اور اس کی پیروی کرو تو ظالموں کی پیروی کس طرح کی جا سکتی ہے اور ان مجرموں کو اتباع کرنے کے حق میں تمہارے پاس کون سی دلیل ہے جنہوں نے خدا کے مال کو اپنی دولت سمجھ لیا اور خدا کے بندوں کو اپنا غلام بنا لیا ہے اگر تم یہ کہو کہ ہمارے حکم کو مانو اور ہماری نصیحت پر عمل کرو تو جو اپنے آپ کو نصیحت نہیں کر سکتا وہ کسی دوسرے کو کیا نصیحت کر سکتا ہے اور اس شخص کی پیروی کس طرح لازم ہوگی جس کی عدالت کا کوئی ثبوت نہیں اگر تم یہ کہو کہ جہاں سے حکمت ملے اسے لے لو اور جس سے بھی کوئی نصیحت کی بات سنو اسے قبول کر لو تو ہمارے اندر ایسے لوگ موجود ہیں جو تم سے زیادہ فصیح و بلیغ انداز میں وعظ کرتے ہیں اور تم سے زیادہ علم لغات میں مشہور و معروف ہیں چنانچہ ان حالات میں وہ ان واعظوں سے دور ہو گئے اور انہوں نے اس کے قفل کھول دیئے کہ ان حالات میں جو چاہے داخل ہو جائے وہ ان کی راہ سے ہی ہٹ گئے کہ اب جو چاہے وعظ کرے ان باتوں کے اہل وہی ہیں جنہیں تم نے شہروں میں دھتکارا اور ان کی جگہوں سے ہٹا کر وادیوں میں ہنکا دیا جو وطن سے

بے وطن ہوگئے۔

پھر اس شخص نے کہا کہ خدا کی قسم ہم نے اپنے معاملات کی مہاریں تمہارے ہاتھوں میں نہیں دیں کہ جدھر چاہو ہمیں موڑ دو ہم تمہیں اپنے جسم و مال اور دینوں میں ثالث و مختار بنالیں کہ تم ظالموں اور سرکشوں کے طور طریقے اختیار کرلو نہ صرف یہ کہ ہم خود اپنی زندگی اور مقاصد زندگی سے باخبر اور اس کے بارے میں جواب دہ ہیں بلکہ تمہارے جیسے ہر حاکم کے لیے بھی ایک دن مقرر ہے جس سے بچ کر وہ کہیں بھاگ نہیں سکتا۔ اس کا ایک نامہ اعمال ہے جسے وہ ایک دن پڑھ لے گا کوئی بڑا چھوٹا گناہ ایسا نہ ہوگا جو اس نامہ اعمال میں درج نہ ہو۔ عنقریب ظالموں کو پتہ چل جائے گا کہ وہ کس جگہ لوٹائے جائیں گے۔ راوی کا بیان ہے فوراً چند مسلح محافظ کھڑے ہوئے اور اس شخص کو پکڑ لیا اس کے بعد معلوم نہ ہوسکا کہ اس پر کیا گزری

(امالی شیخ طوسی صلاا)

کردار کی بلندی اہلبیت کی پیروی کا نام ہے

الاختصاص میں ابو حمزہ ثمالی سے منقول ہے کہ ایک بار سعد بن عبدالملک امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ وہ شخص ہیں جنہیں حضرت امام سعد الخیر کے نام سے یاد فرماتے تھے اور عبدالعزیز بن مروان کی اولاد میں سے تھے اور آتے ہی ہچکیاں لے کر اس طرح رونے لگے جیسے عورتیں روتی ہیں تو حضرت امام نے فرمایا سعد کیا بات ہے جو تم اس طرح رو رہے ہو انہوں نے عرض کیا کہ حضور کیسے نہ روؤں میں ان لوگوں میں سے ہوں جنہیں قرآن پاک نے شجر ملعونہ فرمایا ہے۔ یہ سن کر حضرت امام نے فرمایا کہ تم ان میں سے نہیں ہو تم اموی ہوتے ہوئے ہم اہلبیت میں سے ہو کہ تم نے خدا وند عالم کا یہ ارشاد نہیں سنا جس میں حضرت ابراہیم کے قول کو بیان فرمایا ہے۔ فَمَنْ تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي (جو میری پیروی کرے وہ مجھ سے ہے) سورہ ابراہیم آیت ۳۶ (الاختصاص ص۸۵)

حمران بن اعین اور شیعہ ہونے کی سند

الاختصاص میں حمران بن اعین سے منقول ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے خدا سے عہد کیا ہے کہ جب تک آپ میرے اس سوال کا جواب عنایت نہ فرمائیں گے میں مدینہ سے نہیں جاؤں گا تو حضرت امام نے فرمایا مزید سوال کرو وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سے دریافت کیا کہ کیا آپ کے شیعوں میں میرا بھی شمار ہے؟ تو فرمایا ہاں تم دنیا و آخرت میں ہمارے شیعوں میں سے ہو۔

(نفس المصدر ص۱۹۶ رجال کشی ص۱۱۱)

ممدوح کی صفات اور شاعر کا حُسنِ انتخاب

مناقب ابن شہر آشوب میں مروی ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے شاعر کمیت سے فرمایا کہ کیا تم نے عبدالملک کی مدح و ثنا کی ہے تو انہوں نے عرض کیا اے ہدایت کے امام ہرگز ایسا نہیں ہوا کہ میں اس کی تعریف اور مدح کروں میں نے اسے اسد یعنی شیر کہہ کر خطاب کیا ہے اور اسد کتے کی طرح ایک جانور ہے میں نے اسے شمس یعنی سورج کہا اور سورج جمادات میں شامل ہے میں نے اسے بحر یعنی سمندر کہہ کر خطاب کیا اور سمندر ایک بے جان چیز ہے اور میں نے اسے حیہ یعنی سانپ کہا اور سانپ ایک مرا ہوا زمین کا کیڑا ہے اور میں نے اس سے اسے جبل یعنی پہاڑ کہہ کر خطاب کیا اور پہاڑ ایک ٹھوس پتھر کی حیثیت رکھتا ہے یہ سن کر حضرت امام مسکرانے لگے اور کمیت نے یہ اشعار پڑھے۔

مَنْ لِقَلْبٍ مُتَيَّمٍ مُسْتَهَامٍ - غَيْرَ مَا صَبْوَةٍ وَلَا أَحْلَامٍ

أَخْلَصَ اللّٰهُ لِي هَوَايَ فَمَا - أُغْرِقُ نَزْعًا وَلَا تَطِيشُ سِهَامِي

کمزور اور رنجیدہ دل کا سوائے خواہشوں اور آرزوؤں کے کون ہوسکتا ہے خدا نے میری محبت کو میرے لیے خالص کر دیا ہے میں کتنا ہی کمان کو کھینچ لوں میرا تیر نشانہ سے خطا نہیں کریگا۔

جب کمیت نے یہ اشعار پڑھے تو حضرت امام نے فرمایا کہ اس طرح کہا جائے تو کیا نقصان ہے "فَقَدْ أُغْرِقُ نَزْعًا وَمَا تَطِيشُ سِهَامِي" تو یہ سن کر کمیت کہنے لگے مولا کیا کہنا آپ نے مجھ سے کہیں بہتر اس مفہوم میں شاعری فرمادی۔ (المناقب جلد۳ ص۳۳۲)

توضیح ان دو شعروں میں شاعر کا مفہوم یہ ہے کہ خدا وند عالم نے میری محبت کو آپ اہل بیت کے لیے خالص بنا دیا ہے اور اس کی مدد و تائید اس کا سبب ہوئی کہ میں نے نشانہ خطا نہیں کیا مجھے آپ کی مدح سے جو چاہا مل گیا جب کہ میں نے آپ کی مدح میں کوئی مبالغہ بھی نہیں کیا بات یہ ہے کہ ہر تعریف کرنے والا اپنے ممدوح کی تعریف میں حد سے گزر جاتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ پھر ان کی وہ مدح اور تعریف سچائی کی حدود سے نکل جاتی ہے اور وہ جو کچھ تعریف میں کہتے ہیں جھوٹ کا پلندا بن جاتی ہے۔ جیسے کہ ایک تیرانداز جب کمان کو پوری طرح کھینچتا ہے تو نشانہ خطا ہو جاتا ہے لیکن آپ کے معاملہ میں ایسا نہیں ہے اگر آپ اہل بیتؑ کی مدح میں مبالغہ ہو جائے تو بھی تیر سچائی اور حق کے نشانہ سے خطا نہیں کرے گا اور جو تعریف بھی آپ کی ہوگی وہ حق ہی حق ہوگی اس لیے کہ جن کی مدح خدا کرے تو انسان میں یہ طاقت و قدرت کہاں کہ آپ اہل بیت کی مدح کا حق ادا کرسکے۔

فتح میں حاصل کیے ہوئے مال کا وارث خدا کا مقرر کردہ امام ہوتا ہے

مناقب ابن شہر آشوب میں بکر بن صالح سے مروی ہے کہ ایک بار عبداللہ بن مبارک امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میں نے آپ کے آبائے طاہرین علیہم السلام سے سنا ہے کہ مفتوحہ مال امام کا ہوتا ہے اور وہی اس کے مالک ہوتے ہیں تو حضرت نے فرمایا، ہاں" عبداللہ بن مبارک نے عرض کیا کہ میں آپ کے قربان جاؤں میں بھی اس مفتوحہ مال میں سے ایک ایسا آدمی ہوں جسے لوگوں نے پکڑ لیا تھا اور میں کسی نہ کسی طرح اپنے مالکوں سے بچ کر نکل آیا اور اب آپ کی خدمت میں اس لیے حاضر ہوا ہوں کہ آپ مجھے اپنی غلامی میں سے لیں تو حضرت نے فرمایا مجھے قبول ہے جب عبداللہ بن مبارک مکہ کی طرف جانے لگے تو بولے کہ میں حج کر لوں گا تو شادی کروں گا اس وقت جو کچھ میری آمدنی ہے وہ وہی ہے جو میرے بھائی بطور مہربانی مجھے دے دیتے ہیں اس کے علاوہ کچھ نہیں میرے لیے اب کیا حکم ہے امام نے ارشاد فرمایا کہ تم اپنے شہر میں لوٹ جاؤ تمہارا حج کرنا، شادی کرنا اور تمہاری یہ آمدنی تمہارے لیے حلال ہے۔ بکر بن صالح کہتے ہیں کہ چھ سال کے بعد عبداللہ مبارک پھر خدمت امام میں حاضر ہوئے اور اس غلامی کا تذکرہ کیا جو انہوں نے اپنے اوپر لازم کر لی تھی جس پر حضرت نے فرمایا کہ تم خدا کی خوشنودی کے لیے آج سے آزاد ہو جس پر عبداللہ بن مبارک نے کہا کہ حضور اپنے دست مبارک سے اس آزادی کی ایک تحریر عنایت فرما دیں تو حضرت نے تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ محمد بن علی ہاشمی علوی کی تحریر عبداللہ بن مبارک نوجوان کے لیے ہے کہ میں نے خوشنودی رب کے لیے تمہیں آزاد کیا تمہارا پالنے والا اور آقا و سردار خدا کے علاوہ کوئی نہیں ہے اور تم میرے اور میرے بعد والوں کے دوست ہو۔ محرم ۱۱۳ھ ہجری میں یہ تحریر تیار ہوئی جس پر امام محمد باقر علیہ السلام نے اپنے دستخط اور مہر ثبت فرما کر اسے جاری کیا۔

(المناقب جلد ۳ صـ۳۳۸)

مومن کامل ہی احادیث اہل بیتؑ کا بار اٹھا سکتا ہے

الاختصاص میں جناب جابر جعفی سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے ستر ہزار احادیث مجھ سے بیان کیں جو میں نے کسی کو نہیں بتائیں ایک بار میں نے خدمت امام میں عرض کیا کہ میں آپ کے قربان جاؤں آپ نے اپنے رازوں کو بتا کر جو میں نے کسی شخص پر ظاہر نہیں کیے مجھ پر ایک بڑا بھاری بوجھ رکھ دیا ہے ایک بڑی ذمہ داری عائد فرما دی ہے جس سے بعض اوقات میرے دل میں ایک بے چینی اور اضطراب کی کیفیت پیدا ہونے لگتی ہے یہاں تک کہ ایک طرح کا جنون طاری ہو

جاتا ہے حضرت نے سنا اور ارشاد فرمایا اے جابر جب تم ایسی کیفیت محسوس کرو تو کسی ویرانے یا قبرستان کی طرف نکل جایا کرو اور ایک گڑھا کھود لیا کرو اور اس میں اپنا سر دے کر کہا کرو کہ محمد بن علی علیہ السلام نے مجھ سے یہ حدیث اس اس طرح بیان فرمائی ہے۔ (الاختصاص صـ۶۶، رجال الکشی ۱۲۸)

روح القدس اہل بیتؑ کے محافظوں کے ساتھ ہے

الکافی میں کمیت بن زید اسدی سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا اے کمیت خدا کی قسم اگر ہمارے پاس مال و دولت ہوتا تو ہم اس میں سے تمہیں عطا کرتے تمہارے لیے تو وہ چیز ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حسان بن ثابت سے ارشاد فرمایا تھا کہ جب تک تم ہمارے مخالفوں سے ہماری حفاظت اور دفاع کرتے رہو گے روح القدس تمہارے ساتھ ہیں کمیت کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ حضور مجھے صرف دو شخصوں کے بارے میں بتا دیں یہ سن کر حضرت نے تکیہ کو موڑ کر اس کا سہارا لیا اور فرمایا اے کمیت خدا کی قسم ہر وہ خون جو بہایا گیا اور ہر وہ مال جو ناجائز طور پر لیا گیا اور ہر وہ پتھر جو کسی دوسرے پتھر سے بدل دیا گیا ان سب کا بوجھ ان دونوں کی گردنوں پر ہے۔ (الکافی جلد ۸ صـ۱۰۲)

بنو عباس کی حکومت کے قیام اور اس کے زوال کی پیش گوئی

الکافی میں جناب ابو بصیر سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں ایک دفعہ امام محمد باقر علیہ السلام کے پاس مسجد میں بیٹھا ہوا تھا کہ اتنے میں داؤد بن علی سلیمان بن خالد اور ابو جعفر عبداللہ بن محمد ابو الدوانیق وہاں آ گئے اور مسجد کے گوشہ میں بیٹھ گئے انہیں بتایا گیا کہ یہ محمد بن علی امام باقر ہیں جو تشریف فرما ہیں چنانچہ داؤد اور سلیمان بن خالد اپنی جگہ سے اٹھے اور خدمت امام میں آ کر سلام کیا لیکن ابو الدوانیق اپنی جگہ رہا۔ جب یہ دونوں آئے تو حضرت امام نے فرمایا کہ اس سرکش کو میرے پاس آنے میں کیا امر مانع رہا ان دونوں نے کچھ عذر پیش کیا اس وقت جناب امام نے فرمایا کہ خدا کی قسم کچھ زیادہ وقت نہ گزرے گا کہ یہ شخص زمین کے بڑے حصہ کا بادشاہ بنے گا اور لوگوں کو ایڑیوں سے روند ڈالے گا ان کی گردنیں اپنے آگے جھکا دے گا یہ سخت حاکم کی حیثیت سے حکومت کرے گا۔

داؤد بن علی نے دریافت کیا کہ کیا ہماری سلطنت آپ حضرات اہل بیت کی حکومت سے پہلے ہوگی؟ تو امام نے فرمایا ہاں داؤد ایسا ہی ہوگا کہ تمہاری حکومت ہماری حکومت سے پہلے ہی ہوگی (جب کہ امام زمانہ کا ظہور ہو جائے گا) تو داؤد نے عرض کیا کہ خدا آپ کو نیکی عطا کرے

اس کی کوئی مدت بھی ہے تو امام نے ارشاد فرمایا کہ ہاں۔ خدا کی قسم تمہارا دورِ حکومت بنی امیہ سے اتنا زیادہ ہوگا کہ تمہارے لڑکے اسے ایک دوسرے سے چھینیں گے اور اس حکومت سے اس طرح کھیلیں گے جس طرح بچے گیند سے کھیلتے ہیں یہ سن کر داؤد بن علی حضرت امام کے پاس سے خوش خوش کھڑے ہوئے وہ ابو الدوانیق کو ان باتوں کی اطلاع کر دینا چاہتے تھے جب یہ دونوں چلنے لگے تو امام نے پیچھے سے آواز دی کہ کسی قوم کی حکومت کو اس وقت تک زوال نہ آئے گا جب تک وہ ہمارا ممنوع اور ناحق خون نہ بہانے لگیں امام نے اپنے سینے کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ جب لوگ اس خون کو بہانے لگیں گے تو پھر ان کے لیے زمین کے نشیبی حصے اس کے بیرونی حصوں سے بہتر ہوں گے اس وقت ان کا نہ زمین میں کوئی مددگار ہوگا اور نہ آسمان میں انہیں ان الزمات سے بری کرنے والا کوئی نہ ہوگا۔

سلیمان بن خالد نے وہاں سے آکر ابو الدوانیق کو اس امر کی اطلاع کی یہ سن کر ابو الدوانیق حضرت امام کی خدمت میں گیا اور سلام بجا لایا اور آپ کو وہ سب کچھ بتا دیا جو داؤد اور سلیمان نے اس سے کہا تھا امام نے فرمایا ہاں ہاں ابو جعفر ایسا ہی ہے کہ تم لوگوں کی حکومت ہم لوگوں کی حکومت سے پہلے ہوگی تمہارے بادشاہ صاحب الامر سے پہلے ہوں گے لیکن تمہاری حکومت میں تنگی اور پریشانی کا دور دورہ ہوگا سکون و آرام میسر نہ آئے گا تمہاری حکومت کا عرصہ طویل ہوگا اور خدا کی قسم اس کی مدت بنی امیہ کے دورِ حکومت سے بہت زیادہ ہوگی تمہارے مردوں کے باقی ماندہ لڑکے حکومت کو اس طرح اچکیں گے جیسے گیند کو اچکتے ہیں کیا تم نے بات کو پوری طرح سمجھ لیا۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ تم اپنی سلطنت کے دوران اس وقت تک آسودہ رہ سکو گے جب تک تم ہمارا خون ناحق نہ بہاؤ گے اور جب تم اس مقدس خون کو بہانے لگو تو یاد رکھو کہ تم پر خدا کا غضب نازل ہوگا اور تمہاری حکومت صفحہ ہستی سے مٹ جائے گی تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی خدا تم پر ایسے بھینگے شخص کو مسلط کرے گا جو اولادِ ابو سفیان سے نہ ہوگا۔ اس کے اور اس کے ساتھیوں کے ہاتھوں تمہاری بیخ کنی ہو جائے گی۔ اتنا فرما کر جناب امام خاموش ہو گئے۔

(الکافی جلد ۸ صنا۲۱)

توضیح: مذکورہ روایت میں امام محمد باقر علیہ السلام نے عباسی حکومت کے قیام اور اس کے زوال کی پیش گوئی فرمائی اور ان بدترین حالات کا ذکر فرمایا جو عباسی دور میں پیدا ہوں گے اور ساتھ ہی ساتھ یہ واضح فرما دیا کہ جب حضرات اہل بیت علیہم السلام کا خون بہایا جانے لگے گا تو عباسی اقتدار کا خاتمہ ہو جائے گا جس سے یہ مقصد نہیں کہ یہ حضرات تلوار سے ہی قتل کیے جائیں گے بلکہ زہر سے شہید کر دینا بھی قتل ہی میں داخل ہے اور کسی کی ناحق جان لے لینا بدترین گناہ اور جب یہ سلسلہ بڑھتا ہے تو غضب الٰہی جوش میں آجاتا ہے یہی صورت عباسیوں کے دورِ حکومت میں ظاہر ہوئی کہ اولادِ رسول کو بے دریغ قتل کیا گیا ان کے دوستوں کو دیواروں میں چنوا دیا گیا ان کے خون سے گارے بنائے گئے اور اسلام کی حرمت کو پامال کیا گیا

نتیجہ میں سلطنت عباسیہ کو زوال آگیا اور اس بری طرح سے کہ ان پر خدا نے ایک ذلیل بھینگے آدمی کو مسلط کر دیا جو ہلاکو کی طرف اشارہ ہے جس کے انسانیت سوز مظالم کی تاریخ گواہ ہے حضرت امام نے اسے بھینگا ارشاد فرمایا اور یہ بالکل اسی طرح سے جیسے ابولہب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت اسلام کے وقت آپ کے مدمقابل آیا اور حضرت ابو طالب نے اسے بھینگا کہہ کر خطاب فرمایا تھا جس سے اس کا ذلیل کمینہ اور ننگ انسانیت ہونا مقصود تھا اسی طرح سے امام محمد باقر علیہ السلام نے بھی ارشاد فرمایا کہ خداوند عالم ایک بدخصلت ذلیل اور پست شخص کو مسلط فرما دے گا۔

اصحاب امامؑ

الاختصاص میں امام محمد باقر علیہ السلام کے مخصوص اصحاب کے مندرجہ ذیل اسماء گرامی پیش کئے گئے ہیں۔

جناب جابر بن یزید جعفی، جناب حمران اعین، جناب زرارہ، جناب عامر بن عبداللہ بن جذاعہ، جناب حجر بن زائدہ، جناب عبداللہ بن شریک عامری، جناب فضیل بن یسار بصری، جناب سلام بن مستنیر، جناب برید بن معاویہ عجلی اور جناب حکم بن ابی نعیم۔ (الاختصاص ص۸)

اصحاب وحواریین امام محمد باقر و امام جعفر صادق علیہما السلام

الاختصاص میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن ایک منادی آواز دے گا کہ حضرت محمد بن علی اور حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام کے حواری کہاں ہیں تو عبداللہ بن شریک عامری زرارہ بن اعین برید بن معاویہ عجلی محمد بن مسلم ثقفی لیث بن البختری مرادی عبداللہ بن ابی یعفور عامر بن عبداللہ بن جذاعہ حجر بن زائدہ اور حمران بن زائدہ اور حمران بن اعین کھڑے ہو جائیں گے۔

(نفس المصدر ص۶۱، رجال الکشی ص۶)

حضرت امام کے بعض اصحاب اور ان کا مختصر تعارف

الاختصاص میں امام محمد باقر علیہ السلام کے بعض اصحاب کے اسماء گرامی مختصر تعارف کے ساتھ درج کئے گئے ہیں چنانچہ زیاد بن منذر الاعمی کی کنیت ابوالجارود تھی زیاد بن ابی رجاء ابو عبیدہ الحذاء سے مشہور معروف تھے زیاد بن سوقہ زیاد غلام امام محمد باقر علیہ السلام زیاد بن زیاد المنقر اور زیاد الاحلام امام محمد باقر علیہ السلام کے اصحاب میں سے تھے ان حضرات کے علاوہ حضرت امام کے اصحاب میں جناب ابوبصیر لیث بن البختری المرادی اور ابوبصیر یحییٰ بن القاسم تھے جو نابینا تھے وہ بنی اسد کے غلام تھے ابوالقاسم

کا نام اسحاق تھا۔ جناب ابوبصیر کی کنیت ابو محمد تھی۔ (الاختصاص صفحہ ۸۳)

اولین کے اعلیٰ فقیہ چھ اصحاب امام ہیں

مناقب ابن شہر آشوب میں مروی ہے کہ جابر جعفی امام محمد باقر علیہ السلام کے دسبان تھے ایک بڑی جماعت اس پر متفق ہے کہ اولین میں بلند ترین علماء فقہ امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام کے اصحاب میں چھ حضرات تھے اور وہ زرارہ بن اعین۔ معروف بن خربوذ مکی۔ ابوبصیر اسدی، فضیل بن یسار، محمد بن مسلم طائفی اور برید بن معاویہ عجلی ہیں۔ (المناقب جلد ۳ صفحہ ۴۴۰)

ایک مشاعرہ اور شعراء کا اظہار حقیقت

کتاب مقتضب الاثر فی النص علی الاثنی عشر میں محمد بن زیاد بن عقبہ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ بنی اسد کے شعراء میں جن میں مشمعل بن سعد الناشری اور کمیت بن زید کے بھائی ورد بن زید شامل تھے شعر خوانی کا انعقاد ہوا جس میں امام محمد باقر علیہ السلام سے بھی تشریف آوری اور شرکت کی درخواست کی گئی تھی اشعار یہ تھے جن میں مندرجہ ذیل خیالات کا اظہار کیا گیا

ترجمہ "تم آپ کے لیے میں ہر طرف گھومتا رہا ہوں میرا شوق مجھے کس کس زمین پر لے گیا۔ اے اس ماں کے فرزند جس نے حمل میں رکھا اور پیدا کیا آپ ہی کی طرف کل کے دن مجھے آنا ہوگا میں آپ تک نہ بھی پہنچوں تو میری آرزوئیں اس انتہا پر پہنچ جائیں گی جس کیلئے گروہ خداوندی کا ہر کوشش کرنے والا کوشش کرتا ہے آپ ہی کے سامنے ہماری گردنیں جھکی ہوئی ہیں ہماری آنکھیں اور کان آپ ہی کی طرف لگے ہوئے ہیں انہی میں ائمہ محافظین احکام امر و نہی ہیں جن میں ایک محافظ شریعت دوسرے کو بطور وصیت بتاتا رہتا ہے وہ اپنے رب سے دعاء خیر کرنے میں نہیں تھکتے وہ سب کچھ پا لیں گے وہ ہر بلانے والے کی آواز پر لبیک کہتے ہیں"

انہی اشعار میں وہ بھی ہیں جن میں حضرت امام عجل اللہ ظہورہ کی ولادت باسعادت کا ذکر ہے جن میں کہا گیا ہے۔

ترجمہ جب سامرا میں ایک مولود آئیگا تورات میں ستارے کی طرح چمکتا ہوگا یہاں تک کہ جب زمین عراق انہیں حجاز کی طرف نکال دے گی تو وہ ایک سخت و تنگ زمین میں قیام کرینگے اور ایک زمانہ تک غائب رہیں گے اور زمین میں گھومتے رہیں گے اور دنیا میں گھومنے پھرنے والے ان کی تلاش میں تھک کر نہ بیٹھیں گے وہ موسیٰ و عیسیٰ کی مثل ہیں اگر ان کی عمریں گذر جائیں تو ان کے بارے میں کوئی اطلاع و خبر نہیں دے سکتا یہ حضرت موسیٰ کے نقیبوں کا تتمہ ہوں گے ان چشموں کی طرح ہوں گے جو ان کے عصا سے نکلے تھے انہی کی طرح وہ نکلا ہے میں ان کے دیدار کی آرزو رکھتا ہوں تاکہ ان کا بہترین پیرو بن جاؤں اس کی خبر ہمیں ان راویوں نے دی جو خدا سے ڈرنے والے اور اس کے مطیع ہیں ان سب باتوں کو ہم نے حق کے راویوں سے روایت کیا ہے اور تمہارے آباؤ اجداد کرام سب میں بہتر اسلاف اور شریعت کے مالک و محافظ ہیں (مقتضب الاثر صفحہ ۲۹)

نواں باب

عبداللہ بن نافع کا امام سے مناظرہ

الکافی میں بعض اصحاب سے مروی ہے کہ عبداللہ بن نافع ازرق کہا کرتا تھا کہ اگر میں جانتا کہ اس دنیا میں کوئی ایسا شخص موجود ہے جو مجھے بحث میں یہ ثابت کر دے کہ اہل نہروان کے قتل کرنے میں امیرالمومنین علی بن ابی طالب (علیہ السلام) نے ظلم نہیں کیا تو میں اس شخص کے پاس جاؤں گا چنانچہ اس سے کہا گیا کہ اس معاملہ میں خواہ ان کی اولاد میں سے ہی کوئی کیوں نہ ہو کیا تو ان سے مناظرہ کے لیے تیار ہو جائے گا تو کہنے لگا کہ کیا (حضرت امیرالمومنین) علی مرتضیٰ کی اولاد میں کوئی عالم ہے؟ تو کہنے والے نے کہا تیری پہلی جہالت تو یہی ہے کیا یہ ممکن ہے کہ ان حضرات میں کوئی عالم نہ ہو تو ابن نافع کہنے لگا کہ کیا آج بھی ان میں کوئی عالم موجود ہے جواب ملا کہ "ہاں"، حضرت محمد بن علی بن الحسین علیہم السلام موجود ہیں۔ راوی کا بیان ہے کہ یہ سن کر وہ اپنے بڑے ساتھیوں کی ایک جماعت کے ساتھ آپ کی خدمت میں مدینہ آیا اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ملا امام کو بتایا گیا کہ یہ عبداللہ بن نافع ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ انہیں مجھ سے کیا کام ہے یہ تو مجھ سے اور میرے پدر بزرگوار سے صبح و شام بیزاری کا اظہار کرتا ہے۔

ابوبصیر کوفی نے عرض کیا کہ میں آپ کے قربان جاؤں اس کا یہ خیال ہے کہ اگر اسے معلوم ہو جائے کہ پوری دنیا میں کوئی ایسا شخص موجود ہے جو یہ ثابت کر دے کہ نہروان والوں کے قتل میں امیرالمومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام ظالم نہ تھے تو یہ اس کے پاس پہنچے گا امام نے یہ سن کر فرمایا یہ میرے پاس مناظرہ کے لیے آیا ہے؟ ابوبصیر نے عرض کیا کہ حضور ایسا ہی ہے جناب امام نے غلام کو حکم دیا کہ اس کی سواری کو ٹھہراؤ اور اس کا انتظام کرو اور اس سے کہو کہ کل آئے۔ راوی کا بیان ہے کہ دوسرے دن عبداللہ بن نافع اپنے مخصوص ساتھیوں کے ساتھ حضرت امام کی خدمت میں آیا آپ نے مہاجرین و انصار کو جمع کیا

اور دوگیروے رنگ کے کپڑے پہن کر مجمع میں تشریف لائے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے مریم نکل آیا ہو۔ پھر ارشاد فرمایا کہ تمام تعریفیں اس خدا کے لیے ہیں جو ہر زمان و مکان کا خالق و مدبر ہے پھر آپ نے آیۃ الکرسی کو آخر آیت تلاوت فرمایا اور زبان سے یہ الفاظ جاری کیے کہ "میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں جنہیں خدا نے رسالت کے لیے منتخب فرمایا" پھر جناب امام لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ "اے گروہ مہاجرین و انصار تم میں سے جو شخص امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کے مناقب سے واقف ہے بیان کرے"

راوی کا بیان ہے کہ لوگ کھڑے ہوئے اور امیر المومنین علیہ السلام کے مناقب بیان کرنے لگے۔ عبداللہ بن نافع نے کہا کہ میں ان مناقب کو تسلیم کرتا ہوں لیکن حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام، تو حکمین کے تقرر کے بعد (معاذ اللہ) کافر ہوگئے لوگوں نے امیر المومنین علیہ السلام کے اور مناقب بیان کیے یہاں تک کہ حدیث لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ غَدًا بیان ہوئی جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کل میں اس مرد کو علم دوں گا جو خدا اور اس کے رسول کو دوست رکھنے والا ہے اور خدا و رسول اسے دوست رکھتے ہیں وہ بڑھ بڑھ کر حملہ کرنے والا ہے اور فرار اختیار کرنے والا نہیں اور میدان جہاد سے اس وقت نہ لوٹے گا جب تک خداوند عالم اسے فتح عنایت نہ فرما دے۔

اس کے بعد حضرت عبداللہ بن نافع سے مخاطب ہوئے کہ بتاؤ تم اس حدیث کے بارے میں کیا کہتے ہو تو کہنے لگا کہ بے شک حدیث صحیح ہے لیکن بعد میں ان سے کفر کا اظہار ہوا جس پر جناب امام نے فرمایا کہ تیری ماں تیرے غم میں روئے تو بتا جس دن خدا تعالیٰ نے حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام کو اپنا محبوب بنایا اور ان سے محبت کی کیا اس دن خدا کو اس کا علم تھا یا نہیں کہ یہ اہل نہروان کو قتل کریں گے اگر تو یہ کہتا ہے کہ خدا نہ جانتا تھا تو تو کافر ٹھہرا جس پر وہ کہنے لگا کہ مجھے تسلیم ہے کہ اس دن خدا جانتا تھا تو امام نے فرمایا کہ کیا خداوند عالم نے حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام سے اس وجہ سے محبت کی کہ وہ اس کی اطاعت کریں یا اس لیے محبت کی کہ وہ اس کی نافرمانی کریں؟ تو ابن نافع کہنے لگا کہ اس وجہ سے محبت کی کہ وہ اس کی اطاعت کریں جس پر امام نے فرمایا بس اب جا بحث تو ختم ہوگئی اور تو نے مان لیا جس پر وہ کہتا ہوا اٹھا کہ آپ حضرات کو سفید و سیاہ سب کا علم ہے خدا بہتر جانتا ہے کہ اپنی رسالت کو کن لوگوں میں قرار دے۔

وضاحت: امام محمد باقر علیہ السلام نے عبداللہ بن نافع کو ایک مدلل اور مسکت جواب دیا جو صرف چند الفاظ پر مشتمل تھا آپ نے فرمایا کہ خدا کو اس کا علم نہ تھا کہ امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام اہل نہروان کو قتل کریں گے اگر علم تھا تو اس کے باوجود خدا کا امیر المومنین کو اپنا محبوب قرار دینا کیا معنی رکھتا ہے منشائے ایزدی کے خلاف عمل کرنے سے تو سارے اعمال بے کار ہو جاتے ہیں جس سے صاف ظاہر ہے کہ خدا اس سے باخبر تھا کہ جناب امیر علیہ السلام اہل نہروان کو قتل کریں گے اور ان کا یہ قتل کرنا جائز و درست ہوگا

اور منشائے ایزدی کے مطابق ہوگا اور اطاعت الٰہی قرار پائے گا اگر یہ مان لیا جائے کہ خدا کو مستقبل کی خبر نہ تھی تو اس سے خدا کی الوہیت پر بہت بڑا الزام آتا ہے جسے تسلیم کرنے والا کافر ہے لہٰذا یہ ماننا پڑے گا کہ خدا نے حضرت امیر علیہ السلام کو اپنے محبوب ہونے کی سند بایں طور عنایت فرمائی کہ اسے علم تھا کہ جناب علی بن ابی طالب علیہ السلام جس طرح ماضی و حال میں خدا کے مطیع و فرماں بردار رہے ہیں اسی طرح مستقبل میں بھی جو عمل کریں گے وہ عین منشاء خداوندی اور اطاعت الٰہی ہوگا۔ لہٰذا خدا نے اس عظیم ہستی کو اپنی محبوبیت کی سند عطا فرما دی جس کا عبداللہ بن نافع نے اعتراف کیا

تفسیر آیات قرآنی

الثانی میں زید الشحام سے مروی ہے کہ ایک دفعہ قتادہ بن دعامہ امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت نے فرمایا کہ کیا تم اہل بصرہ کے فقیہ ہو، تو قتادہ نے عرض کیا جی ہاں لوگوں کا میرے بارے میں یہی خیال ہے جس پر امام نے فرمایا کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ تم قرآن کے مفسر بھی ہو تو انہوں نے عرض کیا کہ ایسا ہی ہے تو حضرت نے فرمایا کہ تم قرآن کی تفسیر علم سے کرتے ہو یا جہالت سے؟ تو وہ کہنے لگے کہ میں علم سے تفسیر قرآن کرتا ہوں حضرت نے فرمایا کہ تم علم سے قرآن کی تفسیر کرتے ہو تو پھر بلند حیثیت کے آدمی ہو میں تم سے کچھ سوال کروں گا قتادہ نے کہا ضرور پوچھیے تو حضرت نے فرمایا کہ مجھے اس ارشاد خداوندی کے بارے میں بتاؤ "وَقَدَّرْنَا فِيهَا السَّيْرَ سِيرُوا فِيهَا لَيَالِيَ وَأَيَّامًا آمِنِينَ" (سورہ سبا آیت ۱۸ اور ہم نے ان میں آمد و رفت کی راہ مقرر کی تھی ان راتوں اور دنوں میں بے کھٹکے چلو پھرو) تو قتادہ نے کہا کہ یہ اس شخص کے بارے میں ہے جو جائز و حلال زاد سفر، حلال سواری اور حلال و جائز کرایہ کے ساتھ خانہ خدا کی طرف آئے تو اسے کوئی خوف نہ ہوگا اور وہ بالکل محفوظ رہے گا یہاں تک کہ وہ اپنے گھر کی طرف واپس آ جائے تو حضرت نے فرمایا کہ کیا ایسا ممکن ہے کہ ایک شخص گھر سے جائز زاد راہ اور جائز اجرت کے ساتھ بیت اللہ کے لیے نکلے راہ میں چوری ہو جائے سارا زاد راہ جاتا رہے لٹ جائے اور کھانے پینے کا کل سامان ختم ہو جائے تو قتادہ کہنے لگا بے شک ایسا ممکن ہے تو حضرت نے فرمایا اے قتادہ یہ افسوس کی بات ہے اگر تم نے قرآن کی تفسیر اپنی طرف سے کی تو سمجھ لو کہ تم خود بھی ہلاک ہوئے اور دوسروں کو بھی ہلاکت میں ڈال دیا اور اگر تم نے دوسروں سے سنی سنائی تفسیر بیان کی تو تم بھی ہلاک ہوئے اور دوسروں کی ہلاکت کا باعث بنے اے قتادہ یہ افسوس کی بات ہے۔ سنو یہ آیہ مبارکہ میں اس سے وہ شخص مراد ہے جو جائز زاد راہ اور دوسرے جائز اسباب کے ساتھ اپنے گھر سے چلے اس کا بیت اللہ کا ارادہ ہو وہ ہمارے حق کو پہچانتا ہو اور اس کا دل ہماری طرف مائل ہو جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔ فَاجْعَلْ أَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِي إِلَيْهِمْ (سورہ ابراہیم آیت ۳۷ تو کچھ لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف مائل کر) اس سے بیت مراد نہیں ہے اگر خانہ خدا مراد ہوتا تو اِلَيْهِ واحد کی ضمیر لائی جاتی

لیکن اِلَیْھِمْ فرمایا گیا یعنی جمع غائب کی ضمیر لائی گئی تو خدا کی قسم وہ ہم ہیں جو حضرت ابراہیم کی دعا ہیں کہ جن کی طرف کسی کا دل مائل ہوگا تو اس کا حج بھی قبول ہوگا ورنہ نہیں اے قتادہ جب اس طرح ہوگا تو وہ شخص قیامت کے دن عذاب جہنم سے بے خوف رہے گا جس پر قتادہ نے عرض کیا کہ خدا کی قسم میں تو اس کی تفسیر اسی طرح بیان کرتا رہا ہوں تو حضرت نے فرمایا کہ قتادہ یہ افسوس کی بات ہے قرآن مجید کو وہی سمجھ سکتے ہیں جو اسکے مخاطب ہیں۔

(الکافی جلد ۸ صفحہ ۳۱۱)

توضیح :- قتادہ بن دعامہ عامہ کے مشہور محدثین و مفسرین میں سے تھے جن کے بارے میں امام محمد باقر علیہ السلام نے اشارۃً فرمایا کہ تم ایسے عالم ہو جو تعریف کا محتاج نہیں بشرطیکہ تم قرآن کی تفسیر علم سے کرتے رہو اور مناسب ہے کہ ایسے شخص کی طرف علوم میں رجوع کیا جائے اور اپنی طرف سے قرآن کی تفسیر کر دینا اپنے اور دوسروں کے لیے ہلاکت کا باعث ہے اور ارشاد الٰہی قَدَّرْنَا فِیْھَا السَّیْرَ کے بارے میں تمام مفسرین میں یہ مشہور ہے کہ اس آیہ مبارکہ کی شان نزول ان بستیوں کے احوال کا بیان ہے جو قوم سبا کے زمانہ میں تھیں مطلب یہ ہوا کہ خداوند عالم فرماتا ہے کہ ہم نے ان کے آرام و آسائش کے بقدر ان بستیوں میں آمد و رفت کی راہ مقرر کر دی تھی کہ وہ قرب منازل کے سبب خورد و نوش کے محتاج نہ تھے اور ارشاد الٰہی لفظ "سِیْرُوْا" میں حکم الٰہی بزبان حال انہی کی طرف ہے بہت سی اخبار و روایات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ "سِیْرُوْا" کی مخاطب یہ امت ہے اور اسے متوجہ کیا جا رہا ہے یا پھر یہ کہ اس سے عام خطاب مراد لیا جائے جن میں یہ بھی شامل ہوں۔

حضرت امام کا یہ ارشاد کہ اس سے بیت اللہ مراد نہیں تو اس کا مقصد یہ ہے کہ یہ نہ سمجھا جائے کہ بیت اللہ کی طرف دلوں کا میلان ہے ورنہ اِلَیْہِ فرمایا جاتا اور جمع کی ضمیر نہ آتی بلکہ جناب ابراہیم کی دعا تھی کہ خداوند عالم ان کی اس ذریت کو جو خانہ خدا کے پاس آباد ہو انبیاء اور خلفاء قرار دے کہ ان کی طرف لوگوں کے دل مائل ہوں چنانچہ حج ان حضرات کی طرف پہنچنے کا ایک ذریعہ وسیلہ بنتا ہے اور خدا نے اس دعا کو جناب نبی آخر الزمان اور آپ کے اہل بیت علیہم الصلوٰۃ والسلام کی صورت میں شرف قبولیت بخشا جو حقیقۃً حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا نتیجہ ہیں۔

جناب جزری کہتے ہیں کہ ایک حدیث یہ بھی ہے کہ میں اپنے باپ ابراہیم کی دعا اور جناب عیسیٰ کی خوشخبری ہوں چنانچہ دعا حضرت ابراہیم تو اس صورت میں ہوئے کہ ارشاد خداوندی ہے۔ وَابْعَثْ فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ آیَاتِکَ (سورہ بقرہ آیت ۱۲۹) ان میں انہی میں سے ایک رسول بھیج جو ان پر تیری آیتوں کی تلاوت کریں اور بشارت حضرت عیسیٰ کے سلسلہ میں یوں ارشاد خداوندی ہوا "وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُہٗ اَحْمَدُ (سورہ صف آیت ۶) میں خوشخبری دیتا ہوں ایک رسول کی جو میرے بعد آئیں گے جن کا نام احمد ہوگا۔

طاؤس یمانی کے سوالات اور ان کے مدلل جوابات

الاحتجاج میں ابان بن تغلب سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ طاؤس یمانی اپنے ایک ساتھی سمیت طواف کعبہ کے لیے آئے تو دیکھا کہ امام محمد باقر علیہ السلام بھی طواف میں مشغول ہیں تو طاؤس نے اپنے ساتھی سے کہا کہ یہ جوان عالم معلوم ہوتے ہیں جب حضرت طواف سے فارغ ہوئے تو دو رکعت نماز ادا فرمائی۔ جب نماز پڑھ چکے تو آپ کی خدمت میں لوگ آنے لگے تو طاؤس نے اپنے ساتھی سے کہا کہ آؤ ذرا امام ابو جعفر محمد باقر علیہ السلام کے پاس چلیں اور ایک سوال کریں جس کے بارے میں مجھے کوئی معلومات نہیں چنانچہ دونوں آئے اور حضرت کو سلام کیا طاؤس نے عرض کیا اے ابو جعفر علیہ السلام آپ کو معلوم ہے کہ ایک تہائی آدمی کب ہلاک ہوئے تو امام نے فرمایا اے ابو عبد الرحمان ایسا تو کبھی نہیں ہوا بلکہ شاید تمہاری مراد لوگوں کی ¼ چوتھائی آبادی سے ہے تو طاؤس کہنے لگے وہ کس طرح؟ تو حضرت نے فرمایا کہ ¼ آدمی اس وقت ہلاک ہوئے جب قابیل نے ہابیل کو مار ڈالا اس وقت چار آدمی تھے آدم و حوا اور ہابیل و قابیل۔ تو طاؤس کہنے لگا سچ فرمایا تو حضرت نے فرمایا کہ تمہیں معلوم ہے کہ قابیل کے ساتھ کیا گیا وہ کہنے لگے مجھے معلوم نہیں تو حضرت نے فرمایا کہ اسے دھوپ میں رکھ دیا گیا ہے اور قیامت تک اس پر کھولتا ہوا پانی ڈالا جاتا رہے گا۔ (الاحتجاج صفحہ ۱)

بروایت دیگر

کتاب الاحتجاج میں ایک دوسری روایت جناب ابو بصیر سے نقل کی گئی ہے جس میں تہائی یا چوتھائی آبادی کی ہلاکت کے سوال کے بعد امام محمد باقر علیہ السلام سے طاؤس یمانی کے دوسرے سوالات کا تذکرہ کیا گیا ہے جن میں طاؤس یمانی نے حضرت امام سے مزید سوال یہ کیا "کہ انسان کا باپ کون ہے"، قاتل یا مقتول (یعنی قابیل یا ہابیل) تو حضرت نے فرمایا کہ نسل آدم ان دونوں میں سے کسی ایک سے نہیں چلی بلکہ سب انسانوں کے باپ جناب شیث ہیں اور انہی سے جناب آدم کی نسل چلی ہے۔ طاؤس نے پوچھا کہ جناب آدم کو آدم کیوں کہا گیا تو فرمایا کہ انہیں اس لیے آدم کہا گیا کہ ان کی طینت پست زمین کی ظاہری سطح سے بلند ہوئی پھر طاؤس کہنے لگے کہ جناب حوا کو حوا کیوں کہا جاتا ہے تو حضرت نے فرمایا اس لیے کہ وہ ایک زندہ یعنی جناب آدم کی پسلی سے خلق کی گئیں طاؤس نے عرض کیا کہ ابلیس کو ابلیس کیوں کہتے ہیں تو فرمایا اس لیے کہ وہ رحمت خداوندی سے مایوس ہے پھر سوال کیا کہ جن کو جن کیوں کہا جاتا ہے تو ارشاد فرمایا اس لیے کہ وہ پوشیدہ رہتے ہیں اور انسان کو دیوانہ اور [illegible] بنا دیتے ہیں اور دکھائی نہیں دیتے پھر کہنے لگے کہ یہ فرمایئے کہ پہلا جھوٹ کس نے بولا تو امام نے جواب دیا کہ وہ پہلا

جھوٹ بولنے والا ابلیس تھا جب اس نے یہ کہا تھا کہ میں آدم سے بہتر ہوں تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا اور انہیں مٹی سے (اور آگ مٹی کو جلا ڈالتی ہے) تو وہ مٹی سے افضل ہے۔

طاؤس نے عرض کیا کہ یہ بتلایئے کہ وہ کونسی قوم ہے جس نے حق کی گواہی دی لیکن درحقیقت وہ جھوٹے تھے تو حضرت نے جواب دیا کہ وہ منافقین ہیں جب انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ خدا کے رسول ہیں چنانچہ خداوند عالم نے یہ آیت نازل فرمائی إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ قَالُوا نَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُولُ اللَّهِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِنَّكَ لَرَسُولُهُ وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَكَاذِبُونَ (سورہ منافقون آیت ۱) اے رسول جب منافق تمہارے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تو اقرار کرتے ہیں کہ آپ خدا کے رسول ہیں اور خدا جانتا ہے کہ آپ اس کے رسول ہیں لیکن خدا گواہی دیتا ہے کہ منافق جھوٹے ہیں طاؤس یمانی نے سوال کیا کہ یہ فرمایئے کہ وہ کونسا پرندہ ہے جو صرف ایک بار اڑا اور اس سے پہلے یا اس کے بعد پھر نہیں اڑا اور جس کا خدا نے قرآن مجید میں ذکر کیا ہے تو امام نے فرمایا کہ وہ طور سینا ہے کہ اسے خدا نے بنی اسرائیل پر اٹھایا جب کہ اس نے ان پر اپنا سایہ ڈالا جس میں طرح طرح کے عذاب تھے خدا نے قرآن میں یوں اس کا ذکر فرمایا ہے وَإِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ كَأَنَّهُ ظُلَّةٌ وَظَنُّوا أَنَّهُ وَاقِعٌ بِهِمْ (سورہ اعراف آیت ۱۷۱) تو اے رسول یہود کو یاد دلاؤ جب ہم نے ان کے سروں پر پہاڑ کو اس طرح لٹکایا کہ گویا سائبان تھا اور وہ لوگ سمجھ چکے تھے کہ ان پر اب گرا طاؤس نے عرض کیا کہ مجھے اس رسول کے بارے میں بتائیں کہ جسے خدا نے بھیجا تھا اور وہ نہ جنوں میں سے تھا نہ انسانوں میں سے اور نہ فرشتوں میں سے۔ خداوند عالم نے جس کا ذکر قرآن میں کیا ہے تو امام نے فرمایا وہ کوا تھا جسے خدا نے اس لیے بھیجا تھا کہ وہ قابیل کو بتا سکے کہ وہ اپنے بھائی ہابیل کی لاش کو کس طرح مٹی میں چھپائے جب کہ وہ ہابیل کو قتل کر چکا تھا خداوند عالم نے اس طرح ارشاد فرمایا فَبَعَثَ اللَّهُ غُرَابًا يَبْحَثُ فِي الْأَرْضِ لِيُرِيَهُ كَيْفَ يُوَارِي سَوْءَةَ أَخِيهِ (سورہ مائدہ آیت ۳۱) تو خدا نے ایک کوے کو بھیجا کہ وہ زمین کو کریدنے لگا تاکہ اسے (قابیل کو) دکھا دے کہ اسے اپنے بھائی کی لاش کیونکر چھپانی چاہیے۔

طاؤس نے کہا کہ یہ بتائیں کہ وہ کون تھا جس نے اپنی قوم کو ڈرایا تھا مگر وہ نہ جنوں میں سے ہے نہ انسانوں میں سے اور نہ فرشتوں میں سے اس کا بھی خدا نے اپنی کتاب میں ذکر فرمایا ہے تو حضرت نے فرمایا کہ وہ چیونٹی ہے جب کہ اس نے کہا تھا يَا أَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوا مَسَاكِنَكُمْ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمَانُ وَجُنُودُهُ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ (سورہ النمل آیت ۱۸) اے چیونٹیو اپنے اپنے بلوں میں گھس جاؤ ایسا نہ ہو کہ سلیمان اور ان کا لشکر تمہیں روند ڈالے اور انہیں اس چیز کی خبر بھی نہ ہو طاؤس نے پھر کہا کہ یہ بتایئے کہ وہ کون تھا جس پر جھوٹ تھوپ دیا گیا اور وہ نہ جنوں

نہ انسانوں نہ فرشتوں میں سے ہے جس کا ذکر بھی قرآن مجید میں ہے تو حضرت نے فرمایا کہ جس پر جھوٹا الزام لگایا گیا وہ بھیڑیا تھا جس پر جناب یوسف کے بھائیوں نے تہمت لگائی کہ انہیں بھیڑیا کھا گیا طاؤس نے کہا کہ یہ بتایئے کہ وہ کون سی چیز ہے کہ جس کا تھوڑا حلال ہے اور جس کا زیادہ حرام ہے اور خداوند عالم نے اس کا اپنی کتاب میں ذکر فرمایا ہے تو حضرت امام نے جواب دیا کہ وہ نہر طالوت ہے جیسا کہ ارشاد الٰہی ہوا إِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةً بِيَدِهِ (سورہ بقرہ آیت ۲۴۹) (ہاں مگر جو اپنے ہاتھ ایک چلو بھر کے پی لے) طاؤس کہنے لگے کہ اس فرض نماز کے بارے میں بتایئے جو بغیر وضو کے پڑھی جاتی ہے اور اس روزے کے بارے میں بتائیں جو کھانے پینے سے مانع نہیں تو حضرت نے فرمایا کہ بغیر وضو کے صلوٰۃ تو وہ محمد و آل محمد علیہم السلام پر صلوات بھیجنا ہے جس کے لیے وضو کی ضرورت نہیں ہے اور روزہ تو وہ خاموشی کا روزہ ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہوا إِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمَٰنِ صَوْمًا فَلَنْ أُكَلِّمَ الْيَوْمَ إِنْسِيًّا (سورہ مریم آیت ۲۶) (میں نے خدا کے واسطے روزے کی نذر کی تھی تو میں آج ہرگز کسی سے بات نہیں کر سکتی)

طاؤس نے پھر سوال کیا کہ اس چیز کے بارے میں بتایئے جو کم اور زیادہ ہوتی رہتی ہے اور وہ کون سی شے ہے جو زیادہ تو ہوتی ہے لیکن کم نہیں ہوتی اور وہ کون سی چیز ہے جو کم تو ہوتی ہے مگر زیادہ نہیں ہوتی تو امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ وہ چیز جو گھٹتی بڑھتی رہتی ہے وہ چاند ہے اور جو بڑھتی ہے اور گھٹتی نہیں وہ سمندر ہے اور وہ چیز جو گھٹتی ہے اور بڑھتی نہیں وہ عمر اور زندگی ہے۔ (الاحتجاج ص ۱۷۸)

خانہ کعبہ تمام مکانوں سے افضل ہے

الکافی میں جناب زرارہ سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ میں امام محمد باقر علیہ السلام کے پہلو میں بیٹھا ہوا تھا اور حضرت پاؤں پر بیٹھے ہوئے ٹانگوں اور پیٹھ کو کپڑے سے باندھ کر سہارا لیے ہوئے تھے آپ قبلہ رو تشریف فرما تھے کہ فرمایا کہ کعبہ کی طرف نظر کرنا بھی عبادت ہے کہ اتنے میں قبیلہ بجیلہ کے عاصم بن عمر حاضر خدمت ہوئے تو انہوں نے جناب امام سے کہا کہ کعب الاحبار اس کے قائل ہیں کہ خانہ کعبہ ہر روز بیت المقدس کو سجدہ کرتا ہے تو حضرت امام نے فرمایا کہ کعب تمہارا اس قول کے بارے میں کیا خیال ہے تو وہ کہنے لگے کہ کعب کی بات تو صحیح ہے جس حضرت امام نے غصہ میں ارشاد فرمایا کہ تم بھی جھوٹ کہتے ہو اور تمہارے ساتھ کعب الاحبار بھی جھوٹا ہے زرارہ کہتے ہیں کہ اس سے پہلے میں نے حضرت کو یہ کہتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا کہ تم جھوٹ بولتے ہو اس کے بعد حضرت نے ارشاد فرمایا کہ خداتعالیٰ نے زمین کا کوئی ایسا ٹکڑا خلق نہیں فرمایا جو اسے کعبہ سے زیادہ محبوب ہو پھر حضرت نے اپنے ہاتھ سے کعبہ کی

کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ خدا کے نزدیک کوئی جگہ اِس سے زیادہ فضیلت و احترام والی نہیں ہے یہ کعبہ ہی ہے کہ اِس کی حرمت کے پیشِ نظر آسمان و زمین کی تخلیق کے وقت خدا نے اپنی کتاب میں چند مہینوں کو حرام ٹھہرا دیا ہے جن میں تین مہینے تو پے در پے آتے ہیں جو حج سے متعلق ہیں اور وہ ماہ شوال ذی قعدہ اور ذی الحجہ ہیں اور ایک مہینہ عمرہ کے لیے ہے جو رجب کا مہینہ ہے۔ (الکافی جلد ۴ صفحہ ۲۳۹)

آسمان و زمین کے کھلنے اور بند ہونے کے بارے میں امام سے سوال

المناقب الارشاد اور الاحتجاج میں مروی ہے کہ عمرو بن عبید بصری امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں سوال کے ذریعہ آپ کے امتحان کی غرض سے حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ میں آپ پر قربان جاؤں خداوند عالم کے اِس ارشاد کا مطلب تو ارشاد فرمایئے کہ " اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا " (سورہ الانبیاء آیت ۳۰) جو لوگ کافر ہیں کیا ان لوگوں نے اِس بات پر غور نہیں کیا کہ آسمان و زمین دونوں بستہ بند تھے تو ہم نے دونوں کو شگافتہ کیا (کھول دیا) اِس آیہ مبارکہ میں رتق و فتق سے کیا مراد ہے؟ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ رتق سے یہ مراد ہے کہ آسمان سے بارش نہیں ہوتی تھی اور زمین سے نباتات (گھاس وغیرہ) نہیں اُگتی تھی تو خدا نے آسمان و زمین کو بارش و نباتات سے کھول دیا یعنی بارش بھی ہونے لگی اور زمین پر پھل پھول پودے وغیرہ بھی اُگنے لگے یہ سُن کر عمرو چلے گئے اور حضرت کے جواب پر کوئی اعتراض یا اِس کی تردید نہ کر سکے اِس کے بعد پھر حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ میں آپ کے قربان جاؤں خدائے تعالیٰ کے اِس ارشاد کے بارے میں وضاحت فرمائیں " وَمَنْ يَّحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِيْ فَقَدْ هَوٰى " (سورہ طٰہٰ آیت ۸۱) (اور یاد رکھو جس پر میرا عذاب نازل ہوا تو وہ یقیناً گمراہ (ہلاک) ہوا تو یہ فرمایئے غضبِ الٰہی کیا ہے تو جناب امام نے ارشاد فرمایا کہ خدا کا غضب اِس کا عذاب ہے اے عمرو جو یہ گمان رکھے کہ کوئی شے خدا کو متغیر و متبدل کر دیتی ہے اور وہ اِس چیز کا اثر قبول کر لیتا ہے تو ایسا گمان رکھنے والا کافر ہے۔ (الاحتجاج صفحہ ۱۷۷)

کائنات میں سب سے بڑے عالم

مناقب ابن شہر آشوب میں منقول ہے کہ ابرش کلبی نے امام محمد باقر علیہ السلام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ہشام سے کہا کہ عراق میں یہ کون شخص ہیں کہ جن کے گرد لوگ جمع ہو کر مسائل دریافت کرتے ہیں۔ تو اس نے کہا کہ یہ کوفہ کے نبی ہیں ان کا دعویٰ ہے کہ یہ فرزندِ رسول باقر العلم اور مفسرِ قرآن ہیں میں اِن سے ایک ایسا مسئلہ پوچھتا ہوں کہ یہ اِس کا جواب ہی نہ دے سکیں گے چنانچہ وہ حضرت امام کے پاس آیا اور کہنے لگا کیا آپ نے توریت و انجیل اور زبور و قرآن کو پڑھا ہے؟ تو حضرت نے جواب دیا "ہاں" تو کہنے

لگا کہ آپ سے کچھ مسئلے پوچھنا چاہتا ہوں تو حضرت نے فرمایا کہ اگر تو طالب ہدایت ہے تو تو اِس سے نفع حاصل کرے گا اور اگر تیرا سوال کسی لغزش کی تلاش میں ہے تو تو گمراہ ہو جائے گا۔ ابرش نے کہا کہ بتایئے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جناب عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان فترت کا زمانہ کتنا تھا کہ جس میں کوئی نبی معبوث نہیں ہوا تو حضرت نے فرمایا ہمارے قول کے مطابق چھ سو سال کا وقفہ زمانہ فترت رہا۔ پھر اس نے کہا کہ مجھے خداوند عالم کے اِس قول کے بارے میں بتایئے " يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ " (سورہ ابراہیم آیت ۴۸ جس دن یہ زمین بدل کر دوسری زمین کر دی جائے گی) تو لوگ قیامت کے دن فیصلہ ہونے تک کیا کھائیں پئیں گے؟ تو فرمایا کہ نان چھک دار تھالی کی طرح ایک زمین ہو گی جس میں نہریں ہوں گی لوگ انہی سے کھائیں پئیں گے یہاں تک کہ حساب سے فراغت ہو گی تو ہشام نے کہا کہ ان سے یہ بھی تو پوچھیے کہ اِس وقت وہ کون سی چیز ہو گی جو کھانے پینے سے بے خبر کر دے گی تو امام نے فرمایا کہ جہنم میں ہونا کیا کم مصیبت ہے لیکن وہ اِس کہنے سے بے خبر نہ ہوں گے " اَنْ اَفِيْضُوْا عَلَيْنَا مِنَ الْمَآءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ " (سورہ الاعراف آیت ۵۰) ہم پر تھوڑا سا پانی ہی انڈیل دو یا جو (نعمتیں) خدا نے تمہیں دی ہیں اِن میں سے کچھ (دے ڈالو)

راوی کا بیان ہے کہ یہ سُن کر ابرش کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کہ بے شک آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دختر کے فرزند ہیں پھر وہ ہشام کے پاس پہنچا اور کہنے لگا اے بنو امیہ ہم تم سے بات آگے یہ بزرگ تو آسمان و زمین کی چیزوں کے جاننے میں زمین والوں میں سب سے بڑے عالم ہیں اور حقیقتاً یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند ہیں۔

اِس مذکورہ واقعہ کو جناب کلینی نے نافع غلام ابن عمر سے روایت کیا ہے اور اِس میں کچھ اضافہ ہے جن میں ایک بات یہ ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے اِس سے فرمایا کہ تو نہروان والوں کے بارے میں کیا کہتا ہے اگر تیرا یہ خیال ہے کہ امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام نے ان سے حق پر قتال کیا تھا تو تو اپنے دین سے پھر گیا اور اگر تو کہتا ہے کہ انہوں نے نہروان والوں سے باطل پر قتال کیا تو تو کافر ہو گیا راوی کا بیان ہے کہ وہ یہ کہتے ہوئے آپ کے پاس سے پلٹا کہ خدا کی قسم آپ بے شک لوگوں میں سب سے بڑے عالم ہیں اور ہشام کے پاس چلا گیا۔ (الکافی جلد ۸ صفحہ ۱۲۰) (مناقب جلد ۳ صفحہ ۳۲۹، صفحہ ۲۳۰)

جناب ابو حنیفہ اور امامؑ

ابو القاسم طبری الکافی شرح نہج اہل السنۃ میں لکھتے ہیں کہ ایک دن جناب ابو حنیفہ نے امام محمد باقر علیہ السلام سے جب کہ جناب امام مسجد میں تشریف فرما تھے پوچھا کیا میں آپ کے پاس بیٹھ سکتا ہوں؟ حضرت نے جواب میں فرمایا کہ تم ایک مشہور و معروف آدمی ہو میں پسند نہیں کرتا کہ تم میرے پاس

بیٹھو وہ نہ مانے اور بیٹھ گئے انہوں نے حضرت امام سے کہا کہ کیا آپ امام ہیں تو حضرت نے فرمایا "نہیں" تو کہنے لگے کہ اہل کوفہ تو یہی گمان کرتے ہیں کہ آپ امام ہیں حضرت نے فرمایا کہ میں کیا کر سکتا ہوں امام ابوحنیفہ کہنے لگے کہ آپ انہیں لکھیں اور اس سے منع کریں حضرت نے فرمایا وہ میرا کہنا کیا مانیں گے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ وہ لوگ اس کے مقابلہ میں ہم سے دور ہیں جو ہمارے سامنے ہے یعنی تم تو میرے پاس بیٹھے ہو تم نے ہی میرا کون سا کہنا مان لیا میں نے تم سے کہا تھا کہ میرے پاس نہ بیٹھو لیکن تم بیٹھ گئے اسی طرح اگر میں اہل کوفہ کو لکھوں بھی تو بھی وہ میرا کہنا نہ مانیں گے جیسے تم نے نہ مانا یہ سن کر جناب ابوحنیفہ خاموش ہو گئے۔

(المناقب جلد ۳ صلا۳۳)

وضاحت مذکورہ بالا روایت میں یہ بات واضح ہے کہ جناب ابوحنیفہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی امامت کے قائل نہ تھے ورنہ یہ سوال نہ کرتے کہ کیا آپ امام ہیں؟ اور ان کا یہ سوال مقلد اور مطیع کی حیثیت سے نہ تھا اگر حضرت امام علیہ السلام یہ فرماتے کہ میں امام ہوں تو فوراً حکومت کی مخالفت کا رُخ اس طرف ہو جاتا حضرت کا اس سے انکار اس وجہ سے نہ تھا کہ واقعی آپ امام زمانہ نہیں بلکہ فتنہ کو دبانا مقصود تھا جب کہ ارشاد خداوندی ہے کہ الفتنہ اشد من القتل جب فتنہ مومن کے قتل سے بھی زیادہ سنگین ہے تو امام کس طرح یہ فرماتے کہ میں امام ہوں اور یہ فرما کر ایک فتنہ کو دعوت دیتے۔

عبداللہ بن معمر سے متعہ پر بحث

کشف الغمہ میں کتاب نثر الدرر کے حوالے سے نقل کیا گیا ہے کہ عبداللہ بن معمر لیثی نے امام محمد باقر علیہ السلام سے کہا کہ مجھے معلوم ہے کہ آپ متعہ کے جواز کا فتوی دیتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ خداوند عالم نے اسے اپنی کتاب میں حلال کیا ہے اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے اور آنحضور کے اصحاب نے اس پر عمل کیا ہے تو عبداللہ نے کہا لیکن جناب عمر نے اس منع کیا ہے تو حضرت نے جواب دیا کہ تو اپنے ساتھی کے قول پر عمل کرتا ہے اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول پر عمل کرتا ہوں جس پر عبداللہ نے کہا کہ کیا آپ یہ پسند کریں گے کہ آپ کی خواتین بھی ایسا کرنے لگیں تو حضرت نے فرمایا کہ اے احمق عورتوں کے ذکر کا کیا موقع ہے جس چیز کو خدا نے اپنی کتاب میں حلال کر دیا اور بندوں کے لیے مباح کر دیا کیا وہ تیرے یا اس سے نہی کرنے والے کے کہنے سے متغیر ہو سکتا ہے کیا تجھے یہ پسند آئیگا کہ تیرے حرم (نزدیکی عورتیں) میں سے کوئی یثرب کے جلاہے سے شادی کر لے تو اس نے کہا کہ نہیں تو حضرت نے فرمایا کہ جسے خدا نے حلال کیا ہے تو اسے کیوں حرام کر رہا ہے تو کہنے لگا کہ میں حرام نہیں کرتا لیکن جولاہا میرا کفو نہیں ہے حضرت نے فرمایا کہ خدا تو جولاہے کے عمل سے خوش ہو کر حور سے اس کی تزویج کر دے گا اور تو اس شخص سے نفرت کرتا ہے جس کی طرف خدا رغبت رکھتا ہے اور تو اس شخص سے کبر و غرور کی بنا پر دور رہنا چاہتا

ہے جسے خدا نے حور جنت کا کفو قرار دیا ہے یہ سن کر عبداللہ ہنس پڑا اور کہنے لگا کہ آپ حضرات کے سینے علم کے درختوں کے منابت (پھوٹنے کی جگہیں) ہیں ان کے پھل آپ کو ملتے ہیں اور دوسرے لوگوں کو ان کے پتے ملتے ہیں۔

(کشف الغمہ جلد ۲ صـ۳۶۲)

مولف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اس بارے میں بہت سی اخبار و روایات کتاب الاحتجاجات میں بیان کی گئی ہیں جن میں باب الرد علی الخوارج ابواب توحید اور ان حضرات کی شان میں نازل شدہ آیات ربانی کے باب شامل ہے۔

قتادہ بن دعامہ بصری سے مباحثہ

الکافی میں ابوحمزہ ثمالی سے مروی ہے ان کا بیان ہے کہ میں مسجد نبوی میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص آئے اور انہوں نے سلام کیا اور مجھ سے پوچھنے لگے کہ اے بندہ خدا آپ کون ہیں تو میں نے کہا کہ میں اہل کوفہ میں سے ہوں آپ کی کیا حاجت ہے تو وہ بولے کہ کیا آپ حضرت امام ابوجعفر محمد باقر علیہ السلام کو جانتے ہیں میں نے جواب دیا کہ ہاں ہاں میں انہیں جانتا ہوں آپ کی ان سے کیا حاجت ہے تو کہنے لگے کہ میں نے چالیس مسئلے تیار کیے ہیں جن کے بارے میں ان سے سوالات کرنا چاہتا ہوں اور ان مسائل میں حق و باطل کے تمام امور شامل ہیں ابوحمزہ کہتے ہیں کہ میں نے ان آنے والے سے پوچھا کہ کیا تمہیں حق و باطل کے درمیان امتیاز حاصل ہے اور دونوں میں فرق کر سکتے ہو تو وہ کہنے لگے کہ ہاں ہاں کیوں نہیں تو میں نے کہا کہ جب تم خود حق و باطل کے درمیان تمیز کرنے کی صلاحیت رکھتے ہو تو پھر حضرت امام سے تمہارا کیا کام؟ وہ کہنے لگے کہ اے اہل کوفہ تم وہ لوگ ہو جن میں حقیقت کے سمجھنے کی قدرت نہیں لہٰذا جس وقت تم حضرت امام کو دیکھو تو مجھے اس کی اطلاع کر دینا یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ امام محمد باقر علیہ السلام تشریف لے آئے آپ کے گرد اہل خراسان وغیرہ کا مجمع تھا جو حضرت والا سے مناسک حج کے بارے میں کچھ سوالات کر رہے تھے حضرت اپنی نشست پر رونق افروز ہوئے یہ اجنبی بھی حضرت کے قریب بیٹھ گئے ابوحمزہ کہتے ہیں کہ میں بھی جا بیٹھا اور امام کی گفتگو کو سنتا رہا آپ کے چاروں طرف علماء کا مجمع تھا۔

جب حضرت امام ان کے مسائل اور ضروری امور سے فارغ ہو چکے اور وہ لوگ چلے گئے پھر حضرت ان آنے والے کی طرف متوجہ ہوئے اس سے دریافت فرمایا بھائی آپ کون ہیں تو وہ کہنے لگے کہ میں قتادہ بن دعامہ بصری ہوں حضرت نے فرمایا کہ بصرہ کے فقیہ ہو؟ انہوں نے کہا کہ جی ہاں تو حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ اے قتادہ تم پر افسوس ہے یہ جان لو کہ خداوند عالم نے ایک جماعت کو پیدا کیا ہے اور انہیں اپنی مخلوق پر حجتیں قرار دیا ہے وہ اس کی زمین کی میخیں ہیں وہ خدا کے حکم سے قائم ہیں وہ اس کے علم کے رکھنے والے ہیں جنہیں خدا نے دنیا کے پیدا کرنے سے پہلے ہی منتخب کر کے اپنے عرش کے داہنی طرف

قائم کیا۔ ابوحمزہ کہتے ہیں کہ یہ سن کر قتادہ دیر تک خاموش رہے پھر بولے کہ خدا آپ کو جزائے خیر دے خدا کی قسم میں بڑے بڑے فقہاء کی مجلسوں میں بیٹھا ہوں جن میں ابن عباسؓ کی شخصیت بھی شامل ہے لیکن ان میں کسی کے سامنے مجھے اتنا اضطراب نہیں ہوا جتنا آپ کے سامنے ہو رہا ہے جناب امام نے فرمایا کہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ اِس وقت تم اِس شخص کے سامنے ہو جن کا ذکر اس آیہ مبارکہ میں ہے کہ ان گھروں میں خدا کی عظمت اور اِس کے نام کا ذکر کیا جاتا ہے یہاں صبح و شام اِس کی تسبیح کی جاتی ہے ان گھروں میں رہنے والے ایسے لوگ ہیں کہ جنہیں تجارت اور خرید و فروخت خدا کے ذکر سے غافل نہیں کرتی اور نہ ہی نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے سے بے خبر کرتی ہے اے قتادہ یہ جان لو کہ وہ ہم لوگ ہیں جن کا اِس آیت میں ذکر کیا گیا ہے۔ قتادہ کہنے لگے کہ خدا کی قسم آپ نے سچ فرمایا میں آپ کے قربان جاؤں یہ گھر پتھر اور مٹی کے گھر نہیں ہیں۔

اس کے بعد قتادہ نے عرض کیا کہ پنیر کے بارے میں کیا حکم ہے جس پر حضرت امام مسکرا دیئے اور فرمایا کہ اب تم مسائل میں ایسے مسئلہ پر اتر آئے ہو پھر آپ نے فرمایا کہ وہ جائز ہے قتادہ کہنے لگے کہ ایسا بھی ممکن ہے کہ اِس میں مردہ جانور کا پنیر ملا دیا گیا ہو اور اِس کی بو آتی ہو تو حضرت نے فرمایا کوئی مضائقہ نہیں اِس لیے کہ دودھ اور پنیر میں خون ہڈی اور رگیں نہیں ہوتیں بو تو گوبر اور خون سے آیا کرتی ہے یہ تو جزا ہی کے ہیں جو مردہ ہو اور اِس میں سے انڈے کو نکال لیا جائے تو کیا تم اِس انڈے کو کھاؤ گے۔ قتادہ کہنے لگے کہ نہیں میں تو اس کے کھانے کا کسی کو حکم نہیں دوں گا حضرت نے پوچھا کیوں؟" انہوں نے جواب دیا کہ اسلیے کہ وہ مردے میں سے نکلا ہے اس پر حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اگر وہ انڈہ کسی مرغی کے نیچے رکھ دیا جائے اور اسمیں سے بچہ نکل آئے تو کیا تم اسے کھا لو گے اس پر قتادہ نے جواب دیا کہ ہاں اِس کا گوشت کھا لوں گا امام نے فرمایا کہ کس چیز نے تم پر انڈے کو حرام کر دیا اور اسمیں سے نکلے ہوئے بچے کو حلال کر دیا اسی طرح دودھ پنیر مثل انڈے کے ہیں لہٰذا تم مسلمانوں کے بازار میں جاکر نمازیوں کے ہاتھ سے پنیر خریدو اور اس پنیر کے بارے میں ان سے کچھ سوال نہ کرو ہاں یہ بات دوسری ہے کہ کوئی شخص اِس کے بارے میں پوری اطلاع بہم پہنچا دے

(الکافی جلد ۶ صفحہ ۲۵۶)

شراب دوسرے گناہوں کی طرف مائل کر دیتی ہے

نفس المصدر میں احمد بن اسماعیل الکاتب سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک دن امام محمد باقر علیہ السلام مسجد الحرام میں تشریف لائے تو گروہ قریش میں سے کچھ لوگوں نے آپ کو دیکھ کر کہا کہ یہ کون ہیں تو انہیں بتایا گیا کہ یہ اہل عراق کے امام اور پیشوا ہیں تو ان میں سے کچھ لوگوں نے کہا کہ ان کے پاس کوئی جائے اور ان سے سوال کرے چنانچہ ان میں کا ایک جوان حضرت کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا کہ سب سے بڑا گناہ کون سا ہے حضرت نے جواب دیا کہ شراب پینا بدترین گناہ ہے یہ سن کر اس جوان نے ان سب کو اس کی اطلاع دی تو انہوں نے اس جوان سے کہا کہ دوبارہ جاؤ وہ پھر امام کے پاس آیا حضرت نے فرمایا کہا میں نے تم سے کہا نہیں کہ شراب کا پینا سب سے بڑا گناہ ہے۔ شراب کا پینا شرابی کو زنا کاری کی طرف لے آتا ہے چوری ناحق قتل کی طرف آمادہ کرتا ہے اور وہ شرک کی طرف بہا تا ہے

شراب کے سلسلہ میں سارے امور ہر گناہ سے اونچے ہیں اور اسی طرح ہیں جیسے کہ اس کا درخت اور اس کی بیل ہر درخت پر چھا جاتی ہے۔ (نفس المصدر جلد ۶ صفحہ ۴۲۹)

جنازے کی تعظیم اور آل محمد علیہم السلام

کافی میں جناب زرارہ سے منقول ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا اور کچھ انصار بھی موجود تھے کہ ایک جنازہ گزرا اور انصاری جنازے کی تعظیم کے لیے کھڑے ہو گئے لیکن حضرت امام کھڑے نہیں ہوئے اور میں بھی بیٹھا رہا۔ انصاری اسوقت تک کھڑے رہے جب تک وہ لوگ جنازے کو لے کر گزر نہ گئے اِس کے بعد وہ بیٹھے اور حضرت امام نے ان سے دریافت کیا کہ تمہارے کھڑے ہو جانے کا کیا باعث ہوا تو وہ کہنے لگے کہ میں نے امام حسین علیہ السلام کو دیکھا ہے کہ حضرت جنازے کو دیکھ کر کھڑے ہو گئے تھے تو امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا کی قسم امام حسین علیہ السلام نے ایسا نہیں کیا اور ہم اہل بیت میں کوئی فرد جنازے کی تعظیم کے لیے نہیں اٹھا جس پر ان انصاری نے کہا کہ خدا آپ کو جزائے خیر دے میں شک میں پڑ گیا مجھے یہ گمان تھا کہ میں نے امام حسین علیہ السلام کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

(المصدر السابق جلد ۳ صفحہ ۱۹۱) التہذیب جلد ۱ صفحہ ۴۵۶)

دسواں باب

حضرت امام کی نادر اخبار و روایات

امالی جناب شیخ میں منہال بن عمر سے مروی ہے کہ میں امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص آیا اور اس نے حضرت کو سلام کیا آپ نے سلام کا جواب دیا اس شخص نے پوچھا آپ کا مزاج کیسا ہے؟ حضرت امام نے فرمایا تمہیں پتہ نہیں کہ ہم کس حال میں ہیں ہماری اس امت میں بنی اسرائیل کی مثال ہے کہ وہ بیٹوں کو ذبح کر دیتے تھے اور عورتوں کو زندہ رکھتے تھے اور ہمارا بھی یہی حال ہے کہ یہ لوگ ہمارے بیٹے کو قتل کر دیتے ہیں اور ہماری عورتوں کو زندہ چھوڑ دیتے ہیں (تاکہ وہ ان کا ماتم کرتی رہیں) اب اہل عرب عجم والوں پر فضیلت جتاتے ہیں ایک عجمی نے پوچھ لیا کہ یہ کیسے؟ اہل عرب بولے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم میں ایک عربی تھے تو وہ عجمی کہنے لگے کہ بالکل ٹھیک بات ہے قریش نے بھی دوسرے عرب والوں پر اپنی فضیلت جتائی اہل عرب نے پوچھا کہ افضل ہونے کی کیا وجہ ہے تو کہنے لگے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاندان قریش میں سے تھے اس لیے دوسرے قبائل پر ہمیں فضیلت حاصل ہے انہوں نے بھی کہا کہ بات تو ٹھیک ہے۔ اگر یہ تمام لوگ اپنے اس کہنے میں سچے ہیں تو پھر ہمیں تمام انسانوں پر فضیلت حاصل ہوئی اس لیے کہ ہم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذریت ان کے خاص اہل بیت اور ان کی عترت ہیں جس میں ہمارے علاوہ کوئی دوسرا شریک ہی نہیں تو وہ شخص کہنے لگا کہ خدا کی قسم مجھے آپ اہل بیت سے محبت ہے تو حضرت امام نے فرمایا تو پھر تم بلا و مصیبت کی ردا تیار کر لو یعنی مصائب اٹھانے کے لیے مستعد ہو خدا کی قسم ہماری طرف آلام و مصائب اس سے کہیں زیادہ تیزی کے ساتھ آتے ہیں جیسے وادی و نشیب میں سیلاب پہلے بلا و مصیبت کا نشانہ اول ہم بنتے ہیں پھر تمہاری باری آتی ہے اسی طرح زندگی کی آسودگی اول

ہم سے ہوگی پھر تمہاری طرف بڑھے گی۔

(امالی الطوسی صفحہ ۹۵)

وضاحت حقیقت تو یہی ہے کہ آل محمد علیہم السلام کی زندگیاں مصائب و آلام ہی میں گزریں اور ان کے دوستوں اور شیعوں پر بھی زمانہ نے مصیبت کے پہاڑ توڑے جن کے واقعات سے تاریخ کے اوراق رنگین ہیں امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام نے واضح طور پر ارشاد فرمایا کہ جو ہم اہل بیت کی محبت رکھتا ہو اسے فقیری کے لیے تیار رہنا چاہیئے ایسا شخص دنیا کی آسائشوں سے علیحدہ رہے گا اور فقر و فاقہ پر صبر کرے گا۔ محبت اہل بیت اور حب دنیا کبھی یکجا جمع نہیں ہو سکتیں مال و تونگری اہل دنیا کا حصہ ہے اور دولت عقبیٰ آل رسول سے تمسک رکھنے والوں کا اسی لیے تو آل محمد علیہم السلام اور ان کے دوستوں نے ہمیشہ دنیا سے کنارہ کشی اختیار فرمائی اور دنیا سے جو کچھ تعلق رہا وہ بقدر واجب۔ اسی لیے تو کہا گیا ہے کہ

"ہم خدا خواہی و ہم دنیائے دوں۔ خیال ست و محال ست و جنوں"

حضرت خضر سے جناب امام کی ملاقات

اکمال الدین میں حمزہ بن عمران وغیرہ کے حوالے سے امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے حضرت امام فرماتے ہیں ایک دفعہ امام محمد باقر علیہ السلام مدینہ کے ایک صحرا کی طرف نکل گئے اور ایک دیوار کا سہارا لے کر کھڑے ہو گئے یہ ایک فکر مند کا سا انداز تھا اتنے میں ایک شخص آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اے ابو جعفر (علیہ السلام) آپ فکر مند کیوں ہیں اگر دنیا کے لیے متفکر ہیں تو خدا کا دیا ہوا رزق سب کے لیے ہے جس کے لیے نیک و بد کا کوئی فرق نہیں سب کو رزق پہنچتا ہے اگر آپ آخرت کے لیے فکر مند ہیں تو اس کے لیے سچا وعدہ ہے کہ اس دن خدائے تعالیٰ عدل و انصاف کے ساتھ فیصلہ فرمائے گا حضرت نے یہ سنا اور فرمایا کہ مجھے ان دونوں باتوں میں کسی کے لیے فکر نہیں میں تو ابن زبیر کے فتنہ کے بارے میں متفکر ہوں تو وہ شخص کہنے لگے کہ کیا آپ نے کسی کو دیکھا ہے کہ اس نے خدا سے طلب عافیت کی ہو اور خدا نے اسے مشکل سے نجات نہ دی ہو۔ کیا آپ کی نظر میں کوئی ایسا شخص ہے جس نے اللہ پر بھروسہ کیا ہو اور اس نے اس کی کفایت و نصرت نہ کی ہو؟ کیا آپ نے کسی ایسے شخص کو دیکھا ہے کہ اس نے خدا سے خیر کی طلب کی ہو اور خدا نے اسے خیر عطا نہ کیا ہو۔ حضرت امام نے فرمایا کہ یہ کہہ کر وہ شخص چلے گئے امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سے پوچھا کہ یہ کون تھے تو ارشاد فرمایا کہ یہ جناب خضر تھے۔

(کمال الدین و تمام النعمۃ جلد ۲ صفحہ ۵۸)

جناب صدوق علیہ الرحمۃ نے اس حدیث کے بیان کرنے کے بعد فرمایا ہے کہ ایک دوسری حدیث میں یہ واقعہ امام زین العابدین علیہ السلام کی طرف منسوب ہے کہ حضرت خضر آپ سے ہم کلام ہوئے تھے۔

حضرت امام کے یہاں مجلس گریہ و ماتم

الکافی میں اسحٰق بن عمار سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے میرے بعض اصحاب نے حکم بن عتیبہ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ ایک دفعہ میں امام محمد باقر علیہ السلام کے پاس گھر میں بیٹھا ہوا تھا اور تمام اہل خانہ اس وقت وہاں جمع تھے کہ ایک بوڑھے بزرگ آئے جو اپنی پھل والی لکڑی کا سہارا لیے ہوئے تھے انہوں نے دروازہ پر رک کر کہا السلام علیک یا ابن رسول اللہ رحمۃ اللہ و برکاتہ پھر وہ خاموش ہوئے تو حضرت امام نے سلام کے جواب میں فرمایا وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اس کے بعد وہ بزرگ اہل بیت کے سب افراد کی طرف متوجہ ہوئے اور السلام علیک کہا اور خاموش ہو گئے سب نے انہیں سلام کا جواب دیا اس کے بعد وہ حضرت امام کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے کہ میں آپ کے قربان جاؤں میں آپ کے قریب ہوں خدا کی قسم مجھے آپ سے بڑی محبت ہے آپ سے محبت رکھنے والوں سے بھی محبت کرتا ہوں۔ خدا کی قسم مجھے آپ سے اور ان سے جو آپ سے محبت رکھتے ہیں دنیا وی طمع کے پیش نظر محبت نہیں ہے میں آپ کے دشمنوں سے بغض رکھتا ہوں اور ان سے بیزار ہوں اور خدا کی قسم ان سے یہ دشمنی و بیزاری آپس کی بغض اور ذاتی کشیدگی کی وجہ سے نہیں خدا کی قسم میں آپ کے حلال کو حلال اور آپ کے حرام کو حرام سمجھتا ہوں اور آپ کے حکم کا منتظر رہتا ہوں میں آپ پر قربان کیا آپ مجھ سے ایسی ہی امید رکھتے ہیں جس پر حضرت امام نے فرمایا آؤ آؤ قریب آجاؤ یہاں تک کہ حضرت نے ان بزرگ کو اپنے پہلو میں بٹھا لیا۔

اس کے بعد امام نے فرمایا اے شیخ میرے پدر بزرگوار امام علی بن الحسین علیہما السلام کے پاس بھی ایک شخص اسی طرح آئے تھے اور انہوں نے اسی طرح سوال کیا تھا جیسے تم نے کیا ہے تو میرے پدر بزرگوار نے ان سے فرمایا تھا کہ اگر تمہاری موت آجائے تو تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امیر المومنین علی حضرت حسن مجتبیٰ امام حسین اور امام علی بن الحسین علیہم السلام کے پاس پہنچو گے جس سے تمہارے دل کو ٹھنڈک ملے گی اور تمہارا قلب راحت و سکون پائے گا اور کرام کاتبین کے ساتھ آرام و راحت سے تمہارا استقبال ہوگا اگرچہ تمہارا سانس یہاں تک پہنچ جائے (حضرت نے اپنے ہاتھ سے اپنے حلق کی طرف اشارہ کیا) پھر فرمایا کہ اگر تم زندہ رہے تو تم دیکھو گے کہ خداوند عالم تمہاری آنکھوں کو ٹھنڈا رکھے گا اور تم ہمارے ساتھ بلند تر درجہ میں ہو گے وہ سن رسیدہ بزرگ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام سے عرض کیا کہ اے ابو جعفر یہ کیسے! حضرت نے اپنی بات کو دہرایا بزرگ نے کہا اللہ اکبر اے ابو جعفر اگر میں مر جاؤں تو میں رسول اللہ حضرت علی مرتضیٰ حسن مجتبیٰ حسین شہید کربلا علی بن الحسین زین العابدین صلوات اللہ علیہم کے پاس پہنچ جاؤں گا میری آنکھوں اور دل کو ٹھنڈک ملے گی۔ کرام کاتبین فرشتوں کے ساتھ آرام و سکون سے میرا استقبال ہوگا اگر میں زندہ رہوں تو میں دیکھ لوں گا کہ خدا نے میری آنکھوں کو ٹھنڈک عطا فرمائی میں

آپ حضرات کے ساتھ بلند ترین درجہ میں داخل ہوں گا ان بزرگ کی یہ حالت ہوئی کہ وہ لمبے لمبے سانس لے کر رونے لگے اور ہچکی بندھ گئی یہاں تک کہ وہ زمین سے چمٹ گئے امام کے اہل بیت بھی گریہ کرنے لگے شیخ کی حالت پر روتے روتے ان کی ہچکیاں بندھ گئیں حضرت امام نے ان آنسوؤں کو جوان بزرگ کے پپوٹوں سے بہ نکلے تھے اپنے ہاتھوں سے صاف کیا۔

ان بزرگ نے سر کو بلند کیا اور حضرت امام سے کہا کہ فرزند رسول میں قربان جاؤں ذرا اپنا ہاتھ میرے قریب لایئے حضرت نے اپنا ہاتھ ان کے قریب کیا ان بزرگ نے ہاتھ چوم لیا انہوں نے حضرت کے ہاتھ کو اپنی آنکھوں اور رخسار پر رکھا پھر اپنا پیٹ اور سینہ کھولا اور حضرت کے دست مبارک کو اپنے شکم اور سینہ پر رکھا پھر کھڑے ہوئے السلام علیکم کہا جناب امام ان کی پشت کی طرف دیکھ رہے تھے جب کہ وہ واپس جا رہے تھے اس کے بعد امام ان سب لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ جو یہ چاہے کہ اہل جنت کے فرد کو دیکھے تو وہ ان شیخ کی طرف نظر کرے حکم بن عتیبہ کا بیان ہے کہ میں نے ایسا شور گریہ و ماتم کبھی نہیں دیکھا جیسے کہ یہاں ہو رہا تھا

(الکافی جلد ۸ صفحہ ۷۶)

گیارہواں باب

اولادِ امام علیہ السلام

الارشاد کے مطابق امام محمد باقر علیہ السلام کی اولاد میں منصب امامت ابوعبداللہ حضرت جعفر بن محمد علیہ السلام کو حاصل ہوا اور کسی دوسرے کو نہیں ملا امام جعفر صادق علیہ السلام کے بھائی عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں کہا گیا ہے کہ وہ صاحب علم و فضل تھے اور یہ بھی مروی ہے کہ جناب عبداللہ بنی امیہ کے ایک حاکم کے سامنے پیش ہوئے تو اس حاکم نے آپ کو قتل کرنا چاہا آپ نے فرمایا کہ مجھے قتل نہ کرو میں خدا کے یہاں تمہاری مدد کا ذمہ دار ہوں گے مجھے چھوڑ دو میں خدا کے یہاں تمہاری مدد کا ضامن ہوں جس سے ان کا مقصود یہ تھا کہ آپ ان لوگوں میں سے ہیں جو خداوند عالم سے سفارش کریں گے تو ان کی سفارش مان لی جائے گی لیکن اس حاکم نے آپ کی بات کو نہ مانا اور کہا کہ تمہاری شفاعت کی ہمیں ضرورت نہیں چنانچہ اس نے آپ کو زہر دے کر شہید کر دیا

(الارشاد صفحہ ۲۸۸)

کشف الغمہ کی روایت کے مطابق امام محمد باقر علیہ السلام کے تین فرزند تھے اور ایک بیٹی تھیں جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

امام جعفر علیہ السلام، جو صادق سے مشہور ہیں، عبداللہ اور ابراہیم اور صاحبزادی ام سلمہ ایک قول یہ بھی ہے کہ حضرت امام کی اولاد کی تعداد اس سے زیادہ تھی۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۳۲۲)

مناقب ابن شہر آشوب کی روایت کے پیش نظر امام محمد باقر علیہ السلام کی اولاد کی تعداد سات ہے جن میں ایک امام جعفر صادق علیہ السلام ہیں اور انہی سے آپ کی کنیت ابوجعفر تھی اور ایک عبداللہ

الافطح ہیں یہ دونوں حضرات جناب ام فروہ دختر قاسم کے بطن سے تھے اور عبداللہ و ابراہیم ام حکیم کے بطن سے علی اور ام سلمہ و زینب کی ماں ایک کنیز تھیں یہ بھی کہا گیا ہے کہ زینب ایک دوسری کنیز کے بطن سے پیدا ہوئی تھیں ایک قول یہ ہے کہ حضرت امام کی صرف ایک ہی صاحبزادی تھیں جن کا نام ام سلمہ ہے سوائے امام جعفر صادق علیہ السلام کے دوسری اولاد اپنے پدر بزرگوار کی زندگی ہی میں رحلت کر چکی تھی اور امام کی نسل امام جعفر صادق علیہ السلام سے ہی چلی۔

(المناقب جلد ۳ صفحہ ۳۴۰، اعلام الوریٰ صفحہ ۲۶۵، الارشاد صفحہ ۲۸۸)

حضرت امام کی شادی کا معاملہ

قرب الاسناد میں بزنطی سے مروی ہے کہ ایک دفعہ امام علی رضا علیہ السلام کے سامنے قاسم بن محمد اور سعید بن مسیب کا ذکر آگیا تو حضرت نے فرمایا کہ میرے جد بزرگوار امام محمد باقر علیہ السلام نے قاسم بن محمد سے اپنے رشتہ کے بارے میں کہا تو قاسم نے حضرت کو جواب دیا کہ آپ اپنے والد بزرگوار سے اس معاملہ میں رجوع کریں تاکہ آپ کی شادی کا مسئلہ طے ہو جائے۔ (قرب الاسناد صفحہ ۲۱۰)

باطل عقیدہ کی بنا پر حضرت امام کی زوجہ کی طلاق

نفس المصدر میں ابو الجارود سے مروی ہے کہ ایک بار میں امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ حضرت ایک بہترین فرنیچر پر رونق افروز ہیں میں نے اسے ہاتھ سے چھوا تو حضرت فرمانے لگے کہ یہ فرنیچر جو تم نے چھوا ہے ادنیٰ ساخت کا ہے میں نے عرض کیا کہ کہاں حضور کی شخصیت اور کہاں یہ ادنیٰ سامان؟ تو حضرت نے فرمایا کہ یہ ام علی کے جہیز کا سامان ہے جو وہ اپنے میکے سے لائی ہے دوسرے وقت میں پھر حاضر ہوا اور اس فرنیچر کو چھونے لگا تو حضرت نے فرمایا کہ تم اس سامان کو بغور دیکھنا چاہتے ہو میں نے عرض کیا کہ حضور یہ بات نہیں ہے نابینا آدمی تو ٹٹولا ہی کرتا ہے تو حضرت نے یہی فرمایا کہ یہ ساز و سامان ام علی کا ہے اور اس کے عقائد فاسد ہیں میں ایک رات صبح تک اسے سمجھاتا رہا ہوں کہ وہ اپنے عقیدۂ فاسد سے پلٹ جائے اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے تولا اختیار کرے اور ان کی دشمنی سے باز آجائے لیکن اس نے انکار ہی کیا چنانچہ صبح ہوئی تو میں نے اسے طلاق دے دی۔

(نفس المصدر جلد ۱ صفحہ ۳۳۷)

زوجۂ امام کا علمی مقام

المصدر السابق میں عبدالاعلیٰ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے امام جعفر صادق

علیہ السلام کی مادر گرامی جناب ام فروہ کو دیکھا وہ کعبہ کا طواف کر رہی تھیں اور ایک تبدیل شدہ شکل کی ردا اوڑھے ہوئے تھیں ان کے بائیں ہاتھ میں ایک پتھر تھا ایک شخص نے جو طواف کر رہا تھا آپ سے کہا کہ اے کنیز خدا آپ نے طریقۂ سنت میں غلطی کی ہے تو کہنے لگیں ہمیں تمہارے علم کی ضرورت نہیں ہم خود جانتے ہیں ہم تمہارے علم سے بے نیاز ہیں۔ (المصدر السابق جلد ۴ صفحہ ۴۲۸)

بعونہ تعالیٰ ترجمہ بحار الانوار در احوال امام محمد باقر علیہ الصلوٰۃ والسلام

تمام شد

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ بیتہ الطاہرین معصومین

از احقر الکونین محمد حبیب الثقلین النقوی الامروہوی

فاضل ادب و فاضل فقہ سید الافاضل ایم اے پی ایچ ڈی

مورخہ ۱۵ ماہ مئی ۱۹۸۵ء